1862

لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيمٌ

رسالہ

واقعاتِ حجاز

جسمین اُن غلط فہمیون کے دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عوام مین شُہرت پذیر ہین و اِصلاح حجاز کی تدابیر و نیز مشتاقان حرمین شریفین زادہم اللہ شرفہما کے لئے صلاحین درج ہین

مصنّفہ
خاکسار نادر علی وکیل میرٹھ

مطبع دار العلوم میرٹھ مین حسب اجازت حکیم محمد مقرب حسین خان مالک مطبع شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیون کر کوئی اسرار الٰہی جانے ۔ کیا تاب کہ انسان کماہی جانے
آنکھون سے حجاب ہے وہم اٹھنا معلوم ۔ باتین یہ خدا کی ہین خدا ہی جانے

اسلامی فضیلتون کا سرچشمہ ملک حجاز اور مرکز اسلام مکہ مکرمہ ہے۔ یہی وہ سرزمین مقدس ہے کہ جہان پر خلاصۂ کائنات۔ ستودہ صفات۔ سید المرسلین۔ رحمۃ العالمین (روحی فداک یا رسول اللہ) کا ظہور با برکت ہوا۔ یہ اوسی سراپا اخلاق مجسم انسانیت کا کام تھا کہ جاہل و گردنکشون۔ بد اخلاق و بد اعمالون کو مہذب و رشک حکما بنا دیا اور آج بھی اُسکے ہدایتی و تعلیمی احکام کروڑہا بندگان خدا کے نقش نگین خاطر ہین ؎

شاہ خوبان دو عالم ہین رسول خوشخو ۔ کلمہ کیون کر نہ پڑہین اُن کا بتان گلبو
اور بھی اگلے زمانے مین ہوئے ہین دلجو ۔ پر نہ ایسا کوئی دُنیا مین ہوا صاحب رو

فلک و شمس و قمر بر قدمش سودہ جباہ
عالم و آدم و من دو نہما تحت لواہ

لب مسیحا ہین تو یوسف ہین وہ رخسار جمیل ۔ چشمۂ خضر ہے یان واقعۂ گلزار خلیل
بلبل اس باغ کی رضوان ہے تو قمری جبریل ۔ گل جاوید بہار چمن اسمٰعیل

سر تک اس نقش کو جس روز قدم سے کھینچا
ہاتھ ہی مانیٔ قدرت نے قلم سے کھینچا

یہ اُسی برگزیدہ عالم و فخر آدم کا پرتو اخلاق تھا کہ وہ قوم جو ایک دوسرے کی دشمن ہو رہی تھی اور جسکا شغل رات دن خونریزی و غارت تھا وہ آپس مین ایسے ایک ہو گئے کہ اُسکی اخوت و تہذیب کی داستانین دوست دشمن دونون کو متحیر بنا دیتی ہین جسکی غمخواریان مشہور جسکی مروتین ضرب المثل جسکی جہاںداریان حیرت انگیز جسکی تہذیب اخلاق مسرت خیز جسکی طرز تمدن کی ذلہ رُبا دنیا کی تمام مہذب قومین ہین۔

مگر زمانہ کے انقلاب نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہ تمام خوبیان فسانہ ہوگئین۔ حیرت ہے کہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہو گئے۔ نہ وہ غمخوار رہے نہ وہ غمخواریان نہ وہ اُخوت رہی نہ وہ آپس داریان۔ یار اغیار ہو گئے۔ اور نا اتفاقی ایک صفت مسلمانی سمجھی جانے لگی ؎

پہلے مخالفت کے مخالف تھے اہل دہر
اب ہین موافقت کے مخالف تمام لوگ

آجکل مسلمان ہر جگہ یکسان تنزل کے رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین۔ زمانہ جو ہمارا تھا مزاج یار کی طرح بدل گیا۔ اب ہماری خوشی غم سے بڑھکر اور ہماری ہنسی رونے سے بدتر ہے۔

غفلت و خودی سر پر سوار۔ غرور و نخوت کے نشہ مین بدمست۔ تعصب و جہالت مین مدہوش مفلسی ناداری بے شغلی پست ہمتی غیبت و حسد کے بندون مین گرفتار۔ ایک دوسرے کی بُرائی کرنی شعار اخلاق سمجھ رہا ہے۔ اسلئے دین و دُنیا دونون مین (اولئك هم الخاسرون) کی برعکس مصداق بن رہے ہین غفلت کو ہوشیاری اور خواب کو بیداری پر ترجیح دیتے ہین۔ باوجود دلسوزون کی تحریک اور احساس نقصانات کے علےٰ قلوبہم و علیٰ سمعہم و علیٰ ابصارھم غشاوۃ کے مہیب خطاب کے مخاطب بننے سے باز رہنے کی کوشش نہین کرتے۔

البتہ یہہ آجکل کی تہذیب مین داخل و ذریعہ شہرت خیال کیا جاتا ہو کہ زبانی ہمدردی کی آڑ مین بظاہر دلنشین معناً وہ دل آزار باتین بیان کرین جس سے رہی سہی مسلمانون کی خوبیان مٹ جائین۔ مسلمان مسلمانون سے نفرت کرنے لگین۔ باتین سُنکر و مضامین دیکھکر کوئی

بیہ تصفیہ نہ کرسکے کہ یہہ حقیقتاً کسی مسلمان کا بیان ہے۔ یا کوئی غیر مذہب متعصب اسلام پر حملہ کر رہا ہے
یہ بالکل سچ ہے کہ دنیا کے تمام قوموں کے مقابل اپنے آپ بدخواہ مال اندیشی سے قطعاً بیخبر
ہر ملک مین مسلمان ہی زیادہ نکلینگے مدتون کے مزید غور سے معلوم ہوا کہ اس کا بڑا سبب باہمی
تبادلہ خیالات کا موقع نہ ملنا اور ایک کو دوسرے کے حالات رنج و راحت سے لاعلم رہتا ہے
اور اگر بسبیل اتفاق کسیکو موقع مل بھی جاتا ہے تو اس موقع کو نہایت لاپرواہی سے غیر مفید
بے وقعت سمجھکر ضائع کردیا جاتا ہے۔ اور پاک اسلام کے بہترین اصول سے بجائے نفع کے نقصان
حاصل کرنیکی خود کوشش کیجاتی ہے۔ اسلامی خوبی و مآل اندیشی پر ذرا بھی غور کیا جاوے تو بہ سہل
اصحاب کو شارع علیہ السلام کی غرض اسلامی کانفرنس اور مذہبی ایکزبشن (حج بیت اللہ) سے
معلوم ہوگی کہ اس سالانہ اجتماع پر تمام دنیا کے مسلمان خوش حال جنکو دوسرے کے ساتھ احسان
کرنے کی استطاعت ہو مجتمع ہوکر اپنے فلاح دنیوی اور بھتری دین کی تدابیر سوچین اور اپنے
مقاصد کے برگزیدہ اصول کی عملی اشاعت کرین۔ تجارت و صنعت کو ترقی دین اسلامی اخوت
و محبت کو مضبوط کرین اور اس موقع مبارک پر ایک دوسرے کے حالات و خیالات سے مطلع
ہوکر اسکی امداد مین امکانی کوششین کرین اپنے اخلاق اپنی فیاضی سے دوسرے کے لئے مثال
قایم کرین جسکی صدہا نظیرین اسلامی نامورون کی تاریخون مین موجود ہین اور جو فوائد اون سے
عام ہوئے۔ اُن سے کوئی تعلیم یافتہ مسلمان یا غیر قوم کا شائستہ فاضل انکار نہین کرسکتا اِس
فرض مذہبی سے بڑھکر اسلام کو قوت دینے والا کوئی دوسرا فرض نہین ہوسکتا ہے۔ نظر غور سے
دیکھئے تو حج سے بڑھکر آج تک یکجا آمد پولیٹکل اصول کوئی تربیت یافتہ قوم دنیا کی وضع نہین کرسکی

ہین کل اوصاف حمیدہ سے بہر باقی
جملہ تدبیر منازل مین ید طولائی

جو سیاست ہے مدن کی سو عدیم الثانی
تا ہو ہر امر مین اُمت کے لئے آسانی

چند حصے ہی ہین وہ شاہسوار سکا
کر گئے نظم و نسق روز قیامت تک کا

یہ وہ بےمثال موقعہ ہے جہاں ہر فرقۂ اسلامی کے کچھ نہ کچھ اصحاب دُنیا کے ہر حصہ سے سالانہ جمع ہوجایا کرتے ہین جنکے باہم تعارف ہو جاتا ہے۔ اتحاد و اتفاق کی مُستحکم بنیادین پڑتی ہین۔ اسی کی وجہہ سے مُسلمانون کو بحری و بری سفر کے مصائب برداشت کرنیکی عادت ہوتی ہے۔ خیرات اور دوسرون کے ساتھ حُسنِ سلوک و فیض رسانی کے مواقع جو غائت فضائل و شرافت انسانی ہے ہاتھ آتے ہین۔ تجارت کا مذاق پیدا ہوتا ہے۔ بارگاہِ سلطانی مین باداب ادب حاضری اور باقاعدہ نشست و برخاست کے طریقون کی تعلیم قلب کی حالت تبدیل و ہمدردی کی تحریک ہوتی ہے۔ حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما جہان کا ذرّہ ذرّہ آفتابِ عظمت ہے اور جہان دودمانِ رسالت کے چشم و چراغ اب بھی چمک رہے ہین جنکو اپنے نسب و شرافت پر واجبی فخر ہے اُن کا شرفِ ملازمت نصیب ہوتا ہے جو ایک سعادتِ دارین ہے ان بزرگوارون کے ساتھ جو ہمسایہ خانۂ خدا و خانۂ محبوب خدا ہین اور جو باعتبار ملک کی دُنیا کے بہت سی نعمتون سے محروم ہین۔ اُن اہل دول صاحب ہمّت اصحاب کو جنہین فیاضِ دستِ قدرت نے بیشمار نعمتون سے مالامال کردیا ہے اور جنکی رعایت مین شانِ کریمی مدنظر رکھی ہے بیحد مواقع حُسن خدمت و سلوک کے میسّر آتے ہین۔ افسوس اور ہزار افسوس کہ اصلی اور عمدہ اغراض شارع علیہ السلام کی فوت ہو رہی ہین۔ اتنا عظیم و مہتم بالشان مجمع جمع ہوکر یکایک بلاحصول ان تمام ضروری اغراضِ شارع کے کس قدر بیخبری کے ساتھ منتشر و پریشان ہوجاتا ہے۔

ایک ایرانی کو خبر نہین ہوتی کہ ہندوستانی اپنے ملک مین بمقابلہ دیگر اقوام کے کن شغلون مین مُبتلا اور کس حالت مین ہین۔ اسیطرح جاوی تاتاری ایران سے بیخبر۔ کابلی ترکون سے ناواقف۔ مصری روسیون سے ناآشنا۔ مغربی کردون سے غافل۔ قس علیٰ ہذا۔ یہ کس درجہ حیرت انگیز افسوسناک اور اسلام کے اصلی مقصد کُلّ مومن اخوۃ کے خلاف واقعہ ہے۔

سرزمین متبرک (مکّہ و مدینہ) مین دُنیا کے تمام مُسلمانون کی حالت موجودہ و خیالات کا اندازہ اچھی طرح و باسانی ہوسکتا ہے مگر ؎

خراب پھرتے ہین اس ہر مین خراباتی	خرابئ دلِ خانہ خراب دیکھے کون

اِسلامی فدائیون سے اب بھی دنیا خالی نہین۔ مرکزِ اسلام کی جانب ہرسال لکھوکھا اصحاب۔ شوق کی منزلین طے کرتے بارگاہِ سُلطانی پر لبیک کہنے حاضر ہوتے ہین۔ نہ انکو اپنی گورنمنٹ کی بجا آوری احکام مین عذر نہ سوانحات اتفاقی کا خوف۔ تکلیفون کو راحت۔ دقتون کو مسرت۔ موت کو وصال سمجھکر۔ سدراہون کو ہٹاتے موانع کو دفع کرتے سرگرمی و جوش کے ساتھ خانۂ خدا مین پہونچتے ہین۔ اور خدا نے چاہا تو اوسکی فرمانبردار بندے تاقیامت اِسیطرح مستعدی کے ساتھ پہونچتے رہینگے اگران بزرگوارون مین ہر ایک ممالک سے چند اصحاب ہی غرض مذکورہ کو مدنظر رکھکر حج بیت اللہ کو جایا کرین اور تھوڑا سا وقت اس فرض قومی و مذہبی اور غرض اسلامی کی تکمیل مین صرف کرین تو بہت جلد تمام دُنیا کو معلوم ہوجائے کہ اون مین مذہبی اسپرٹ کے ساتھ ایسی ستودہ خصائل و یکجہتی اور وہ پاکیزہ جوش پیدا ہوجاسکتا ہے جسکی وجہ سے ہماری اولوالعزم بزرگان سلف ناموری قومی عزت قایم رکھنے اپنے ملک کو دشمن کے حملے سے بچانے۔ گورنمنٹ کی اطاعت مین وفاداری کے جوہر دکھانے مذہب کی حمایت کرنے تہذیب و شائستگی پھیلاتے ہین ؎

(اپنی مثال آپ ہون اپنا جواب آپ)

اَب تو بالکل علےالرغم معاملہ ہورہا ہے۔ نہ مستطیع اصحاب و روشن خیال بزرگوار بکثرت جاتے ہین اور جو جاتے ہین تو اِن کا خیال بھولے سے اِس جانب نہین جاتا۔ ہندوستان مین کیسے ہی فضول اخراجات کے عادی ہون۔ اور کتنی ہی لاپروائی سے بیجا مصارف مین یہان روپیہ ضایع کیا جاتا ہو۔ یہان دولت کو بیہودہ اشغال۔ لغو نمایش۔ ممنوع حرکات مین برباد کرنا فرض سمجھین مگر اوس طرف کا رُخ کیا نہین۔ سفرِ حجاز کا خیال آیا نہین کہ کفایت شعاری خیر سی آداب حج مین واجب سمجھ لی گئی افضل شرافت الشانی یعنی مہانداری و قانون اخلاق و اصول اسلام کی ترمیم شروع ہوگئی۔ یہ عرض کرنا بیجا نہین شعر ؎

یہان ناظرین کی خدمت مین اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ خاص مکہ معظمہ مین ایک جماعت ایسے حضرات ہندوستانیون کی ہے جنکا خاص شیوہ حجاز کی برائیان بیان کرنا غلط افواہین پھیلانا ہے۔ ان مین کچھہ موقوف شدہ مطوف ہین کچھہ تاجر کچھہ مشائخون کے لباس مین خالص دنیادار ایک دو مدرسے کے متوسل بہرِان سب کے دوست اور دوستون کے دوست ملکر ایک کثیر التعداد مجمع ہوگیا ہے ان مین سے اکثر کے عقاید ابن عبدالوہاب نجدی سے ملتے جلتے ہین ان کا معمولی شغل یہہ ہے کہ نئی نئی روایتین۔ غلط قصے۔ بے بنیاد داستانین بیان کرین۔ سچ مین اتنا جھوٹ ملائین کہ جس مین سے کوئی ذی ہوش بھی سچ کو جدا نہ کرسکے عربی اردو اخبارون مین اپنے حصول اغراض کے لئے مضامین شایع کرائین ان مین بیشتر حضرات معاش سے تنگ اور غیر مطمئین حالت مین بھی ہین۔ ایک اعتبار سے یہی شغل ان کی بسر اوقات کا ذریعہ ہے۔ اس حیلہ سے وہ خاطر خواہ نفع اوٹھاتے ہین اور اسلام کو بدنام کرتے ہین۔ یہ جماعت یوماً فیوماً ترقی پذیر ہے۔ ہر سال چند ہندوستانی اضافہ ہوجاتے ہین۔ جنکے ذریعہ سے ہندوستان مین اونکے اغراض وخیالات کی کافی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ حرم محترم اور خانہ خدا کے ہمسایہ رہکر نہ جنہین ادب وتہذیب سے سروکار نہ غیبت وتہمت وحسد کے ناملایم افعال سے عار ہے نہ اسلام نہ اسلامیون سے محبت نہ زائرین وحجاج سے الفت نہ بہبودی قوم سے غرض نہ بہتری ابنائے جنس سے واسطہ نہ عرب کی حمایت نہ خیر اندیشی سے سروکار نہ اخلاق کی بو۔ نہ خون مین ہمدردی کی گرمی نہ دلون مین غیرت وحمیت باقی رہی۔ انہین صفات حسنہ سے اس درجہ محرومی ہے کہ بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کی ایذا کا احساس یا کسی وقت کسی کی بھلائی کا خیال بھولے سے اپنے دل مین آنے نہین دیتے۔

ہندوستان کے حسن اخلاق ہندوستان مین چھوڑے حجاز کی خوبیان تبرکاً بھی حاصل نہ کین سیر ام اجرایم مفلسی وتنگی معاش مین مبتلا یا طمع وحرص کے بندون مین گرفتار جنہین ایمان قایم رکھنا بڑے صاحب ہمت پاک نفوس کا کام ہے۔ اب کون صورت ہے جس سے یہ امید کیجائے

کہ اسلامی بھلائی باہم جنس کی ہمدردی کو اپنے ذاتی نفع پر ترجیح دیجاوے گی۔ ایسون سے تو بھلائی کی توقع ہی بیجا ہے یہی سبب ہے کہ ان کوتہ اندیش اور بدخواہ [illegible] نے اپنا قلم مسلمانون کے دلون کو زخمی کر رہے ہین اور ذاتی طمع کے جوش مین اپنے بھائیون کی بھلائیون کا خون کرنے مین دریغ نہین کیا جاتا۔ سوء اخلاقی و دنائیت طبع کے باعث جا و بیجا موقع و بےموقع دل کا بخار نکالنا اپنا فرض ایمانی سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ جسطرح بنے اپنے گمانِ بد کا اظہار کر دیا جاوے یہی ہے بڑا ماخذ اُن اخبارات کا جنہین سُنکر مسلمان بےچین ہو جاتے ہین اور یہی وہ ظلم ہے جسکی وجہ سے حجاج پریشان اور صحیح واقعات و اصلی حالات سے ناآشنا رہکر بعض اس مُتبرک سفر مین تکالیف اوٹھاتے ہین۔ بعض اُن صعوبات کے اثر سے انسانی جذبات کے ہاتھون معصیت مین گرفتار ہو جاتے ہین۔

جب تک یہ کمیٹی قایم ہے۔ وہان کے غلط اخبارات کا سلسلہ بھی ختم نہوگا اور اصلی و واقعی اصلاحین بھی نظرانداز ہوتی رہینگی۔ یہہ کمیٹی چند در چند خرابیون کا موجب ہے۔ اِسی وجہ سے وہان عام ہندوستانی بےوقعتی و نارضامندی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور علی العموم اہل حجاز کے ذہنون مین یہ بات جڑ پکڑ گئی ہے کہ ہماری جا و بیجا شکایت کرنا ہندیون کا عام شیوہ ہے۔ لہذا ہم بھی کیون انسے برادرانہ رشتہ قایم کرین۔

دوم بعض حضرات ان شکایتون کو اپنے مخالفون کی جانب منسوب کر کے اونہین درپردہ نقصان پہونچا دیتے ہین۔ چونکہ شکایتی مضمون مین نام تو ہوتا نہین اسلئے جس بےگناہ کو ستانا چاہا اوسکے ذمہ یہ الزام لگا دیا اور خود اچھے خاصے خیرخواہ بنے رہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جبکہ خلاف بات کا زبان پر لانا دشوار تھا اور خود قایل کا دل ایسی ویسی بات کہنے کی اجازت نہین دیتا تھا۔ صحیح الزام تک قایم کرنے مین اخلاقی قانون روکتے تھے کسیکی برائی کرنے سے اپنا آپ دل ہچکچاتا تھا۔ ہر مسلمان ان افعال کو اسلامی جرم خیال کرتا تھا۔ اب جسطرح پیٹ بھر کر جھوٹ بولئے کوئی نہین پوچھتا جو جی مین آئے کہا کیجئے کہ ان زبانون پہ کیا بیتا

خبیث باطنی اس زمانہ مین کوئی جرم قانونی نہین ناحق شناسی پر پولیس مواخذہ نہین کرسکتا اسلامی خوبیون پر خاک ڈالے جائے تو عدالتی گرفت نہین ہوسکتی۔ مگر کیا روزِ جزا بھی کوئی چیز نہین چند روزہ زندگی کیلئے جو بُری بھلی ہر طرح کٹ جائینگے اتنا بڑا مواخذہ گردن پر لینا اور محض شکم پروری کی غرض سے نجات دائمی کو خیرباد کہنا کس درجہ خسارہ کی بات ہے ؎

ملک و مال۔ اہل و عیال۔ آتش و خاک آب ہوا
جز خدا کس سے ہے اے مردِ خدا چشمِ وفا

روز و شب شمس و قمر۔ اسپ و کمر۔ تاج و کلاہ
اِک نہ اک روز یہہ سب تجھسے جُدا ہین اِلّا

نو بہارِ چمن دین ز خزان آزاد است
رونقِ باغ یقین تا ابدالاباد است

ہم اس مضمون مین مختصراً وہان کے حالات اور امسال کے واقعات بیان کرنا ضروری سمجھتے ہین تاکہ اُن غلط فہمیون اور غلطیون پر عام آگاہی ہوجائے جو زیادہ تر مذکورہ بالا خودغرضیون سے شائع کئے گئے ہین اور جو عمدہ عمدہ جدید انتظامات۔ نئے واقعات پیش آنے سے کئے گئے ہین۔ اُن کا ذکر دانستہ یا عدم واقفیت سے ترک کردیا گیا ہے اور یہہ ایک حد تک دیندار نیکدل مسلمان کی بیچینی و نقصان کا باعث ہے۔

امسال کے واقعات مین خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر۔

عالیجناب بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال کا مبارک سفرِ حجاز ہے

جو ممدوحہ کی علوِ شان اور ہندوستان کی ایک اعلیٰ درجہ کی ذی منزلت رئیسہ ہونیکے اعتبار سے ادائے فرائضِ مذہبی کے لئے جانا بمقابل عام حجاج کے زیادہ تر قابلِ امتیاز ہے۔

اس داستانِ سیاحت کا بیان وجوہ ذیل سے بالخصوص دلچسپی پر مبنی ہے اور اُن تمام ملکی و خیری حالات کا اشتمال رکھتا ہے جو عموماً حجاز مین پیش آئے۔

اوّل یہہ۔ اس موقع مبارک پر سوٗ اتفاق سے امسال عام حجاج۔ اہلِ حجاز و نیز گورنمنٹ ٹرکی کے حق مین بحضرت رسان تکلیف دہ سامان پیدا ہوگئے۔ اور وہ حادثات واقع ہوئے جنکا ظہور حجاز مین

اس سے پہلے کبھی نہوا تھا۔ دوم جو زیر باریان گورنمنٹ ترکی نے خواہ بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ برداشت کین۔ یا براہ مراحم خسروانہ منظور فرمائین مثلاً صرف فوج زاید حفاظتی بیگم صاحبہ جسکا تخمیناً تنتیس ہزار روپیہ ۳۳۰۰۰ و کرایہ مکان مکہ مکرمہ چودہ ہزار روپیہ ۱۴۰۰۰۔ اسیطور پر کرایہ مکان اول مدینہ طیبہ و دیگر اخراجات جنکا دینا رئیسہ پر بہر طور واجب تھا اور بالاخر یہہ بار خزانہ عامرہ سلطان المعظم پر بلا وجہ ڈالا گیا۔

اس بارہ مین اپنے اصول کے مطابق گورنمنٹ انگریزی کو خاص توجہ چاہیے۔ کیونکہ یہہ اُن سفارشِ آمیز تحریرات کا جو بیگم صاحبہ کے باب مین منجانب ہماری گورنمنٹ کے گورنمنٹ ترکی کو لکھی گئی ہونگی غالباً ضروری نتیجہ تھا کہ گورنمنٹ ترکی ان مصارف کو بحالت قاصر ہونے بیگم صاحبہ کے بلا لحاظ اونکی استطاعت کے گوارا فرمائے برٹش گورنمنٹ ان اخبارات سے لاعلم نہو گی۔ لہذا اُن بدگمانیون کے رفع کیلیے جو پبلک کے دل مین جاگزین ہوئی ہین اور بادی النظر مین شانِ ریاست پر بدنما دہبا لگاتی ہین کوئی معقول و مناسب انتظام اور پورا بدل فرمایئے جسکی وجہہ سے اُمید ہے کہ یہہ بدنما شہرت دب جائے۔

سوم جو ناواقف اصحاب وحقیقتِ حال سے ناآشنا حضرات ترکی گورنمنٹ کی شکایت کرنے و فرمانروائے حجاز واہل عرب پر الزام لگانے مین کسیقدر جسارت کو کام فرماتے ہین۔ وہ اور اُنکی ساتھ برٹش گورنمنٹ و پبلک بخوبی آگاہ ہوجائے کہ ترکی گورنمنٹ کا احسان واہل حجاز کا اخلاق حجاج وزائرین کے ساتھ۔ اور اُسکی عوض مین اہل ہند کا برتاؤ اہلِ حجاز کے ساتھ کیا ہوا کرتا ہے اور شکایت کی بنیاد حقیقیؔ و واقعی کیا ہے۔

چہارم۔ یہہ سُنا گیا کہ جناب بیگم صاحبہ دام حشمتہا کو اپنے کارنامۂ سیاحت کے قلمبند فرمانے کا خاص خیال ہے جسکے لئے حجاز مین ہی منشی محمد عبدالرؤف صاحب اپنے رفیقِ سفر کو حکم دیا گیا تھا۔ اور اب یہہ خبر شہرت پذیر ہے کہ اسکے لئے لکھنؤ سے ایک قابل بزرگوار بُلائے گئے تھے مگر اونہون نے کسی وجہہ سے اس خدمت کو پسند نہین کیا خدا جانے یہہ شہرتین کہان تک

صحیح ہین۔ سفرنامہ کا لکھوایا جانا انسب ہے لیکن اس کا صحیح مرتب ہونا اسباب ذیل سے دقت طلب معلوم ہوتا ہے۔

(الف) یہ کہ جناب بیگم صاحبہ کو بے واسطہ کسی خبر کا ملنا بلحاظ پردہ نشینی سخت دشوار ہے اب رہے ساتھی اون مین سے ایک فرد نے بھی اسباب واقعات و تفتیش حالات پر بوجہ بددلی و بے اطمینانی کماحقہ نظر نہ ڈالی ہوگی۔ بددلی و بے اطمینانی کا قیاس کسی قدر اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ بیگم صاحبہ و صاحبزادہ عبیداللہ خانصاحب کو باوجود ایک معقول قیام مکہ مکرمہ کے حرم محترم مین گنتی کی دو تین نمازین ادا کرنے کا شرف حاصل ہونا سنا گیا۔ لہذا وہ سفرنامہ حدود واقعیت سے جدا ہو جائے تو تعجب انگیز بات نہین۔

(ب) وہ اسباب نظرانداز کئے جاینگے جو باعتبار غلط فہمی خواہ کمی مصارف باعث تکلیف اس سفر مین عام طور پر ہوتے ہین خود مہیا کیے گئے۔ اسلئے ظاہراً امید نہین کیجا سکتی کہ اسباب و علل پر غائر نظر ڈالی جاسے یا واقعات سے صحیح صحیح نتائج نکالے جائین۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ معمولی حجاج کی طرح اونکی بیان مین بھی بجز تکالیف سفر یا اہل حجاز کی درشت خوئی و انتظام حجاز کے خرابیون کی کوئی امتیازی بات نہوگی۔ اور یہہ امر عام ارادون مین تزلزل ڈالنے والا و مشتاق حج و زیارت والیان ملک کے قصد کا مانع اور مسلمان مستطیع کے سفر حجاز کا سد راہ خیال کیا جا سکتا ہے۔

لہذا بپاس اسلام و ہمدردی انسانی ہمپر واجب ہے کہ تحقیق حالات و تفصیل واقعات مین کسیقدر جو تکلیف گوارہ کی ہے اوسکی بنا پر وہ اخبار غلط و غیر صحیح پبلک کے دلون سے دور کر دیے جائین جنکا واقعی وجود نتھا اور اسکے ساتھ کاتب سفرنامہ عامیانہ خیال اور غلطیون سے محفوظ رہکر ایک حد تک نفع بھی حاصل کر سکتے ہین۔

اوسکے لئے یہ مراتب ہین

(۱) سب سے پہلے یہ کہ حضور بیگم صاحبہ کی شہرت سفر قبل پہونچنے حجاز کے کس حد تک اور کن ذرائع سے ہو چکی تھی۔

(۲) برٹش گورنمنٹ ونیز کونسلیٹ جدہ نے بخیال اپنے ماتحت رئیسہ کے ازراہ الطاف شاہانہ ومراسم دوستانہ بیگم صاحبہ کی خاطر کن کن انتظامات کو ملحوظ رکھا اور اونکی راحت رسانی مین کیا کیا زحمتین گوارہ فرمائین۔

(۳) گورنمنٹ ٹرکی ونیز لوکل گورنمنٹ حجاز نے بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ وبنظر ہمدردی اسلامی بیگم صاحبہ کی محافظت واحترام مین کیا کیا مراحم خسروانہ واحسانات شاہانہ ومساعی محافظانہ کو کام فرمایا اور انکی وجہ سے کس قدر مالی بار اُٹھایا اور کتنی قیمتی جانین قربان کر کے اُنکو مصیبتون سے بچایا۔

(۴) امیر حجاز شریف مکہ نے بمقابلہ اُن تمام والیان ملک وامرائے ہند کے جو اب تک حجاز مین آئے جنمین جناب بیگم صاحبہ کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ کیا بلحاظ احترام وعزت اور کیا باعتبار حسن اخلاق اور کیا بنظر حسن سلوک کیسا عمل فرمایا۔

(۵) عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی والئی مدینہ نے جو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سے قرابت قریبہ رکھتے ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ حق مہمان نوازی ادا کرنے وہدایہ وتحائف عنایت فرمانے مین ٹرکی اولوالعزمی اور اسلامی فیاضی کا کس درجہ ثبوت دیا۔

(۶) خدیو مصر ونیز شرفائے عرب وترک کا فیاضانہ اخلاق وطریقہ مراعات بیگم صاحبہ کے ساتھ کیسا رہا۔

(۷) بالعوض ان تمام مراعات کے کیا بلحاظ اپنی عظمت وریاست اور کیا بنظر آداب حج خود بدولت حضور بیگم صاحبہ نے کس مناسبت سے بدل فرمایا قطع نظر ایک باوقار صاحب حکومت رئیسہ کے محض بحیثیت زوارہ حرم محترم بغرض ادائے واجبات وآداب زیارت حرمین شریفین اہل حجاز کے ساتھ کیا روش جائز رکھی۔

(۸) اہل حجاز کے سوا اپنے رفقا سفر وخدام ونیز ہمراہیون کے ساتھ کیا الطاف فرمائے۔ اُن ہمراہیون کا برتاؤ اہل حجاز کے ساتھ کس قسم کا رہا اور ان کی وجہ سے نیکنامی رئیسہ پر کیا اثر مترتب ہوا۔

(۹) واپسئ ہندوستان کے وقت جدہ کے واقعات اور عام باشندگان عرب وغیرہ کے خیالات۔

(۱۰) دوسرے ممالک سے کس قسم کے حجاج جاتے ہین اور وہان کی گورنمنٹین حجاج کے لئے کن

اُمور کو پیش نظر رکھتے ہین۔

(۱۱) ہندوستان سے کن خیالات اور کن اقسام کے لوگ حجاز جاتے ہین اونکی ایذا و تکلیف کے وجوہ اور رفع تکالیف کی تدابیر۔

شہرتِ سفر دو سال قبل بیگم صاحبہ کے چند معزز اہلکار جنکے میر قافلہ مولوی اعظم حسین صاحب وافسر ماتحت مولوی ریاض الدین احمد صاحب جو ایک صاحبزادے کے اتالیق بھی مشہور تھے بنابر دریافت حالات حجاز روانہ ہوئے (ایک معتبر شخص ساکن مکہ سے یہہ سُنا کہ مولوی ریاض الدین احمد صاحب وایک اور دوسرے صاحب بغرض حج بدل بھی بھیجے گئے تھے) ان حضرات نے حجاز پہونچکر عام شُہرت دی کہ حضور سرکار عالیہ والیہ بھوپال سال آیندہ مین نہایت دھوم دھام وتزک کے احتشام سے آنے والی ہین۔ عام طور پر اہل حجاز کو اُن کی فیاضی سے نفع اوٹھا کر شکر گذاری کا موقع ہاتھ آئیگا یہ شہرت تک مکّہ ہی مین محدود نہین رہی۔ بلکہ سفر مدینہ طیّبہ مین جس جس مقام پر ان اصحاب کا گذر ہوا وہان بھی اس خوشخبری کی منادی کافی طور پر کی گئی اور بعض قبایل بدو کو انعامات کی اُمیدین بھی دلائی گئین۔ اِس نیک شہرت سے ان اصحاب کا خیال ومقصود جو کچھہ ہو۔ مگر اہلِ مکّہ ومدینہ کی ذہنون مین عموماً اور بدوی قبایل کے دماغون مین خصوصاً یہہ بات جم گئی کہ ایک صاحبِ حکومت با اختیار رئیسہ کا آنا اونکے حق مین فالِ نیک اور انعام الٰہی ہے۔

اِس شہرت کے دینے مین عبدالحلیم مطوّف نے بھی کافی حصّہ لیا جنکو یہہ ادعا تھا کہ وہ ریاستِ بھوپال کے مطوف ہین اِنسے پہلے جب اور جو والیان ملک وامراء ہند سے حجاز مین آئے منجملہ اُنمین سے ہر فرد نے اپنے مرتبہ وعظمت کے لحاظ سے یہانکے لوگون کے ساتھہ سلوک کیا۔ اِن مین نواب کلب علیخان صاحب مرحوم والئ رامپور۔ و نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ والیۂ بھوپال کی خاص شہرت ہے اور معمولی اُمراء مین خان بہادر حاجی حافظ عبدالکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھہ نے بڑی ناموری پیدا کی چندہ نہر زبیدہ کے لئے عام نگاہون مین اونہین خاص ممدوح ٹھہرایا جسکی تعداد پچاس ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔

اسی بنا پر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ بہوپال کی تشریف آوری پر اہل حجاز نے بہت کچہہ اُمیدین قایم کرلی تہین۔

حقیقت حال یہہ ہے کہ کل اہل حجاز اون مین خواہ سفید پوش ہون یا شکستہ حال۔ بظاہر اعلےٰ حیثیت کے ہون یا مفلوک۔ بدوی ہون یا حضری علی العموم سب بزرگوارون کی گذراوقات حجاج وزائرین پر ہے اسلئے نامی روسا و اہل دول امرا و کے آمد کے منتظر اور انکی غیر معمولی احسانات کے متوقع اکثر لوگ رہتے ہین اور جب کبہی کسی امیر یا رئیس کے آمد کی خبر انکے کانون مین پہونچتی ہے تو نہایت بیچینی سے اوس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہ بات کچہہ وہان پر ہی منحصر نہین تمام معابد اور مقدس مذہبی مقامون کے مقیم سلوک زائرین کے آرزومند ہوا کرتے ہین۔ بیت المقدس و نجف اشرف و کربلائے معلےٰ و بغداد شریف وغیرہ و نیز ہندوستان کی تمام پرستش گاہون اور مزارون کے خدام کے ساتھ باوصف انکی جاگیرون و دیگر آمدنیون کے ہر زائر کچہہ نہ کچہہ سلوک کرنا اپنا فرض مذہبی و کار خیر سمجہتا ہے۔

یہی وجہہ تہی کہ شہری باشندگان کے سوا قبایل بدوی کا ہر ایک متنفس بڑی بڑی تمناؤن کے ساتھ بیگم صاحبہ بھوپال کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگا۔ کسی کی زبان پر یہہ ذکر تھا کہ ملکہ ہند تشریف لاتی ہین۔ کوئی کہتا تھا کہ سلطانۂ ہند آتی ہین۔ لہذا کوئی سالانہ وظیفہ کی امیدمین چشم براہ کوئی ماہوار تنخواہ کا متمنی۔ کوئی معتدبہ رقم کا آرزومند۔ کوئی منصبداری کا اُمیدوار گویا اُنہون نے اپنے ذہن مین یہ بات جمالی تہی کہ سالہاے دراز کے بعد خوش قسمتی سے انعامات الٰہی مین سے ایک نعمت غیر مترقبہ یا سونے کی کان ہاتھ آنے والی ہے اور یاوری طالع سے اُنکے نصیب جاگنے والے ہین جو ایک صاحب حکومت رئیسہ کے ذہن مین سفر حجاز کا خیال فیاض ازل نے پیدا کیا ہے۔

پچہلے سال غالبًا بوجہہ دربار دہلی بیگم صاحبہ کا قصد حج ملتوی رہا۔ لیکن سال حال مین وہ ارادہ نہایت مصمم ہوگیا۔ ملازمان تجربہ کار و اہل الرائے سے سوالات قایم ہوکر رپورٹ طلب فرمائی گئی ہر قسم کا تخمینہ صرف نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے سفر حجاز کے اخراجات پر نظر ڈال کر تجویز ہوا اور ایک

بجٹ تیار کیا گیا۔

مولوی اعظم حسین صاحب کی رپورٹ کو ہمنے دیکھا تہا جسمین فقیر کے منکسر خطاب سے اپنے آپکو منسوب کر کے امور مستفسرہ کی بابت رائے دی گئی تھی۔ یہ بیان کرنا کہ اوس رائے مین فراخ حوصلگی و آداب حج کے اعتبار سے بکشادہ دلی اخراجات کرنا کہانتک ملحوظ رکہا تہا کچھ نامناسب سا ہے ناظرین خود تصفیہ کر سکتے ہین کہ ایک فقیر منش بزرگ مولوی۔ امیرانہ خیال کے موافق سفر حجاز کا لحاظ مد نظر رکہکر کس حد تک رائے دیسکتا ہے اور جس حالت مین کہ رئیسہ کی مزاجدانی اور افراط انتظام سے پورا باخبر ہو اوس رپورٹ کو دیکھکر ہمین اوسی وقت کہٹکا ہوا تھا کہ اس سفر مبارک کا نتیجہ بخت مفلس کے پہلو بہ پہلو ہوگا بعد تیاری و تجویز بجٹ ہمراہی کے لئے نامور اور با اثر اصحاب اور جان نثار ملازم رفقا منتخب ہوے اور چلنے سے پہلے ریل و جہاز کی سمت سے لبیک کی صدائین کانون مین گونجنی لگین۔

اسکے بعد پھر مولوی اعظم حسین صاحب جنکو خضر طریق سفر حجاز سمجہا گیا تھا معہ چند ہمراہیون کے براہ سوئیز بطور لین ڈوری جدہ کو روانہ کئے گئے جنہون نے جدہ پہونچکر برٹش کونسلیٹ مین اپنے آنے کی خبر دی۔ اور تکالیف سفر سے ہچکچا کر خود رُخ نہ کیا۔ لیکن جو خطوط وغیرہ بنام امیر مکہ و والی حجاز لائے تھے اُنکے طائف بھیجنے کی استدعا کونسلیٹ مین پیش کی۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے نہایت اخلاق سے اُن کی استدعا کو منظور کیا اور وہ خطوط وغیرہ بوساطت قایم مقام جدہ کے۔ ترکی سپاہیون کے ہاتہہ طائف بھجوا دئے گئے۔ (یہ خدمت جو برٹش کونسل نے انجام دی وہ فرائض منصبی سے زائد تھی) اب اِس پیش خیمہ کے حضرات نے براہ ینبوع مدینہ منورہ کا قصد کیا تاکہ ینبوع و مدینہ منورہ مین بیگم صاحبہ کے آنے کی اطلاع دی جائے۔

پچھلی شہرت جو نادی آیام کے باعث مُردہ ہو چکی تھی پھر اوس مین جان پڑی عموماً اہل حجاز اور خصوصاً بدوی قبایل کی اُمیدین تازہ ہوگئین۔ اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ اِس لین ڈوری کے چند متنفس باطمینان خاطر براہ ینبوع اُس وقت آئے گئے جبکہ قافلے نہین آتے جاتے تھے۔ اِس موقع پر راہ مین کسی قسم کے خطرہ یا دقّت کا نہ پیش آنا دلیل ہے اِس امر کی کہ بدوؤن کو ایفائے وعدہ

انعام کا ضرور اطمینان دلایا گیا ہوگا۔

نتیجہ کا پتہ تو ناظرین کو آخر مین چلے گا مگر یہان اس قدر بیان کر دینا بس ہے کہ اس شہرت نے بیگم صاحبہ کی نیک نامی و اطمینان خاطر پر اچھا اثر نہین ڈالا۔ اور عام طور پر حجاز مین ایک ہل چل پڑگئی جس کا اثر عام حجاج کے حق مین مضرت رسان۔ بیگم صاحبہ کے حق مین ملال انگیز۔ اور گورنمنٹ ترکی کے حق مین سخت نقصان دہ پیدا ہوا۔

مرتبہ و عظمت اور پہر اوسکے ساتھ شہرت ایسی چیزین ہین جنکے بدولت انسان اپنے اختیار سے نکلکر اون عام رستون مین فیاض عالم کے شامل ہو جاتا ہے جسپر ہر شخص کا دعوے پہونچتا ہو اور جسکی بھلائی و برائی دونون پر عام نگاہین پڑتی ہون۔ اس عظمت و شہرت کا اقتضا یہ ہے کہ کانون تک وہ خبرین پہونچین جس سے صاحب مرتبہ کے کان مانوس نہون اس خاص بات کی ذمہ دار اوسی کی ناموری ہے۔

اسلیے ضرور ہے کہ وہ اپنے اور بیگانون سے ہر قسم کے حالات سُنے اور اونکی اصلاح پر متوجہ ہو۔ اقبال مندی و عقل کی بڑی دلیل ہے کہ جو بدنما ٹیکا جبینِ ناموری پر غلطی سے لگ گیا ہو خواہ نظر بد سے بچانیکے لیے مصلحتاً لگا لیا ہو۔ اوس کا دُور کر دینا ہی زیبا ہے۔ عوام کے ذہن مین جو خبرین جڑ پکڑ کر نیکنامی خواہ اسکے عکس کا سبب ہو جاتی ہین اونمین سے نیکنامی کے خلاف خبرون کا ازالہ فرما دینا اقتضائے مصلحت ہے۔

جو شخص نیکنامی کی صلاح دے وہ حقیقت مین خیر طلب ہے گو بظاہر اوسکی صلاح ناگوار ہو مگر اس سے فائدہ اوٹھانا واجب ہے۔

اور جس حالت مین شان نوابی و ریاست کے ساتھ راہِ خدا کی مسافرہ۔ حرمین شریفین کی زائرہ کی ذات ستودہ صفات اور نیکنامی سے خاص تعلق ہو اوس صلاح کو تو اظہار احسان و علم کیساتھ درجۂ قبولیت حاصل ہونا چاہیے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے احسانات

گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنی خسروانہ عنایت سے شروع ہی مین بیگم صاحبہ کی راحت و آسائش کے واسطے ہر طرح کا اہتمام کیا تھا۔ بیگم صاحبہ کے تشریف لیجانے کی خبر برٹش کونسلیٹ جدہ مین باضابطہ دیدی گئی تھی۔

بغرض مزید آرام رسانی بذریعہ سفارت انگریزی متعینہ استنبول کے انٹرنیشنل بورڈ آف ہیلتھ (مجلس صحیحہ عمومی) استنبول سے اس امر کی اجازت چاہی کہ بیگم صاحبہ بعد ختم قرنطینہ ہندوستان کے براہ راست حجاز جائین ممالک ترکیہ کے قرنطینہ سے بری کیجاوین۔ ارکان مجلس صحیحہ عمومی کی طرف سے (جسمین کل طاقتون کے رکن ہوتے ہین) نہایت زور شور سے اس تحریک کی مخالفت ہوئی اور سخت کوششون کے بعد مشروط بچند شرائط وہ قرنطینہ کامران سے مستثنیٰ کی گئین۔

شرائط کا خلاصہ یہہ ہے

(۱) بیگم صاحبہ شہر بھوپال سے باہر جو جگہ طاعون سے پاک ہو وہان معہ اپنی ہمراہیون کے دس دن قرنطینہ کرین۔

(۲) اسکے بعد ایک ایسے اسپیشل ٹرین مین جو بخورات کے ذریعہ سے پاک وصاف کردیگئی ہو سوار ہوکر راستہ مین بغیر کسی سے اختلاط کئے بمبئی پہونچین۔

(۳) بمبئی مین ایک ڈاکٹر کے زیر نگرانی ایسے جہاز مین فوراً سوار ہوکر جو اُن کے لئے پہلے سے مخصوص ہو اور وہ جہاز بھی پورے طور پر بذریعہ بخورات صاف کردیا گیا ہو اور اُسکے چوہے مار دئے گئے ہون۔ بحری سفر مین روانہ ہوجائین۔

(۴) جس وقت مجلس صحیحہ عمومی استنبول مین یہہ تجویز منظور ہوئی تھی اوسوقت بھوپال بظاہر طاعون سے پاک تھا۔ اسلئے یہہ شرط بھی داخل کردیگئی تھی کہ اگر بیگم صاحبہ کی روانگی تک بھوپال طاعون سے پاک رہا تو وہ قرنطینہ ممالک ترکی سے بری سمجھی جاینگی۔ مگر اسکے ساتھہ ہی گورنمنٹ آف انڈیا اس امر کی ذمہ دار بھی کردی گئی تھی کہ بحالت ظہور طاعون بھوپال مجلس صحیحہ کو فوراً خبر دیجائیگی اور اِس صورت مین حکم برات قرنطینہ منسوخ سمجھا جائیگا۔

سوء اتفاق سے بیگم صاحبہ کے قرنطینہ بھوپال میں داخل ہوتی ہی۔ بھوپال میں طاعون شروع ہو گیا یا یہ کہ ظہور طاعون علانیہ نقارہ ظاہر ہو گیا اور بلحاظ نقد ۔ دا ری عدم پابندی شرائط کے اسکی اطلاع گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے استنبول میں دیدی گئی۔

بیگم صاحبہ قرنطینہ بھوپال کا زمانہ ختم فرما کر بتعمیل شرائط بالا بمبئی پہونچیں اور وہان سے جہاز اکبر نامی پر جو انکی آمد و رفت کے لئے کرایہ کر لیا گیا تھا سوار ہو کر بحری سفر میں روانہ ہوئیں۔

برٹش کونسلیٹ جدہ میں بیگم صاحبہ کی برائت قرنطینہ حجاز اور اوسکے ساتھ تفصیل شرائط مجوزہ انٹرنیشنل بورڈ آف ہلتہ بھی بھیجدی گئی تھی مگر بھوپال میں ظہور طاعون کی اطلاع کونسلیٹ جدہ میں نہ تھی۔

انسپکٹر قرنطینہ ترکی متعینہ جدہ کو شرائط برائت وغیرہ کی کوئی خبر نہ تھی۔ اسلئے یہ قرین قیاس تھا کہ انسپکٹر قرنطینہ بلحاظ اپنے فرض منصبی و پابندی قواعد گورنمنٹ کے جہاز کو کامران واپس کردے کیونکہ جس جہاز حجاج میں سارٹیفکٹ افسر قرنطینہ کامران نہو اوسکے حجاج بندرگاہ جدہ میں یا کسی اور بندرگاہ میں حرمین شریفین جانیکے لئے نہیں اوتر سکتے وہ جہاز پھر واپس کامران بھیجدیا جاتا ہے اور بعد تعمیل ضابطہ قرنطینہ کامران کے حجاز میں آنے پاتا ہے۔

اس دور اندیشی سے قبل پہونچنے جہاز اکبر ۔ خان بہادر حاجی ڈاکٹر محمد حسین برٹش وائس کونسل نے مجلس صحیہ استنبول کو تار دلوایا جس کا جواب ۔ جدہ میں جہاز پہونچنے کے چھ گھنٹہ بعد یہ آیا کہ آپ بیگم صاحبہ اور انکے تمام ہمراہیوں کو دس روز کا قرنطینہ کرنے کی اجازت بندرگاہ جدہ میں جہاز پر ہی دیجاوے۔

جہاز کے کامران واپس بھیجے جانے کی روح فرسا مصیبت اس خاص و بلیغ کوشش اور دور اندیشی کی بدولت بہ آسانی رفع ہوگئی ورنہ جہاز یقیناً کامران واپس کردیا جاتا اور وہان دس دن قرنطینہ میں رہکر واپس آتا جس سے علاوہ تکالیف چند در چند کے استثنائے قرنطینہ کی تخصیص بھی نہ رہتی۔

برٹش وائس کونسل موصوف جو جہاز تک بیگم صاحبہ کی مزاج پرسی و استفسار حال کے لئے گئے تھے اونہیں معلوم ہو گیا تھا کہ بھوپال میں طاعون ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی علم ہوا کہ بنبئی روز سے زیادہ

گذرے کہ اس ساری پارٹی کو کسی شخص مبتلائے مرض متعدی سے اختلاط کی نوبت نہین آئی اور نہ اِس زمانہ مین ان کا جہاز ایسی مقام پر ہوکر گذرا جہان شکایت طاعون ہے۔

اس بنا پر محض اخلاقاً کونسلیٹ جدہ کی طرف سے برٹش سفارت متعینہ استنبول کو ایک تار سفارشی دیا گیا کہ معافی یا کمی زمانہ قرنطینہ کی مجلس صحیحہ مین پھر کوشش کیجاوے۔ چنانچہ باوصف اجراء حکم دس دن قرنطینہ کے اس سفارش معافی کی کارروائی مین خاص وجوہات سے اوس کوشش مفرط کا یہہ نتیجہ نکلا کہ پانچ دن قرنطینہ کے معاف کیئے گئے۔

مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے خدیو مصر سے سفارش کرکے کرایہ جہاز معاف کرایا۔ برٹش کونسل کو خاص تشویش پیدا ہوگئی تھی جو بڑی مشکل سے رفع ہوئی۔ جس وقت مولوی اعظم حسین بیگم صاحبہ کے خطوط لیکر جدہ پہونچے تھے۔ اوس وقت اتفاق حسنہ سے خان بہادر برٹش وائس کونسل طائف شریف مین امیر حجاز شریف مکہ کے معالج تھے۔ مسٹر ڈیوی نے خاص طور پر خان بہادر سے تحریک کی کہ وہ بطور خود شریف صاحب اور والیٔ مکہ ہزاکسلنسی احمد راتب پاشا سے اس موقع پر بیگم صاحبہ کے لیے سفارش کرین تاکہ وہ دقتین جنکا بلحاظ سخت سفر و خطرناک منازل عرب کے معمولی حجاج کو بھی احتمال ہوا کرتا ہے۔ اور ہر فرد اپنی حفاظت کے لیے کم و زیادہ خرچ کرکے اوس کا انتظام کرلیتا ہے دہ جاتی رہین۔ اِس تحریک کا یہہ نتیجہ ہوا کہ شریف مکہ و ہزاکسلینسی والیٔ حجاز نے کامل انتظامات انکی حفاظت و راحت رسانی کے فرمادیئے جنکو بیگم صاحب نے قایم نہین رہنے دیا اور اسکی وجہ سے جب ینبوع و مدینہ طیبہ کے راستہ مین جاتے وقت بدوؤن کے عواید (عادت) کے موافق رواجی حق دینے سے تغافل فرمایا گیا اور راستہ مین مزاحمتین ہوئین۔ اسکی اطلاع جب کونسلیٹ جدہ مین دی گئی تو مسٹر ڈیوی نے اپنے نائب کو بعد حصول اجازت سفارت استنبول کے بیگم صاحبہ کے لانیکے لیے مدینہ طیبہ کو روانہ کیا۔

وائس کونسل نے غیر معمولی جرأت سے کام لیا۔ شب و روز کی ایذائین اوٹھاکر خطرناک بارہ منازل کو پانچ دن مین طے کیا۔ ہمراہی مین چند رفقاء بدو اور دو خدمتگار تھے۔ راہ مین بڑے بڑے خطرات

پیش آئے اور وہ سب نہایت دلیری اور تدبیر سے رفع کیے گئے۔ یہہ شیخ دخیل اللہ سے جو قبیلہ حرب مین بااثر شخص ہے) جو وائس کونسل کے لیجانے اور لانے کے لئے ذمہ دار ہوا تھا اور جو ہمارا رفیق مکہ کے سفر مین تھا۔ خود اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی ہندوستانی یا غیر ملک کا شخص اتنا جفاکش دلیر مستقل مزاج نہین دیکھنے مین آیا جیسا کہ انگریزی وائس کونسل جدہ ہے۔ ان کی جرارت اور غیر معمولی استقلال کی شہادت عثمان پاشا والی مدینہ طیبہ سے مل سکتی ہے جنہون نے تنہا اس خطرناک سفر کو اسطریق سے طے کرنے پر برٹش وائس کو باضابطہ مطلع کیا تھا کہ آپ نے بہت بیجا جسارت کی ہے آیندہ کے لئے آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اب آپ واپسی مین یہ طریقہ اختیار نکرین۔ بلکہ شامی قافلہ کے ساتھہ آپکو جانا ملے گا مگر پھر بھی اوسی طریق سے وائس کونسل جدہ واپس آئے۔ یہہ تمام خطرات بیگم صاحبہ کی خاطر ہمایون اور راحت رسانی کے لئے ملازمان گورنمنٹ انگریزی نے برداشت کئے اگر خدانخواستہ نوع دیگر معاملہ ہو جاتا تو گورنمنٹ ٹرکی پر لاکھون روپیہ کا بار پڑجاتا۔

یہہ کوششین اور آخر سفر تک جسقدر ہمدردیان منجانب برٹش گورنمنٹ و نیز قایمقامان برٹش گورنمنٹ نہایت دلسوزی و سچائی سے بیگم صاحبہ کے لئے عمل مین لائی گئین۔ بوجہ اوسکے خاص ہماری فیاض و مہربان گورنمنٹ اور اوسکے افسر کل اہل اسلام ہند کیطرف سے عموماً اور بیگم صاحبہ و نیز ہمراہی بیگم صاحبہ کی جانب سے خصوصاً شکریہ کی مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خان بہادر ڈاکٹر حاجی محمد حسین صاحب برٹش وائس کونسل جدہ شکریہ کے اہل ہین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کی خاطر چند در چند ایذائین برداشت کین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کے عزت و احترام و راحت رسانی مین نمایان کوششین فرمائین۔ وہ بیگم صاحبہ کی وجہ سے اپنی جان کو خطرہ مین ڈال کر مدینہ منورہ گئے اونہون نے محض اپنی خلقی مروت اور اثر سے ترکی ڈاکٹرون سے وہ کام لئے جو دوسرے کو بالکل محال تھے۔ اگر وہ نہوتے اور خاص طور پر سفارت استنبول سے کوشش بلیغ نکرتے تو یقیناً بیگم صاحبہ کو جدہ سے کامران جانے کی ایذا اوٹھانی پڑتی۔ اگر وہ نہوتے تو شریف مکہ کی رنجش دور نہوتی اگر وہ نہوتے تو نہ اس شان سے مکہ پہونچنے پر استقبال کیا جاتا نہ اس قسم کی مدارات و مہمانداری مکہ مین

ہوتی - جو کشیدگی لوگون نے باہم شریف مکہ و بیگم صاحبہ کے ڈلوادی تھی اوس کا پتہ صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کے خط سے چلتا ہے اوس خط کے الفاظ یہ ہین -

"بعض خطوط جو مکہ سے آئے اُن سے شریف صاحب مکہ کی کسیقدر ناراضی کا حال معلوم ہوا - جسکی وجہ خود حضور سرکار یہ معلوم نہ فرما سکین کہ کیا ہے - شاید بعض لوگون نے اونکو برافروختہ کیا ہو جیسے کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کو شریف وقت سے بدظن کر دیا تھا اور شریف مکہ اور اون مین نااتفاقی و ناچاقی ہوگئی تھی ، جسکا نتیجہ جانبین کے لئے مفید نہین ثابت ہوا تھا اور دونون ناراض ہوکر ایک دوسرے کی تکلیف و شکایت کے باعث ہوئے تھے - حضور ممدوحہ نے ایک خط شریف صاحب کے نام بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک مین بھیجدیا ہے لیکن اوسکی نقل بمزید احتیاط آپکے توسل سے بھیجنے کی بابت مجھے ارشاد فرمایا - اسلئے مین حال ہذا کے ساتھ آپکے پاس بھیجتا ہون - اس خط کو شریف صاحب کے پاس بھیجدیجئے - اس امر کے ہم لوگ خواستگار نہین ہین کہ شریف صاحب کچھ اپنا نقصان کرکے سرکار کی راحت کا باعث ہون صرف اونکی رضاجوئی مدنظر ہے اور چونکہ وہ امیر مکہ ہین اور خاندان رسول مقبول سے ہین اسلئے واجب التعظیم ہین - اور ہم مہمان اونکی عنایت کے خواستگار - مفصل حال حامل ہذا آپ سے بیان کریگا - عبیداللہ خان - عفی عنہ"

پھر یہی نہین کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی حجاز تک وائس کونسل موصوف اُنکے خیرطلب رہے ہون بلکہ ۱۸ - مارچ ۱۹۰۴ع کو مسمیان عبدالرحیم[1] - مراد محمد خان[2] - محمد یسین[3] - حافظ عبدالرحمن خان[4] - عبدالغفور[5] قاضی محمد سراج[6] - عبدالرحمن ثانی ولایتی[7] - محمد حسین خان[8] - سید نظیر علی[9] - شیخ بُدّھا[10] - ابراہیم[11] سقہ - مسماۃ[12] فاطمہ بی[13] - مسماۃ نصیبا دختر بریدہ[14] - مسماۃ نصیبا ثانی[15] - مسماۃ منیر بی[16] - مسماۃ حشمت بی[17] - مسماۃ گلشن بی[18] مسماۃ حرمت بی[19] - مسماۃ جہما بی[20] - مسماۃ غوثیہ بیگم[21] - مسماۃ عظیمن[22] - مسماۃ گل بی[23] - مسماۃ بخت بی[24] - مسماۃ زینب بی[25] - مسماۃ رحمت بی[26] - مسماۃ امراو بی[27] - مسماۃ بینا بی[28] - مسماۃ رحمن بی[29] - جعفر علیشاہ[30] - فتح محمد[31] علی محمد[32] -

نے ایک درخواست بدین مضمون کہ ہم بیکسان کو ہماری مادر مہربان حضور سرکار عالیہ بیگم صاحبہ کے

بے بس چھوڑ گئی ہین۔ ہم لوگ نان شبینہ کو محتاج۔ دن مین دھوپ رات کو شبنم کی ایذا اوٹھا رہے ہین اور سمندر کے کنارے پڑے ہین نہ رہنے کو مکان مل سکتا ہے اور نہ زندگی کے دن پورے کرنیکے لئے ہمارے پاس سرمایہ ہے۔ بعض بعض بیمار بھی ہوگئے ہین۔ ہماری مدد فرمائی جاوے اور ہم کسیطرح اپنے وطن کو پہنچوا دیے جائین۔

اسپر فیاض طبع رحمدل برٹش وائس کونسل نے رباط رام پور مین ان سبکو جگہ دلوادی اور گذر اوقات کے لئے دو دو روٹیان روزانہ مقرر فرمادین۔ اس درخواست کے علاوہ اور درخواستین بھی ملازمان بھوپال کی جانب سے جدہ مین پیش کی گئین ایک درخواست کی بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے۔

بجناب فیضمآب حاتم وقت جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب برٹش کانسل جدہ دام فیضہ

بعد سلام مسنون آنکہ

مین انہین تیئیس غیر مستطیعان سے ہون جو نواب بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال کے لائے ہوئے ہین سے رباط مین ٹھہرائے گئے اور روٹی بھی پا رہے ہین گو اِس آخری روٹی کے انتظام کی فرد سے میرا نام خارج۔ اور مین جناب کے اس رحم وکرم کا بہت ہی بڑا شکر گذار ہون۔ اب میری یہ عرض ہے کہ مین بیاعث تہیدستی یہان سخت پریشان ہون اور نہین معلوم کب ہندوستان سے جواب آوے اور کب ہماری سکینون کی روانگی کا بندوبست ہو اور اسکے لئے کوئی وقت معین نہین۔ چونکہ مین ریاست بھوپال کا پشتینی نمک خوار و ملازم ہون اور اب بھی بوقت آنے حج کے میری خواہش کے موافق بندہ زادہ بجائے میرے عملہ کارخانجات ریاست مین بزمرۂ مہران ملازم رکھا گیا ہے جہانگیر آباد مین بہ احاطہ حرمت خان صاحب رسالدار سردار بہادر جو میرے جدامجد ہین میرا مکان واقع ہے اور مین قدیم اوسی شہر کا رہنے والا ہون۔ یہان سر دست ایک صاحب نے جو بھوپال کے ہین پندرہ روپیہ قرض دینے کا بوعدہ ادا کے بھوپال اقرار کیا ہے لیکن پندرہ روپیہ مین میری کامیابی ناممکن ہے لہذا براہ کرم بخششی و فیض گستری مبلغ چھبیس روپیے کلدار مجکو بطور قرض حسنہ اور مرحمت فرمائے جاوین کہ مین تہیس روپیہ کا ٹکٹ جہاز لیلون اور پانچ روپیہ سے کھانے پینے و کرایہ موٹری وغیرہ کا انتظام

کرلون اور چھ روپیہ کرایہ پاسنجر ٹرین کے واسطے بمبئی سے بھوپال تک کیلئے رکھ لون اور جناب کی
جوتیون کے تصدق مین یہان سے روانہ ہوجاؤن۔ انشاء اللہ تعالے بھوپال پہونچتے ہی حسب صورت
سے فرمادیا جائیگا مبالغ مذکور خدمت عالی مین بھیجدون گا یا وہان پر جس کسی صاحب کو ارشاد ہوگا
باخذ رسید ادا کرکے رسید اونکی ارسال خدمت کرون گا کسیطرح کا فرق نہو گا اور اس دستگیری کا
تہ دل سے تا بزلیست شکریہ ادا کرون گا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے اور شریف النسا لوگون ہی پر وقت
پڑتا ہے اور جناب سے عالی ہمت دریا دل فیض منزل حامی اسلام کی امداد و رعایت سے اونکی مشکلین
آسان ہوجاتی ہین۔ خداوند کریم جناب کو اس کرم بخشی کا اجر عظیم دیگا امید کہ عریضہ ہذا عند اللہ
درجہ قبولیت کا پاوے۔ اور مخفی نرہے کہ بخصوص ہندوستانیو نکے واسطے بجز جناب والا کی ذات
عالی کے یہان پر دوسرے سے ایسی التجا کا حل ہونا سخت مشکل و دشوار ہے اور جناب کے نزدیک
اس کی کچھہ حقیقت نہین اور ایک امید موہوم پر یہان بے خرچ تکلیف مین پڑا رہنا ہی فضول ہے فقط
زیادہ حد ادب۔ کل فیض از نور محمدی معمور باد۔ معروضہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ سنہ ہجری یوم شنبہ
مقام جدہ ملک عرب۔ عرض

کمترین بندگان محمد عبد الرحیم خان عفی عنہ بقلم خود

کچھ ان ہی بیکسون پر موقوف نہین ہے وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کی رعایا کی پوری ہمدردی اور اخلاص بکمال شفقت
رکھتی ہین اور عملدرآمد شہنشاہی گورنمنٹ کی پوری کاربند ہین۔
جب گورنمنٹ آف انڈیا نے بذریعہ تار حکم بھیجا کہ منجانب گورنمنٹ مساکین حجاج ہند کی کوئی امداد
نہیجاویگی تب برٹش وائس کونسل کا ہی یہ کام تہا کہ عربون اور عیسائیون سے جو جدہ مین مقیم ہین
ایک کافی تعداد مین چندہ فراہم کرایا۔ تمام ایجنٹان جہازات سے تحریک کی کہ وہ اپنی اپنی کمپنیون سے امداد
حجاج کی سفارش کرین (یہ واضح رہے کہ اہل ہند مین سے ایک پیسہ کسی نے امداد حجاج مین نہین دیا)
اس سعی برٹش وائس کونسل موصوف کا یہہ نتیجہ نکلا کہ کئی ہزار مساکین کو دو ماہ تک روٹیان ملتی
رہین اور ہمیشہ ہر ایک جہاز مین کچھہ نہ کچھہ مساکین روانہ ہوتے رہے اور بالآخر شاہ نامی جہاز

۱۷/۱۱ ء منصوری مین ۷۴۶ مساکین روانہ کردیئے گئے اور زمانہ سفر بحری کے لیے مساکین کی خوراک کا بھی کافی انتظام فرمادیا گیا۔

اِن واقعات پر کون انکار کرسکتا ہے کہ حجاج ہندوستان برٹش کے لیے حجاز مین خان بہادر موصوف کی ذات جو ہماری شفیق گورنمنٹ کے ذریعہ سے آنجبر مین ہمارے لیے مقرر ہے رحمت الہی ہین۔ خان بہادر موصوف کا شمار ان نیک دل اور صاحب صفت اصحاب مین ہے جنکو خدا نے ملکی و قومی خدمات کے لیے پیدا کیا ہے اور جو بندگانِ خدا کی راحت رسانی کو اپنا فرض اخلاقی و انسانی جانتے ہین جو عام لوگون کی تکلیف و ایذا سے اسقدر بیچین ہوتے ہین جیسے کوئی اپنے عزیز و دوستون کی ایذا سے ہوتا ہے۔

وہ فطرتاً غیور طبع۔ فیاض دل ملنسار ہین۔ اونھون نے اپنے ان اوصاف کی بدولت ترک و عربان مین خاص اثر پیدا کرلیا ہے۔ اہلِ مکہ و مدینہ اُنکو نظر محبت و نگاہِ امتیاز سے دیکھتے ہین۔ بدوی قبائل مین بھی وہ ممدوح سمجھے ہوئے ہین۔

برٹش گورنمنٹ کی یہ تجویز کہ اوس کا ایک مسلمان افسر ان صفات کا حجاز مین رہے جس سے عام حاجتین لوگون کی وابستہ ہون یعنی (ڈاکٹر) اعلی درجہ کی مصلحت و مآل اندیشی اور اپنی رعایا کے ساتھ عمدہ احسان ہے۔ ایک یہی افسر ہے جس سے لوگ اغراض ذاتی و نیز رشتۂ اسلامی و مناسبت مذہبی کے ترک و عرب بے تکلف ملتے ہین اور جس وجہ سے عملاً اور رسمی سالی حقوق رعایائے برٹش قونسل کی حفاظت ہورہی ہے۔ یہ بات بمقابلہ رعایائے فرانس و روس وغیرہ کے رعایائے انگریزی کو ہی حاصل ہے کہ مکہ مکرمہ مین موقع حج پر اپنی تمام شکایتین اپنی قائمقام گورنمنٹ سے کرکے اُنکا تدارک کرسکین۔

گورنمنٹ ٹرکی کے احسانات

سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کی جانب سے جو اہتمام محافظ خانہ اور عنایات شاہانہ بیگم صاحبہ کے حق مین ہوئین اُن سے بڑھکر کوئی فیاض اور رحمدل گورنمنٹ نہین کرسکتی جس قدر صرف کثیر گورنمنٹ ٹرکی نے برداشت کیا۔ آیا یہ شاہانہ طریقہ ہماری گورنمنٹ اپنی ماتحت رئیسہ کیخاطر

اوسکی استطاعت و مقدرت کی صورت مین جبکہ محض فرض مذہبی کی غرض سے سفر کیا ہو جائیز رکھتی یا نہین - اسکی بابت قطعی رائے دینا بلا ظہور ایسے موقع کے شاید صحیح ہو مگر روئداد تو گواہ حال اس امر کی ہے کہ اس کا جواب نفی ہی ہونا چاہئے اور ہماری گورنمنٹ کا اصول سلطنت بھی اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ بلا وجہ کوئی بار اوٹھانا عقل کے اقتضا اور فراست کے منافی ہے -

اس کا پتہ کچھہ یون بھی چلتا ہے کہ وہ اخراجات جو برٹش والس کونسل کے آنے جانے مین مدینہ طیبہ کے ہوئے چونکہ اون کا بھیجا جانا بیگم صاحبہ کی وجہ سے تھا اُسکے بابت سُننے مین آیا کہ برٹش سفارت استنبول نے طے کیا کہ یہہ اخراجات بیگم صاحبہ کو دینے ہونگے

ٹرکی گورنمنٹ نے حکماً جدہ و ینبوع سے فوج بہر حفاظت ساتھہ کی جسکی تعداد تخمیناً چار سو سپاہی علاوہ چند افسران کے تھی و نیز فوج کے تمام مصارف بار برداری - سواری - خوراک وغیرہ خزانہ شاہی سے دئے گئے - ایک سپاہی نے بھی تمام زمانہ تعیناتی مین ایک وقت کے کھانے کا بار بیگم صاحبہ پر نہین ڈالا

اسی فوج جدہ کے نوجوان ترک کی حفاظت بیگم صاحبہ مین مقام ملف پر قربانی ہوئی - چار سپاہی زخمی ہوئے گیارہ اونٹ مارے گئے چنانچہ متوفی کے پس ماندون کے لئے پنشن - زخمیون کے علاج و تیمارداری کا خرچ اونٹون کا معاوضہ بھی سلطانی خزانہ سے عطا کیا -

مدینہ طیبہ محلہ ساخ مین سید صافی کا مکان جو شریف مکہ کے حکم سے آراستہ کرایا گیا تھا اور جسکی آراستگی مین مالک مکان کی طرف سے باُمید بہبودی اہتمام بلیغ و صرف کثیر ہوا تھا اور جس مکان کو بیگم صاحبہ نے تین دن قیام کے بعد چھوڑ دیا اُسکے کرایہ و نقصان کا بار بھی سلطان المعظم کو اوٹھانا پڑا -

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا ارادہ براہ ینبوع ہوا اور اسکی اطلاع سلطان المعظم کو دی گئی تو باب عالی سے عبدالرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی کو راحت رسانی و انتظام حفاظت کی [illegible] ہدایت ہوئی جنہون نے تعمیلاً اپنے منصبی فرض کو بہت حزم و گرمجوشی سے ادا کیا - [illegible]

جوانمردی سے سینہ سپر ہوکر مقام ملت پر حفاظت کی۔ اِس مقام پر گولی بارود کا اتنا صرف ہوا جس قدر ایک سخت جنگ میں ہوا کرتا ہے۔ یہہ بار بھی سلطنت ٹرکی پر رہا۔

مکّہ کے اوس مکان کا کرایہ ایکہزار پونڈ جس میں سے ایک مرتبہ ملازمان بیگم صاحبہ نکال دئیے گئے تھے جب بیگم صاحبہ نے خود نہ دیا تو شریف مکّہ کی جانب سے تقاضے کی نوبت آئی پھر بھی خاموشی اختیار کی گئی۔ اسکے بعد باضابطہ تحریرات ہوئیں پھر بھی خاموشی سے ٹالا گیا۔ تب آخر میں شریف مکّہ نے حکم دیا کہ اِس کا کرایہ ضرور دینا ہوگا اور بغیر کرایہ دئے بیگم صاحبہ کا مکّہ سے جانا ایک شرمناک بات ہے یہ موقع واقعی سخت پریشانی کا تھا۔ مگر بعد غور کامل یہہ تجویز قرار پائی کہ ایک تار برٹش کونسل کے نام اِس مضمون کا بھیجا جاوے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے آپ کچھہ انتظام کردیجیے ہم بھوپال پہونچکر اسکو ادا کرسکتے ہیں۔ اس واقعہ کی اطلاع ہمکو خاص ملازمان بیگم صاحبہ سے ملی تاہم ہمنے اِسکی تصدیق اور طور بھی کرلی۔

اِس قسم کے ٹیلیگرام جو دوسری سلطنتوں کے سفراء یا کونسلوں کے نام بھیجے جاتے ہیں وہ اوّل والی مکّہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اسلئے یہہ تار بھی ہز اکسلنسی احمد راتب پاشا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُنھوں نے شریف مکہ سے سفارش کی کہ بیگم صاحبہ کی یہہ حالت ہے آپ کوئی صورت معافی کرایہ کی فرمادیں اور اُن کو اجازت جانے کی عنایت فرمائیں۔ اسپر شریف صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنے ذاتی مکان کا کرایہ جو ڈیڑہ سو پونڈ کے قریب ہوتا ہے معاف کرچکا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہہ میرا ذاتی مکان نہیں لہذا دوسرے کے حقوق معاف کردینے کا نہ مجکو منصب ہے اور نہ آپ کو۔ میں بیگم صاحبہ کے عوض اپنے پاس سے کرایہ دینا پسند نہیں کرتا اور نہ آنکے اخلاق دیرینہ اس رعایت کی سفارش کرتے ہیں۔

تب والی مکّہ نے مالک مکان کو ایک دستاویز سرکاری بطور پرامیسری نوٹ کے لکھدی بیگم صاحبہ بآسانی اس بار گران سے بلا ادا کیے کرایہ کے سبکدوش ہوگئیں۔ اس طرح یہہ بار بھی خزانہ سلطان پر ڈالا گیا۔

غرضکہ یہہ اور اسی قسم کے بہت سے اخراجات اِس کاروان ہند کی بدولت سلطنت ٹرکی

کو برداشت کرنے پڑے۔ اور یہہ بھی سُننے مین آیا کہ تعدادی صد فوج گورنمنٹ ٹرکی کو واسطے سرکوبی اُن قبایل کی جنہون نے شامی قافلہ پر حملہ کیا تھا جداگانہ بھیجنی پڑی جسکی بار اخراجات کا اندازہ خود عقل سلیم کرسکتی ہے۔

جس قدر جانی و مالی بار سلطان المعظم نے بیگم صاحبہ بھوپال کی وجہ سے امسال گوارا کیا اِس سے پہلے اِتنا کسی ہندوستانی زائر کے طفیل نہین گوارا کرنا پڑا۔

لحاظ طلب یہ امر ہے کہ مساکین ہندی حجاز جاکر کیا کم موت و زندگی دونون صورتون مین گورنمنٹ ٹرکی کو زیر بار کرتے ہین۔ اگر امراء ہند کا یہی طریقہ دو چار سال رہا تو یہ اسلامی سلطنت کہان تک اپنے اخلاق سے بیجا بار کی متحمل ہوسکے گی اور ایسے تکفل کا آخری نتیجہ کیا ہوسکتا ہے۔ کیا شرع کا کوئی پہلو ایسا ہے جسکے حیلہ سے صاحب سفر حجاز اپنا بار گورنمنٹ پر ڈال سکے۔ اوّل یون ہی کیا کم حجاج زائرین کے اخراجات کا بار سلطنت ٹرکی کو سالانہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

مثلاً قرنطینہ کامران مین کیمپ حجاج کے لئے ہزارہا سپاہی اور نگرانی حفاظت حجاج کے واسطے عارضی پولیس۔ حجاج کے اوتارنے چڑہانے کی غرض سے کشتیان سفر کی جاتی ہین۔ دوم لباس کے لئے ہزارون لمبے لمبے کُرتے محض اُن وقتون سے محفوظ رکھنے کے لئے جو ایسے موقع پر اپنی اپنی گٹھریون و بکسون سے کپڑے نکالتے و تبدیل کرتے ہین معمولاً پیش آتے ہین تیار رہتے ہین۔

سوم۔ چند سال قبل کامران مین پانی کی بہت قلت و دقت تھی چند میل سے پانی لاکر ٹانکیون اور حوضون مین بھر دیا جاتا تھا۔ جو بوجہ قرب سمندر و بند رہنے کے علاوہ بدمزہ ہو جانے کے مضر صحت ثابت ہوا اُسکے لئے مشینین پانی کی قایم کردی گئی ہین جنکے ذریعہ سے سمندر کا پانی میٹھا کیا جاتا ہے اور بذریعہ پمپ کے ہر کیمپ مین پہونچایا جاتا ہے۔ اب پانی کی کوئی قلت و دقت باقی نہین رہی۔ عمدہ اور کافی پانی میسر آتا ہے۔

چہارم جو حجاج اپنے آپ کو مساکین بیان کردے خواہ وہ مسکین ہون یا نہون وہ کامران کے علاوہ تمام ممالک ترکی مین ہر قسم کی فیس سے مستثنےٰ ہو جاتے ہین۔

پنجم۔ حجاج ہند کی تجہیز و تکفین کا بھی بار فی حاجی ۵ پنجروپیہ گورنمنٹ ٹرکی گوارا فرماتی ہے۔

ششم۔ جو مساکین ہند اُن اطراف مین جانا چاہیں جسطرف لین جہازات ترکی ہے تو اونکو بھی بلا کرایہ پہونچا دیا جاتا ہے۔ اسی قسم کے سیکڑون احسانات اسلامی سلطنت کے حجاج ہند خصوصیت کے ساتھہ ہین جس کا خلاصہ بطریق نمونہ اسوقت دکہایا گیا ہے۔

ان حالات پر مطلع ہونیکے بعد کیا مسلمانون مین کوئی ایسا آدمی ہے جسکے دل سے سلطان المعظم کے حق مین دعائین نہ نکلینگی۔

کیا ہماری گورنمنٹ اس عنایات سلطانی سے مستغنی ہو سکتی ہے جسکی ماتحت رعیت کے ساتھہ اسلامی سلطنت نے نہایت فراخ حوصلگی وکشادہ دلی سے بحالت قاصر ہونے رعیت کے تمام مشکل و ضروری موقعون پر اعانت در عایت سے دریغ نہ کی۔

اقتضاے شرافت انسانی یہ ہے کہ عام مسلمانون کی جانب سے ضرور اظہار احسان و شکر گذاری کیا جاوے۔ اور ہماری گورنمنٹ انگریزی بہی اس بارہ مین اتحاد و خصوصیت کی بنا پر خاص حصہ لیگی اگر اسی خیال کے حجاج سفر حجاز کو جاتے رہے تو ترکی گورنمنٹ کو نہ فساد مقدونیہ کی ضرورت نہ بغاوت آرمینیہ کی حاجت باقی رہجائیگی۔

سلطنت کے زیر بار و کمزور کرنے کو اس قسم کے زائرین بس کرتے ہین۔ جہان متذکرہ بالا خوبیان اور احسانات گورنمنٹ ٹرکی کے ہین۔ وہان اگر طرز حکومت بہی حجاز مین ایسا ہی ہوتا تو پھر کیا کھنا تہا۔ اس امر کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہین کہ ٹرک بدوٗون کی جسارت و تمرّدی کی ایسی کافی سزا نہین دیتے جس سے وہ ایک دفعہ خائف ہو کر اپنی حرکات شورہ پشتیون سے دست بردار ہو جائین اسکے چند وجوہ خیال مین آتے ہین۔

اوّل یہہ کہ عام مسلمانون کے دلون مین حجاز کی ایسی عظمت ہے کہ باوجود بدون کے سشورشون کے اونکے ساتھہ از حد سختی برتنے کے روادار نہین۔ اسلئے بقرین قیاس ہے کہ ترک دانستہ سختی سزا مین اغماض کرتے ہونگے۔

دوم۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ شریف مکہ کامل استیصال قبایل بدوی کے مخالف ہون۔ گو

حکومت اصلی ترکون کے ہاتھ نہین ہے مگر بدون کے متعلق سارے اختیارات شریف مکہ کو حاصل ہین اگر حجاز مین بدوون کی ساری خلش رفع ہوجائے تو شاید شرافت مکہ کی ضرورت ہی باقی نرہے۔

بادی النظر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاز کے جنگلی باشندے یا عرب کے قبائل جنمین علم و تمدن و تہذیب و شائستگی کا اثر بہت کم ہے۔ ان قبائل کو قابو رکھنے اور سلطانی اقتدار و اختیارات کی ترقی و قیام کی غرض سے شریف کا تقرر جو عرب مین معزز خاندان کا یا اثر شخص ہو ضروری سمجھا گیا ہے۔ اسلئے تقاضائے فطرت انسانی ہے کہ شریف صاحب اپنے حفظ و بقاء حکومت کے لئے کامل ازالہ خلش قبائل بدوی کا نہ چاہتے ہون

سوم۔ خاندانی و قبایلی جھگڑے بدوون مین جو زمانہ دراز سے چلے آتے ہین جنکا ختم ہوجانا خلاف امید معلوم ہوتا ہے اور شاید کوئی حکومت اس کا انسداد نہ کرسکے جیسے افریدیون وغیرہ اقوام سرحدی کا قابل اطمینان و پورا انتظام نہین ہوسکتا ہے۔ اس سے بدرجہا زیادہ قبایل بدوی کا انتظام دشوار ہے۔

بیشتر اوقات یہی قبایلی عداوتین باعث زحمت و تکالیف حجاج ہوا کرتی ہین مثلاً ایک قبیلہ کے اونٹ والے حجاج کو لئے جارہے ہین۔ دوسرے مخالف قبیلہ کے لوگ اپنا عیوض لینے کی غرض سے اونپر حملہ کر بیٹھے۔ اونہون نے اپنے دشمن بدوون سے بدلہ لینا چاہا اور آفت نازل ہوگئی حجاج پر۔ اسی گذشتہ ۱۲- ذی الحجہ کو درمیان قبایل حرب۔ ھذیل کے خاص مکہ معظمہ مین منی سے واپس آتے وقت گولیان چلین۔ قبیلہ حرب کے لوگ کم تھے وہ اپنے اپنے حجاج کے اسباب کو پھینک کر اونٹ لیکر بھاگنے شروع ہوئے۔ دو نون جانب سے بدو مارے گئے اور یہہ واقعہ آیندہ کے لئے اور دشمنی مین ترقی کا باعث ہوگیا۔

اگر یہی واقعہ جنگل مین پیش آتا تو نہ معلوم حجاج کی کیا گت بنتی اور کسقدر کشت و خون ہوتا۔ اس موقع پر توعلی پاشا جو شریف صاحب کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر حجاز مین بہت کچھہ ہے اونہون نے اپنی وجاہت سے فریقین کے فوری جوش کو کم کرکے عارضی تصفیہ کرادیا۔

چہارم حجاز مین رہزنیان اوس وقت زیادہ ہوتی ہین جب بارش کی سخت قلت ہوتی ہے اور بدوؤن کو اپنی اصلی معیشت مین تنگی ہو جاتی ہے - یعنی بھیڑ - بکریون اور اونٹون سے پورا فائدہ نہین پہونچ سکتا اس لحاظ سے جس قدر بدامنی موجودہ زمانہ حجاز مین ہو وہ کم ہے سات سال سے بارش کا نام نہین سارے حجاز مین ایک تنکا سبز نظر نہین آتا - جدہ مین عموماً پانی پینے کو بدقت اور گران میسر آتا ہے ایک اونٹ پانی جو کبھی آٹھ آنہ کو آتا تھا - اب ڈھائی تین روپیہ کو ملتا ہے - ینبوع مین ایک چھوٹا مشکیزہ جس مین دو تین لوٹہ پانی آتا ہے، اسکے سال سات آٹھ آنہ کو ملتا تھا اور وہ بھی گدلا پانی - یہ سب کچھہ صحیح - تاہم ترکی گورنمنٹ کو حجاز کے ہر جزوی و کلی حالات سے باخبر رہنا لازمی ہے - ترکی سپاہیون کی جس قدر توصیف کی جاوے وہ اوس سے زیادہ کے مستحق ہین - اونکی جفاکشی - دلیری - شجاعت پھر ساتھہ ہی صبر و استقلال و اطاعت انسان کو متحیر بنا دیتے ہین - اُن سپاہیون مین جسقدر یہہ خوبیان ہین اگر اُنکے افسر بھی اسی معیار سے اپنے سپاہیون کے پہلو بہ پہلو ہو جائین تو تمام دُنیا پر بہت جلد ظاہر ہو جاوے کہ جاپان دلیری و شجاعت مین ایک ادنیٰ نمونہ ترکون کا ہے -

ہم گورنمنٹ ترکی سے التجا کرتے ہین کہ حجاز کی بدنظمیان کم ہون یا زیادہ اونکی دفعیہ مین خاص توجہ مبذول فرمائی جاوے - روے زمین کے مسلمانون کو جو ارادت و محبت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے ساتھہ ہے اوسکے قیام و ترقی و استحکام کے لئے یہی اسلامی تعلقات و خدمات حرمین شریفین ہین اگر اس جانب سے ذرا بھی چشم پوشی ہوئی تو دنیا کے تمام مسلمانون کی دلشکنی کا باعث ہے -

شریف مکّہ کے حُسنِ اخلاق و حُسنِ سلوک

حضور شریف مکہ نے مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ مین بیگم صاحبہ کے لئے عمدہ اور اعلیٰ درجہ کے مکانات فرش و فروش سے آراستہ تجویز فرما دئے - حفاظت راہ کی غرض سے دو شریف احمد بن منصور امیر قبلیہ حرب رئیس وادیہ فاطمہ و شریف عبد اللہ معہ چند شیوخ دردیش جیاش و حازم و

وعبدالحفیظ وغیرہ جو قبایل بدوی عرب مین بااثر و ہردل عزیز اشخاص ہین ہمراہی مین متعین فرما دیئے - ان شرفا و شیوخ کو ہدایت کی گئی کہ کسیطرح بیگم صاحبہ کی خدمات بجالانے مین کوتاہی نہونے پائے - اور خلاف مزاج کوئی بار ان پر نہ ڈالا جائے - ان محافظان متعینہ نے کافی حفاظت اور کامل اطاعت اور پوری پابندی احکام کی کی -

یہہ ان ہی مشائخ بدوی کا اثر تھا کہ مدینہ طیبہ جاتے وقت جو مزاحمتین ہوئین وہ بآسانی و بخیر و خوبی رفع ہوگئین ورنہ ان خطرناک واقعات سے بدرجہا زیادہ مصیبتین روبراہ ہوتین جو آخر مین مکہ معظمہ جاتے وقت باوصف حمایت قافلہ شامی جسکے ساتھہ آٹھہ نو ہزار فوج جرار و توپخانہ تھا پیش آئین - اس موقع پر ترکون کی ہی حمیت و مروت تھی جنہون نے سینہ سپر ہوکر اور اپنی جان پر کھیل کر بیگم صاحبہ اور اونکے تمام ہمراہیون مین سے کسی پر زد نہ آنے دی - اگر بیگم صاحبہ ان شرفا و مشائخ کے رخصت کر دینے مین عجلت نہ فرماتین تو اس واقعہ نحس کا سامنا غالبًا نہونے پاتا - مگر شدنی امر ہوکے رہا -

ان مشائخ کو جب تک بیگم صاحبہ کی ہمرکابی کی عزت حاصل رہی اپنی باربرداری و سواری و خوراک کے بارے ریئسہ کو زیر بار نہونے دیا اور جس جس منزل پر راستون کے بدوی قبائل ان لوگون سے ملنے آئے اونکی مہمانداری اپنے صرف خاص سے کی - یہی امر قبایل بدوی کی برہمی مزاج کا باعث اور زیادہ تر خرابی و بدنامی کا سبب ہوا - اتنا ضرور ہوا کہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ان اخراجات مین بطور مدد خرچ علے الحساب ایک رقم سے جسکی تعداد ساتھہ و سو روپیہ کے درمیان بیان کیجاتی ہے اعانت فرمائی گئی - لیکن اصلی خرچ ان شرفا و مشائخ کا سواری و باربرداری و خوراک و تواضع مین تخمینی سو پونڈ (پندرہ سو روپیہ) ہوا جسکو شریف صاحب مکہ نے اپنی جیب خاص سے ادا فرمایا مدینہ منورہ پہونچکر بیگم صاحبہ نے ان مشائخ کو یہہ کہکر کہ اب ہمکو آپ لوگون کی ضرورت باقی نہین رہی رخصت کر دیا اور پچاس پچاس روپیہ فی کس انعام عطا فرمایا -

یہ واقعات خود شریف احمد بن منصور و علے حماد مذکور و نیز بعض ہمراہیان قافلہ بیگم صاحبہ کے

زبانی ہم تک پہونچے جسکے باور کرنے مین کمال ثقاہت شیوخ و تواتر روایت شبہ پیدا ہونے نہین دیتا۔

ان مشایخ بدوی نے مکہ مکرمہ پہونچکر راستہ کے واقعات کو شریف صاحب کے گوش گذار کیا جسپر شریف صاحب یہان تک برافروختہ ہوے کہ مکہ کا مکان جو بیگم صاحبہ کے لیئے آراستہ کیا گیا تہا اور جس مین بیگم صاحبہ کے پچاس ملازمان جو جدہ سے معہ زائد اسباب کے حسب الحکم بیگم صاحبہ روانگی مکہ کے لیئے چہوڑ دئے گئے تہے مقیم تھے۔ اون سب کو نکلوادیا۔ زیادہ تر اس خیال سے مکان خالی کرایا کہ یہہ تنگ مزاج منتظم خاتون ہرگز اس مکان کے کرایہ کی متحمل نہوگی۔ اور آخر مین اونکا یہہ خیال صحیح نکلا۔

اس برہمی مزاج شریف مکہ کی خبر اون کے ملازمان نے بذریعہ عرضداشت مدینہ منورہ پہونچائی۔ اور اوس کے ساتہہ ہی یہہ لکہا کہ چالیس اشرفی کرایہ پر ایک مکان لے لیا گیا ہے۔

ملازمان کو تو یہہ جواب آیا کہ کرایہ بہت زیادہ ہے۔ یہ تم لوگون کو اپنی اپنی تنخواہ سے دینا ہوگا خدا جانے یہہ جواب کہان تک صحیح ہے ہم تک تو اونہین ملازمان کے ذریعہ سے یہہ روایت پہونچی جسکے نہ باور کرنے کی کوئی ہمارے پاس دلیل نہین ہے۔

برٹش کونسل و والیس کونسل۔ اور خود شریف صاحب مکہ کی خدمت مین خطوط معذرت آمیز لفظون مین روانہ کئے۔ موافق اسندعا بیگم صاحبہ کشیدگی شریف صاحب کی بسعی برٹش والیس کونسل کے دفع ہوگئی۔ باوصف ان بے لطف واقعات پیش آ لینے کے شریف مکہ کا اخلاق حیرت مین ڈالتا ہے جب بیگم صاحبہ مکہ مکرمہ پہونچنے والی نہین تو اونہون نے شتر سوار بہیجکر وقت آمد تحقیق فرمالیا اور جس وقت قافلہ قریب مکہ پہونچنے والا ہوا تو پہر اوسی مکان سابق کو دو ہزار مشکون سے دہلوا کر آراستہ کرایا جسکی آراستگی و صفائی وغیرہ مین تخمینا تین چار ہزار روپیہ صرف کیا گیا۔

بنفس نفیس معہ ہزاکسلنسی احمد راتب پاشا گورنر جنرل حجاز اور اعیان شہر و افسران سول و ملٹری و نیز فوج کے دو میل مکہ سے باہر خیر مقدم کو تشریف لے گئے۔ پہلے سے بیرون شہر ان بزرگوران کے خیمے نصب ہو چکے تہے اور چاء و قہوہ وغیرہ کا سامان مہیا تہا جب بیگم صاحبہ کی سواری قریب خیمہ شریف پہنچی

آئی تو بواسطہ برٹش وائس کونسل ملاقات ہوئی۔ بعد مزاج پرسی کے ہمراہ لاکر اوسی مکان مین جو پہلے
سے تجویز ہو چکا تہا فروکش کرایا یہہ مکان مکّہ مین جدید تیار ہوا ہے اور وسعت و خوبی مین اپنا آپ جواب ہے
جسدن بیگم صاحبہ آئین۔ شریف صاحب کی جانب سے بینڈ باجا آیا۔ ترکی سپاہیون نے خیر مقدم
کے عربی گیت گائے اسکے سوا اپنا ذاتی مدرسہ جسکا سالانہ کرایہ کم از کم ڈیڑہ سو پونڈ ہے اور داخل
حرم محترم ہے بلا کرایہ عطا فرمایا یہہ مدرسہ مکان مذکورہ بالا کے علاوہ ہے جس کا کرایہ خزانۂ عامرہ
سلطان المعظم سے بالعوض بیگم صاحبہ ادا کیا گیا۔ سوائے اسکے مقام ابراہیم کا پورا غلاف جو تہا حق
شریف مکّہ کا ہوتا ہے بیگم صاحبہ کو مرحمت فرمایا۔

مقام منیٰ مین فرمان سلطانی کے آنے پر جو دربار منعقد ہوتا ہے اوس موقع پر صاحبزادہ عبید اللہ خان
صاحب کو اپنے برابر جگہہ دی جو وزیر مراکو و جنرل کونسل ایران سے اعتباری حالت مین درجۂ امتیاز رکہتے
تھے اسکے بعد منیٰ مین جائے قیام بیگم صاحبہ پر خود تشریف لے گئے۔

بعد انفراغ حج کے جب بیگم صاحبہ معہ صاحبزادہ صاحبان کے ملنے گئین تو نہایت اخلاق سے پیش
آئے بیگم صاحبہ نے بدؤون کی شکایت کی۔ اسپر فرمایا کہ آپ نے اپنے سفر کو اپنے برتاؤ و طریقۂ عمل سے خود خطرناک
و مہیب بنالیا۔ آپکے ہمراہی نہ تجربہ کار تھے اور نہ آپکے خیر اندیش۔ ابتدائے سفر مین ہی آپنے غلطیون کا
احساس نہ کیا۔ اسلئے جو کچہہ واقعات گذرے وہ اپنے آپ مہیا کئے ہوئے تھے۔ اگر آپ پہلے مکّہ آتین
یا میرے انتظام کو قایم رہنے دیتین تو جن واقعات کی اب شکایت ہورہی ہے اونمین سے کوئی نہ پیش آتا۔
خیر اب چہ گذشت گذشت اب اوسکی تلافی کیا ہوسکتی ہے۔

صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب نے اپنا اظہار شوق عربی گہوڑون کی نسبت کیا اور اسکے ساتھ
امیر نجد کی شکایت کی کہ اونہون نے گہوڑون کے بہیجنے مین بہت ہی لاپرواہی فرمائی۔ اور نہایت ناقص
گھوڑے بھیجے۔

اسکے جواب مین شریف صاحب نے فرمایا کہ میرے اصطبل کے تمام گھوڑے موجود ہین صبح آپکے پاس
بہیجدئے جائینگے جو پسند آئے بے تکلف لے لیجئے گا۔

بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ میں تحائف وہدایا جو لائی ہوں اونکے صندوق جدہ میں رکھے ہیں۔ میں نے اونکے منگانے کی بابت اول برٹش وائس کونسل اور بعدہ والی صاحب مکہ سے کہا تھا لیکن دونوں صاحبوں نے میری درخواست کو نامنظور کر دیا۔

(وائس کونسل کے نام جو خط بیگم صاحبہ نے لکھا تھا اوسکی نقل یہاں لکھی جاتی ہے)

"جدہ میں جو سامان ہمارا محفوظ ہے اوس میں سے دو صندوقوں کی یہاں بالفعل ضرورت ہے جنمیں سے ایک تحائف وہدایا وغیرہ کا ہے اور دوسرے میں خیراتی پارچہ وغیرہ ہیں۔ اگر آپ بطور خود صندوق ہائے مذکورہ کو یہاں منگوا سکیں تو بہتر ہے ورنہ ہمارا کوئی ملازم معہ آپکے کسی آدمی کے جدہ چلا جائے اور آپ ضروری انتظام فرمادیں کہ صندوق مطلوبہ بحفاظت تمام یہاں پہونچ جائیں۔

یہی بات آپسے زبانی کہنی تھی مگر آپ کو بوجہ مصروفیت یہاں آنے کی فرصت نہوئی اسلئے ذریعہ خط آپکو لکھا گیا۔ مورخہ چہاردہم ذوالحجہ ۱۳۲۱ھ مقام مکہ معظمہ علامت دستخط (مہر نواب سلطان جہان بیگم)

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ نشانات صندوق ہائے مطلوبہ کی بتلائے تو برٹش کونسل صاحب کو جدہ تار دیدیا جاوے۔ بالفعل آدمی کوئی نہیں بھیجا جا سکتا ہے۔ اس جواب کے بعد پھر بیگم صاحبہ نے خاموشی سے کام لیا۔

اس کا ضرور افسوس ہو کہ عطاے خلعت وتحائف وخیرات کی آرزو بیگم صاحبہ کے دل ہی دل میں رہی اور وہ تحائف و پارچہ خیراتی جدہ سے نہ آسکے۔

تعجب ہے کہ ایسی ضروری بکسوں کو نہ بیگم صاحبہ نے اپنے ہمراہ لیا۔ نہ اونکی وہ ملازم جو جدہ میں جہاز سے واسطے روانگی مکہ کے اوتار دئے گئے تھے اور جو سیدھے مکہ معظمہ آئے وہ لائے۔ اور نہ اون ملازموں کو جو مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر براہ ینبوع کے جدہ پہونچے۔ ہدایت ہوئی کہ اپنے ہمراہ ان ضروری بکسوں کو مکہ معظمہ لیجانا نہ خود بدولت کو مکہ معظمہ پہونچنے پر اونکے منگانے کا خیال پیدا ہوا۔

اسکی تمنا قریب قریب سب کو رہی کہ آیا اون میں کیا اور کون سی بے بہا اشیا تھیں۔ اور حقیقت میں وجودی تھیں یا ذہنی۔ کیونکہ عرب میں یہ راز افشا نہوا۔ اس وجہ سے عام گمان تھا

کہ اس سے اپنی حوصلہ مندی کا اظہار اور در پردہ والی مکہ و برٹش والس کونسل کی بابت انکی عدم تعمیل احکام کی شکایت تھی

پیرایہ اور موقع شکایت کی ہم داد دیتے ہین۔ چونکہ نتیجہ کچھہ نہ نکلا اس لحاظ سے بیکار بھی سمجھتے ہین۔

ملاقات کے دوسرے دن حسب وعدہ تمام گھوڑے وگھوڑیان صاحبزادہ کے پاس بھیجدی گئین جسمین سے انتخاب کرکے ایک لاجواب گھوڑے کو جسکی قیمت چارسو پونڈ سُننے مین آئی پسند کیا وہ عطا فرمادی گئی۔

وقت ملاقات صاحبزادہ صاحب نے بسبیل تذکرہ ایک زنجیر فیل معہ ہودج وجھول وغیرہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر یہ اُن کا وعدہ اوس وعدہ بار سے زیادہ شان رکھتا ہے جسکا وفا ہونا اشتیاق کی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

عام رائے سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ ابتک جب اور جو والیان ملک ہندوستان سے حجاز آئے جنمین بیگم صاحبہ کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہین۔ اُن سب سے زیادہ منجانب شریف مکہ کے امسال عزت ومدارا بیگم صاحبہ کی ہوئی

شریف مکہ کا معہ گورنر جنرل حجاز اپنے تمام اسٹاف کے خیر مقدم کو جانا۔ جاے قیام پر جاکر مزاج پرسی کرنا۔ اپنا ذاتی مدرسہ بغیر کرایہ کے عطا فرمانا۔ کل غلاف مقام ابراہیم جو نہایت دقت اور گران قیمت پر بہی حجاج کو میسر نہین آتا شفقت مرحمت فرمانا۔ قیمتی گھوڑا اپنے اصطبل خاص کے بلامعاوضہ عنایت فرمانا شرفا وشیوخ جو بہر خدمت وحفاظت ہمراہ معین کئے گئے تھے اونکا بار اپنی جیب خاص سے ادا کرنا۔ غرضکہ کیا بنظر احترام وعزت اور کیا باعتبار حسن سلوک اور کیا بخیال حُسن اخلاق کوئی درجہ مہمان نوازی ومدارات کا اوٹھا نہین رکھا۔

خیر بیگم صاحبہ بہوپال تو ہر طرح قابل عزت تہین اور اگر اونکی وقعت ومہمانداری نہ کی جاتی تو عام افسوس ہوتا مگر حقیقت مین اہل عرب بالطبع فیاض۔ سخیم۔ ذی مروت۔ صاحب اخلاق ہین اور شریف مکہ ان صفات کے حاکم ہین۔

اسکے سند مین واقعہ نواب مہتاب آرا بیگم۔ جو برجیس قدر کی بی بی اور واجد علیشاہ مرحوم معزول

شاہ اودہ کی بہوہین اور جنکو گورنمنٹ انگریزی سے سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بسر اوقات کے لئے ملتا ہے اور جنکا کلکتہ مین مستقل قیام ہے بیان کر دینا کافی ہے -

جب شریف مکہ کو اطلاع ہوئی کہ ایک تباہ شدہ خاندان ہند کی بیکس بیوہ خاتون مع ایک اپنی دختر حسن آرا بیگم دلپسر مہر قدر نامی کے حج کو آئی ہے تو اس خبر کو سننے کے بعد بیس پونڈ انگریزی (تین سو روپیہ) بطور دعوت بھجوائے اور اوسکے ساتھ از راہ اخلاق وانکسار یہ کہلا بھیجا کہ شاید تمکو ہمارے مذاق کے کھانے مرغوب نہون اسلئے اپنی مرضی کے مطابق اپنی دعوت کا اہتمام خود کر لو اور آیندہ تا قیام عرب جس چیز کی ضرورت نہین پیش آئے اوس سے اطلاع دیتی رہو ہم نہایت مسرت سے اُس ضرورت کو رفع کرینگے - یہ بیہ طیبہ جانیکے لیے جس قسم کی ضرورت ہوتی ہے اوسکے بار انتظام سے بہی تمہین سبکدوش رکھا جائیگا اور جب تک تمہین قیام عرب منظور ہوگا اوس زمانہ مین تمہاری اعانت وحمایت ہر طرح سے کیجاویگی -

اُن کا بچہ مہر قدر جسکی عمر گیارہ بارہ سال کی ہوگی جب شریف صاحب کے سلام کو گیا اوسکو بہی مٹھائی کے ساتھ بیس پونڈ (تین سو روپیہ) دست خاص سے مرحمت فرمائے اور نہایت دلداری وشفقت سے ارشاد کیا کہ برباد شدہ خاندان کی عزت وحرمت کرنا عرب کا شیوہ اور خاص شان اسلامی ہے یہہ واقعہ بطور نمونہ بیان کیا گیا ایسے اکثر واقعات اُن کی فیاضی کے ہین جنکو بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے -

اس سے شریف مکہ کے اخلاق کی اصلی جھلک وروا قعی مروت کا پتہ چلتا ہے - اُن سے ملنے پر اُنکی ذاتی وصفاتی خوبیان ظاہر ہوتی ہین - اون مین فیاضی - وسعت اخلاقی - علو ہمتی کے تمام صفات پائے جاتے ہین - اونکے مرتبہ وعظمت کے لیئے یہ کافی ہے کہ وہ خاندان نبوت کے چشم وچراغ اور مرکز اسلام کے حکمران ہین اور جنکے لیئے امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ اپنی جگہ سے تعظیماً اوٹھتے ہین - وہ شخصی فرمان رواؤن کے طبقہ مین بمثال سمجھے جانے کے قابل ہین - لیکن درجۂ بشریت سے جدا اُنکو کوئی کہہ سکتا ہے اور نہ اُنکی ملکوتی جنس ہونیکا دعوے کیا جا سکتا ہے -

- یہہ امر مسلمہ ہے کہ جس قوت کی روک نہین یا جس قوت کو اپنے مقابل کے صدمات کا خوف نہین

اوس مین احتمال ہمیشہ خارج از اعتدال ہونے کا رہتا ہے اور یہ شخصی حکومتون کے لئے تعجب انگیز امر نہین ہے محض اتنی سی بات مدنظر رکہی جائے تو اہل و دانش اصحاب کو صحیح رائے قایم کرنے مین کوئی دقت پیش آئیگی۔ ہر حصہ دنیا کی تعلیم یافتہ و مہذب اقوام پر نظر ڈالئے اور تمام حکمرانون کو پیش نظر رکھئے تو اون مین ایک فرد کو نہ سراپا عیب پائیگا نہ مجسم نیک اس سے ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ انسان کا بے عیب ہونا (باستثنائے انبیائے کرام ؑ) فطرتًا محال ہے۔

شریف کا مین اخلاق و مروت کے ساتھ شان سیاست و جبروتی جو ایک لازمہ حکومت و جہانداری ہے کم نہین۔ عام داون پر اونکی ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کا ایک مضر نتیجہ یہ ہے مین آیا کہ طامع و مفتری حضرات اپنے حصول اغراض مین اس ہیبت کو وسیلہ گردان کر کچہہ ناجایز نفع اوٹھانے ہین۔ نفع اوٹھانے والون مین اب کچہہ خصوصیت حضور رسی کی بہی نہین باقی رہی۔ ناواقف اشخاص پر ہر شخص کا جادو چل جاتا ہے۔

البتہ جن امور کی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ جاتی ہے اون کا انسداد کامل کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اونکو یہہ خبر دی گئی کہ ٹکٹ جہازات کا مکہ مین فروخت ہوتا ہے اس سے عام نارضامندی حجاج ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی فورًا منادی کا حکم دیا گیا کہ کوئی مطوف حیلتًا و صراحتًا کسی حاجی کو ٹکٹ جہاز مکہ مین نہ خریدنے دے اگر اس حکم کی خلاف ورزی ہوئی تو تدارک قانونی عمل مین لایا جائیگا۔ اس حکم کی پوری پابندی ہوئی۔ دوسری شکایت یہ پیش کی گئی کہ حجاج کسی خاص راستہ پر سفر مدینہ طیبہ کے لئے مجبور نہ کئے جاوین ینبوع سے سفر کرنے کی عام اجازت دیجاوے۔ لہذا عام اجازت ہوگئی کہ حجاج کو ینبوع سے مدینہ طیبہ جانے کا پورا اختیار ہے۔

ایک تاجر ہندوستانی مقیم جدہ شاکی ہوا کہ ایک عرب ساکن مکہ پر میرا روپیہ قرض ہے طلب کرنے پر اوسنے ادا نہین کیا۔ اس شکایت پر مدیون طلب ہوا۔ حاضری پر اوسکو حکم دیا گیا کہ تم اپنا خواہ اثاث البیت بیچو یا مکان فروخت کرو مگر کل تک دائن کا واجبی مطالبہ بیباق کردو یا اوسے رضامند۔ لہذا فیصلہ باسانی چند منٹ مین کر دیا گیا اور بلا اجرائے ڈگری و عدالتی زحمتون کے دائن کی واجبی جفرسی ہوگئی

ہندوستان مین سرسری مقدمہ کے یہ معنی ہین کہ جائداد متنازعہ فیہ نذر خرچۂ عدالت اور مہینون وبرسون کی حاضری اوسپر بالا۔ دستاویزی مقدمات مین تعین دعوی سے زائد خرچ ہوجاتا ہے۔ گویا جو جیتا وہ ہار گیا اور جو ہار گیا وہ مر گیا۔

ہندوستانی طبائع مین یہہ خاص بات ہے کہ جو عملدرامد اپنے ملکی ورواجی قانون کے مخالف دیکھینگے گو وہ عملدرامد اچھا ہی کیون نہو اُسپر نکتہ چینی ضرور کیجاوے گی۔

امسال کے واقعات حجاز مین سے دو واقعہ خاص طور پر قابل بیان ہین۔ جنکا اثر کم وبیش کل حجاج پر پڑا اور جنکی وجہ سے ترکی گورنمنٹ کے حق مین نقصان دہ نتائج پیدا ہوئے۔

ایک قافلۂ شامی پر حملہ ہونا۔ اِس قسم کا واقعہ تاریخ عرب مین مفقود ہے۔ اِس موقع پر دو افسر اور ایک ترکی سپاہی کام آئے۔ چار سپاہی اور جان بلب ہوئے۔ چند غریب مساکین حجاج اور گیارہ اونٹ مارے گئے۔ بدو بکثرت قتل ہوئے۔ عرب مین اس سے کسیکو انکار نہین ہے کہ اِس واقعہ سخت کی بانی مبانی بیگم صاحبہ بھوپال نہین ہین۔ نہ وہ بدؤون سے وعدہ فرماتین نہ بدو مدینہ منورہ تک امید ایفائی عہد پر ساتھ آتے۔ نہ مدینہ منورہ مین خلاف امید جواب ملتا۔ نہ ملف کے مقام پر دوبارہ انکار ہوتا۔ تو ہرگز یہ واقعہ جان گزا وقوع مین آتا جسمین ترکون اور بدؤون وغریب حجاج کی قربانیان ہوئین۔ سلطنت ترکی پر ایک بار عظیم پڑ گیا۔ اور بیگم صاحبہ اور اونکے تمام ہمراہی دوسرون کی ہیبٹ دیکر بفضلہ صحیح وسلامت رہی۔ سب سے مضر نتیجہ اس واقعہ کا یہ نکلا کہ حجاج کے لیئے راستہ خطرناک ہوگیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مکہ کا قافلہ جو مدینہ قبل از حج جانے والا تھا وہ آبادی مکہ سے باہر مقام شہدا مین روانگی مدینہ منورہ کے لیئے ڈالا گیا تھا۔ اوس قافلہ کے بدوؤن مین ایک ہنگامہ بے تمیزی واقع ہوا۔ قریب قریب تمام شکائیتین وخرابیان وغلط فہمیان جنکا ظہور امسال حجاز مین ہوا اسی واقعہ پر مبنی ہین۔

اِس واقعہ کے مختصر حالات یہ ہین کہ ماہ رمضان مین بیگم صاحبہ کے مدینہ جاتے وقت پہلی یا دوسری منزل ینبوع سے چلکر بدوی قبائل نے اون شرفاء وشیوخ کی خدمت مین جو محافظت بیگم صاحبہ کے

لئے منجانب شریف مکہ تعینات ہوئے تھے - چند دُنبے حسب عادت نذر گزرانے مشایخ ہمراہی نے اُن دُنبون کو مطبخ بیگم صاحبہ مین بھیجدیا - ملازمان بیگم صاحبہ یہ سمجھے کہ سرکاری خرچ کے لئے آئے ہین - وہ کام مین لے آئے - اوس منزل پر گوشت وغیرہ کچھہ نہ خرید ا گیا - شیوخ کی غرض یہ تھی کہ دُنبون کا پلاؤ اُن بدوون کے لئے جنہون نے پیش کئے ہین پکوا دیا جاوے - غرضکہ جانبین کی غلط فہمی کی وجہ سے بدّوون کو ایک طویل وقت تک بھوکا رہنے کے بعد اپنے کھانے پکانے کا انتظام خود کرنا پڑا جسمین اونہین کسی قسم کی تکلیف ہوئی - اِسکے بعدہی بدوی قبائل نے سدّراہ ہوکر مزاحمت کی جسکا تصفیہ کچھہ دے لیکر کیا گیا - لیکن بعض قبایل پہر بہی مدینہ طیبہ کے پہونچنے پر مدعو وامیدوار کئے گئے مگر مدینہ پہونچکر اونہین مایوسی ہوئی - یہ وجہ خاص چند بدوی قبایل و بیگم صاحبہ کے مابین رنجش کی قایم ہوگئی - اور راستہ اِن منازل کا جن پر نارضامند قبایل آباد ہین حجاج کے لئے مخدوش ہوگیا -

مسمی درویش حباش اِن رنجش کے مواقع پر موجود تہا - اوسکے سپرد خدمت مخرجی قافلہ ہائے حجاج کی بہی مکہ مین ہے یعنے جو قافلے مکّہ سے مدینہ و جدّہ کو جلتے ہین اونکی روانگی و وصول کرایہ کی خدمات بہی شخص انجام دیتا ہے -

درویش حباش نے روئداد پر نظر ڈالکر بخیال دُور اندیشی اپنے ذہن مین یہ بات تجویز کرلی کہ حجاج سے بجاے چالیس مجیدی فی اونٹ (سو روپیہ) کرایہ آمد و رفت مدینہ طیبہ کے بیالیس مجیدی (ماحصل) وصول کی جاوین اور دو مجیدی زاید فی اونٹ لیجاوین وہ اُن قبایل کو دیجاوین جن سے احتمال نقض امن کا ہے یہ رائے قرار دیکر اوسنے عملدرامد شروع کردیا -

اِس زیادہ ستانی کی خبر ایک مخالف درویش حباش نے شریف صاحب تک پہونچائی - درویش حباش جوابدہی کے لئے طلب ہوا - الزام یہ قایم ہوا کہ بلا اطلاع و بغیر حکم باختیار خود یہ فعل کیون کیا - اُسنے تمام واقعات و خطرات راہ کو بیان کرکے اپنے اصلی منشاء کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ بلا اِس کارروائی کے سلامتی راہ کی کوئی تدبیر صورت موجودہ مین نہ تہی - اور جو کچھہ مین نے کیا مصلحت وقت اور نیک نیتی سے کیا - یہ بیان اوس کا بے وقعت نہین سمجہا گیا تاہم اوسکے ذمہ ابھی جوابدہی قایم تہی

کہ اِسی اثناء مین وہ چند گھنٹون کی اجازت لیکر بحراست کیمپ قافلہ حجاج تک آیا۔ قافلہ مین پہونچکر اُسنے اپنے آپ کو بدّوؤن کی حفاظت وحمایت مین سپرد کردیا اسپر بدّوؤن نے اپنی رسم ورواج وقبائلی قانون کی پابندی کی اور درویش حباش کی طرفداری مین لڑنے مرنے کو مستعد ہوگئے۔ شریف مکّہ کے سپاہیون کے ساتھ جنکی حراست مین درویش حباش آیا تھا سختی پیش آئے۔ دونون جانب سے لڑائی شروع ہوگئی۔ کچھ بدّوؤن نے سپاہیون کی بھی طرفداری کی۔ چند ساعت کے لئے ایک خوفناک سین ہوگیا اور تمام قافلہ سخت انتشار مین پڑگیا۔

سوءِ اتفاق سے اِس موقع پر وہ قبائل بھی تھے جنہون نے بیگم صاحبہ سے مدینہ جاتے وقت کچھ انعام پایا اور کچھ محروم رہے تھے انکے باہم بھی لڑائی چھڑگئی۔ اب بدّوؤن نے اونٹ کھول کھول کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ انہین خوف پیدا ہوا کہ کہین ترکی فوج نہ آجائے۔ اِس قافلہ مین مغربی وافغان حجاج بھی تھے جنہون نے بدّوؤن کو اونٹ لیجانے سے روکنا چاہا اسپر ان کے و بدوؤن کے درمیان تنازعہ پیش آیا اور آخر مین بدّو اپنے تمام اونٹ لیکر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہہ قافلہ بہت بڑا تھا۔

اب یہ بدوی قبائل اپنے اپنے اونٹ لئے معہ درویش حباش کے بھاگے جارہے تھے کہ جدّہ سے ایک قافلہ مکّہ آرہا تھا۔ اِس طوفانِ بےتمیزی کو دیکھکر قافلے والون کو خیال ہوا کہ بدوی لوٹ مار کی غرض سے آرہے ہین اِس قافلے مین بھی زیادہ مغربی تھے۔ علاوہ مغربی حجاج کے جنرل کونسل ایران بھی تھے جنکی حفاظت وہمراہی مین شریف صاحب کے سپاہی آرہے تھے۔ اِن سب نے اپنی حفاظت مین بندوقین سر کرنا شروع کین۔ اور یہان دوبارہ غلط فہمی سے ایک مختصر جنگ ہوگئی۔ بدوی مارتے پیٹتے ہوئے ایک طرف نکل گئے۔

یہہ تمام واقعات ہم تک اُن اشخاص کے ذریعہ سے پہونچے جو خود ان مواقع پر موجود تھے۔ جسکی تصدیق بعد مین معتبر مطوفون اور خود درویش حباش سے ہوئی۔

گو اور بھی جزوی وخفیف واقعات ہین مگر سب سے بڑی داستانین۔ لوٹ و مار و جنگ وجدال کی حجاز مین مسالح ہی ہین۔ تھوڑے سے غور وتامل سے اِن واقعات کے اسباب وبنیاد کا پتہ چل سکتا ہے

اور صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس لوٹ و مار و رہزنی و ڈکیتی کی بنیاد حقیقی و اصلیت کیا ہی۔

انہین اونٹ لیکر بھاگ جانے والون مین بکثرت وہ قبائل تھے جنہون نے شامی محمل ہر جسکی حفاظت مین بیگم صاحبہ بھوپال مکہ آرہی تہین حملہ کیا۔

کرایہ جو بدوی لیکر چل دئے اسکی بابت شریف صاحب سے عرض کیا گیا کہ اگر حجاج کو اس کا کچھہ بہی معاوضہ نہ ملا تو اونکو سخت دقتون کا ساسنا ہوگا۔

اس اطلاع پر اونہون نے حکم دیا کہ حجاج کو اوسے کرایہ مین اونٹ دئے جاوینگے۔ اور بڑے رستہ سے اجازت روانگی ہوگی۔ اگر اسپر وہ رضامند نہوے۔ تو اب جو حجاج بعد مین آئے ہین اور مدینہ طیبہ جانا چاہتے ہین اونکو اپنا قایم مقام کر سکتے ہین۔ اُن سے اپنا ادا شدہ کرایہ وصول کر لین نئے حجاج اوسی کرایہ مین روانہ کردئے جاینگے۔ اگر یہ بھی نہین چاہتے تو جدہ و عرفات کے کرایہ مین یہ روپیہ مجرا دیا جاویگا۔ اگر ان باتون مین سے کسی بات پر جو حجاج راضی نہون تو اونکو نقد دیا جاویگا۔

کچھہ قافلہ تو قبل از حج ہی مدینہ روانہ کردیا گیا جو شامی محمل سے ایک دن پہلے مکہ واپس آگیا لیکن بعد حج جس وقت اس حکم کی خبر حجاج کو ہوئی پھر تو مطوفون کی وہ گت حجاج نے بنائی کہ توبہ ہی بھلی۔ حالانکہ گرمیا لوٹ مین تہا اور دار و سخت دار و گیر ہو رہی تہی۔ دلی بلی چوہون سے کان کٹوائے۔ اس کا بڑا سبب یہہ تھا کہ بعض مطوفون نے تو صرف ایکسو پانچ ہی لئے تھے مگر زیادہ ایسے تھے جنہون نے اپنی لالچی طبعیت کی بنا پر کرایہ مقررہ سے کسیقدر زیادہ وصول کیا تھا اونہین یہ خوف تہا کہ اگر یہ راز افشاء ہوکر اسکی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ گئی تو بہت بُری بنیگی اور یہ خوف اون کا بیجا نہ تھا۔ اگر شریف صاحب تک تفصیلی اطلاع زیادہ ستانی کی پہونچ جاتی تو اونکو سزاے برخاستگی کے علاوہ اور بہی سزا بھگتنی پڑتی۔

یہان مختصر فہرست مختلف مطوفون اور حجاج کی درج کیجاتی ہے جس سے کرایہ شتران کا نرخ مختلف معلوم ہوتا ہے۔ ایک سو پانچ روپیہ سے لیکر ایک سو ساٹھہ روپیہ تک تعداد پائی جاتی ہے۔ اس سے یہ تو صاف ظاہر ہی کہ ایکسو پانچ روپیہ سے زیادہ مقررہ کرایہ نہ تھا۔ ورنہ یہہ ناممکن ہی کہ مطوف کم لین اور کمی

کو اپنے پاس سے پورا کریں۔

نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ	نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ
علی سبولو کالث سید امین عاصم	محمد علی و ولایت حسین ساکنان میرٹھ	ما صہ ر		فقیرا و شیخ نعمت اللہ	ما عہ ۸ ر
″	عبد الغنی و حسین بخش میرٹھ	ما صہ ر		شیخ بدیع الزمان و دولہ۔	ما عہ ۸ ر
″	الٰہی بخش و اللہ دیا میرٹھ	ما صہ ر		سید فضل امام و شیخ الاسلام پٹنہ	ما عہ ۹ ر
″	مولوی عاشق الٰہی و مقصود علی	ما صہ ر		حافظ مولا بخش و نشی	
	مولوی ... سلیمان و مولوی			محمد خان مظفرپور	ما عہ ۱۴ ر
″	عبد المجید ساکنان ضلع مظفر نگر	ما صہ ر	عبد الوہاب ...	عبد الغفور ساکن سلہٹ	[illegible]
	مولوی محمد ابراہیم و مولوی			اصغر میاں	[illegible]
″	نصیر الحق مظفر نگر	ما صہ ر		حیدر میاں	[illegible]
″	نصیر خان وغیرہ ساکن الہ آباد	ما صہ ر		سعادت میاں	[illegible]
″	منشی یار محمد خان وغیرہ چپاکس	ما عہ		قاسم میاں	ما عہ
شیخ ابوبکر رشیدی	ہدایت و شجاعت علی بھوپال	ما عہ		رسوم اللہ	ما عہ
	حافظ لیسین انوار الحق بھوپال	ما عہ		سراون میاں	ما عہ
شیخ امین عاصم شیخ المطوفین	منشی علی نواز خان نصف کرایہ بلند شہر	عہ		حبیب اکنان سلہٹ	
	احمد اللہ خان معہ زوجہ	ما عہ	سید مرتضی مطوف	مولوی ریاض علی و	
	قدرت اللہ خان و عبد القیوم	ما عہ		رمضان علی سیتاپور	ما عہ
	مسماۃ عظیمن و کریم بخش ...	ما عہ		منشی کریم بخش للت پور	ما عہ
سید عقیل و سید جعفر	شیخ ولایت حسین کلو			الٰہی بخش ساکن مرزا پور	ما عہ
وغیرہ مطوفان	ریاست دربھنگہ	ما عہ ۸ ر	شیخ محمد عمادی	پہلوان خان ساکن بستی	ما عہ

نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ	نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ
	تاج خان وغیرہ	[illegible]		حیدر بخش ساکن دہلی وغیرہ	[illegible]
محمد امین ازبک مطوف	محمد یوسف علیخان ساکن رامپور	[illegible]		ایضاً ہمراہی	[illegible]
	عالم شاہ	[illegible]		ایضاً ہمراہی	[illegible]
محمد داؤد مطوف				بہادر رمضانی	[illegible]

اِس فہرست سے یہ پایا جاتا ہے کہ مطوفین نے مختلف شرحین اپنے لئے مقرر کر رکہی تہین۔ جو زیادہ لیا گیا وہ حقیقت مین اُنکی طمع و ذاتی نفع سے تعلق رکہتا ہے۔

غرضکہ جس طرح بنا مطوفون نے حجاج کو رضامند کیا اور عام طور پر براہ ینبوع مدینہ طیبہ کے جانے کی اجازت مل گئی۔

اِس سال ہندوستانی حجاج تخمیناً اٹھارہ ہزار گئے تھے جنمین مفلسون کی بہی تعداد کثیر تھی۔ قریب قریب نصف سے زائد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے باقی کچہہ اپنے پاس وقت نرہنے کی وجہ سے حاضری مدینہ سے محروم رہے کچہہ لوگ بہوک وپیاس کی وجہ سے کچہہ ضعیفی کے باعث پیک اجل کو لبیک کہہ گزرے اور ایسے تو اکثر تھے جنکی حالت شروع سفر سے ہی حجاز جانے کے قابل نہ تہی وہ مدینہ کیا جاتے۔ یہہ شہرت کہ حجاج مدینہ نہین جانے پائے اُسکی اصلیت بس اسیقدر ہے جو اوپر بیان کی گئی۔

ہندوستان مین سیکڑون فرقے ہین اور دن بدن بڑہتے جاتے ہین جنکی باہمی مخالفتون اور رنجشون کا آئے دن بُری طرح سے اظہار ہوا کرتا ہے۔ گو حجاز مین بہی مختلف فرقے ہین مگر وہان باہمی عداوتین نہین ہین۔ اور نہ وہان معمولی باتون پر مثل ہندوستان تنازعات پیش آتے ہین اور نہ وہان ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے خواہ مخواہ نفرت کرتا ہے۔

اہل ہند حجاز پہونچکر یہہ سنتے یا دیکہتے ہین کہ ہمارے مخالف فرقہ کی ہم سے زیادہ عزت ہوئی تو سمجہہ لیتے ہین کہ عزت کرنے والے کا مذہبی رجحان اِس کا محرک ہے۔

جہاں شریف مکہ سے اوسی بدگمانیاں ہین وہاں اونکی مخالفوں کا یہہ بہی بیان ہے کہ وہ شیعہ مذہب ہین۔ اسکی اصلیت صرف اتنی ہے کہ اہل عجم وامراء ایران جسقدر حجاز جاتے ہین۔ اونمین اکثر شریف سے ملتے ہین ہر وقت ملاقات شریف اُن سے نہایت اخلاق و مدارات سے پیش آتے ہین۔ یہہ بات کچھہ ایرانیوں کے ساتھہ خصوصیت نہین رکھتی بلکہ جو اُن سے ملنے جائے اُنکے اخلاق سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔

اہل ہند اول تو خود ہی ملنے مین مضائقہ کرتے ہین۔ دوم ہندی مطوف اونکے ملنے مین مانع آتے ہین اور خفیفت مین یہہ مطوفون کی خود غرضی ہے۔ لہذا ہندوستانی عموماً اُنکے حسن اخلاق و حُسن سلوک سے محروم رہتے ہین

اہل ایران سے باخلاق پیش آنا اونکی شیعہ ہونے کی بڑی دلیل بیان کی جاتی ہے۔

ایک صاحب نے جو اپنے آپ کو روشن خیال اور قابل سمجھتے تھے۔ ہم سے ایک مجمع مین فرمایا کہ شریف مکہ نے خطبہ سے خلیفہ سومؓ کا نام علیحدہ کرادیا ہے۔ ہم نے اِس بیان کی تردید کے سامنہ کہا کہ محض حضرت عثمانؓ کے نام کا خطبہ سے علیحدہ کرانا اونکے شیعہ ہونے کی دلیل مین نہین پیش کیا جاسکتا تا وقتیکہ وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم کو نام کو نہ علیحدہ کرائین۔ اگر واقعی شیعہ ہوتے تو ان نامون کے علیحدہ کرانے کی بدرجہ اولی کوشش کرتے۔

اِسکے علاوہ اگر اُن کو بفرض محال شیعہ تسلیم بھی کرلیا جاوے تو یہ امر ہمارے بیان کی تائید مین کافی ہے کہ اسوقت مرکز اسلامی کے اصلی فرمان روا سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سنّی المشرب حنفی المذہب ہین۔ اِسصورت مین شریف مکہ ایسی جسارت کیونکر کرسکتے ہین کہ صحابہ کرامؓ کا نام خطبہ سے خارج کراسکین۔ لیکن جب تک وہ ہون نے اپنے کانون سے جمعہ کے خطبے مین حضرت عثمانؓ کا نام نہ سُن لیا۔ اوسوقت تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ کیا۔ اب رہا اہل بیت الطہارؑ و صحابہ کرامؓ کے ساتھہ محبت اور ازواج مطہرات کے ساتھہ قلبی اتحاد رکھنا یہہ ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی غلامی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی محبت کا خیال جس دل مین نہین اوسکو اسلام کے ساتھہ انس نہین اور نہ وہ شخص سچے مسلمان ہونے کا دعوے کرسکتا ہے۔

یہی مشرب ہم نے شریف مکہ کا پایا۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی غلط خبر ہے کہ وہاں میلاد شریف کی ممانعت ہے وہاں مجالس میلاد شریف بکثرت ہوتی ہیں اور قیام بھی کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں تو یہ مجالس خاص طور سے کیجاتی ہیں۔

ایک عام شکایت یہہ بھی سننے میں آئی اور سبکو بڑے روشن خیالوں نے صحیح مان لیا کہ ہندوستان کے اخبارات کے بوجہ اسکے کہ اونکی شکایات بکثرت اب درج ہونے لگیں شریف مکہ نے مکہ میں آنے کی ممانعت کردی۔

اس کی حقیقت مرات العرب مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۱۳ھ ہجری جو پچھلے حالات و واقعات کی بنا پر لکھی گئی اسطرح درج ہے (غیر ملکوں کے اخبارات و پیکٹ کے ساتھہ ترکی ڈاکخانہ اچھا سلوک نہیں کرتا۔ کیونکہ عرب میں اُن انگریزی اخباروں کے آنے کی جو سلطنت عثمانیہ کے خلاف مضامین شائع کرنے کے عادی ہیں ممانعت ہے۔ ترک سوائے عربی۔ ترکی یا فرانسیسی کے اور زبان اچھی طرح نہیں جانتے۔ اس وجہ سے ہندوستان کے اخبار اُردو جو انگریزی سلطنت میں شائع ہوتے ہیں انگریزی اخباروں کے ساتھہ ضائع کردیئے جاتے ہیں۔ مکہ میں اوّل تو اخبارات کا مذاق ہی بہت کم ہے اگر کچھ لوگ اخبارات کے شوقین پائے جاتے ہیں تو ڈاکخانہ کا یہہ سلوک اونکو خریدنے پر آمادہ نہیں کرتا۔

مکہ میں جو لوگ ہندوستان کے اخبارات دیکھنا چاہیں اونکے لئے صرف ایک موقعہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ جو محلہ حارت الباب میں ہے جا کر دیکھ لیا کریں مدرسہ کے منتظمین نے ڈاکخانہ والوں سے خاص انتظام کر رکھا ہے کہ اس مدرسہ کے اخبارات ضائع نہوا کریں اگر اونہیں شبہہ ہو کہ ترکی کے خلاف ان میں مضامین ہیں تو کھول کر دیکھ لئے جائیں صفحہ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ میں ممانعت اخبارات کچھہ آج کی بات نہیں۔ یہ کہنا کہ شریف مکہ نے بوجہہ شائع ہونے اپنے شکایتی مضامین کے اُردو اخبارات کے آنے کی اب ممانعت کردی ہے واقعات

صریحی خلاف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو رعایت ڈاکخانہ والوں نے مدرسہ صولتیہ کے ساتھ جائیز رکھی تھی اور جو معاہدہ مدرسہ کے منتظمین نے کر لیا تھا کہ اگر شبہ ہو تو اخبارات کھول کر دیکھ لئے جائیں۔ چنانچہ بعض وجوہ سے اہل مدرسہ رعایت کے قابل نہیں سمجھے گئے اور بخیال ذاتی تحفظ و فرض منصبی کے ڈاک خانہ والوں نے وہ رعایت اوٹھا دی اب اردو اخبارات بذریعہ محمد نصیر کلرک برٹش کو نسلیٹ جدہ جاتے ہیں وہ قومی ڈاک کے ذریعہ سے مکہ پہونچا دیتے ہیں۔

بعض اخبارات کے ذریعہ سے یہہ بھی شہرت ہے کہ طوارشکایتی کے بنا پر سلطان المعظم نے شریف صاحب کیلئے کمیشن تحقیقات تعینات فرمائی ہے اسکی اصلیت یہ ہے کہ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی والی مدینہ کی مخالفت کچھہ حضرات اہل مدینہ نے کی تھی اسکے لئے کمیشن مقرری ہوکر تحقیقات کیجی مخالفت کرنے والوں میں اٹھائیس اشخاص مجرم ثابت ہوکر سزایاب ہوئے۔ ان میں اکثر دائم الحبس کچہ قید بحبس اور کچھہ ایکسال کے لئے مستوجب سزا قرار پائے۔ اور سب کے سب مجرمان طائف بھیجے گئے۔ شریف مکہ کے لئے نہ کوئی کمیشن بیٹھائی گئی اور بیٹھائے جانے کی امید و ضرورت سمجھی گئی ہے۔

شریف مکہ کو اپنی شکایات کی اردو یا عربی اخبارات میں لکھے جانے کی ذرا بھی پرواہ نہیں اور نہ وہ اس کا کچھہ خیال رکھتے ہیں۔ جہان تک ہمکو علم ہے ان شکایات سے اونکو نہ کسی قسم کے نقصان وایذا پہونچنے کا احتمال ہے۔ غالبا وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی کو جو زیربار یان حجاج کی بدولت ہمیشہ ہوتی ہین اوس سے سلطنت اسلامی بہہ نتائج اٹھاتی ہے کہ بیشتر حجاج مفلس آتے ہیں۔ افلاس کی وجہہ سے جو ایذائیں پہونچتی ہونگی اوسیکا یہ شور وغل ہے۔

یہہ قریاد ین زیادہ تر ہند وستانیوں کی ہوا کرتی ہین جنکی راستبازی پر کامل اعتبار نہیں سمجھے لئے ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہند کے بیانات میں مبالغہ زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اسکے علاوہ بمقابلہ حجاج دیگر ممالک کے اہل ہند کا سفر حجاز عموما خلاف پابندی احکام شرعی بھی ہو جاتا ہے کیونکہ ہین جہان گئی ہین۔ کہ بلا لحاظ استطاعت اور بغیر آل اندیشی یہ لوگ اس سفر مین چل کھڑے ہوتے ہین۔

برٹش گورنمنٹ کو ہر سال مساکین حجاج کے لئے کچھہ نہ کچھہ امدادی انتظام کی تکلیف گوارہ کرنی

پڑتی ہے برٹش سفارت و قایمقامان گورنمنٹ کے ذریعہ سے تفصیلی حالات کی اطلاع ہوتی رہتی ہے گورنمنٹ ترکی ان حالات سے بیخبر نہین - پھر ملکی دشواریان قدرتی دقتین - ملکی پیداوار - اقوام ملک کے حالات پر گورنمنٹ ترکی کا ہم سے بدرجہا زاید اور وسیع علم ہے - اِس رویداد پر شکایتی مضمون کی کیا وقعت ہوسکتی ہے اور جس حالت مین یہ بھی ثابت ہو کہ شکایت جھوٹھ و مبالغہ سے بری نہین - اگر حجاز سے واقعی نفرت نہین اور اہل حجاز سے دلی بغض نہین تو صحیح واقعات نرم الفاظون مین لکھے جائین - اصلاح طلب امور کا تذکرہ کیا جاوے تو نتیجہ نکلے اور ضرور نکلے -

اب تو شکایتون کا کسیقدر یہ اثر پیدا ہو چلا ہے کہ عام اہل ہند سے ہمدردی کم ہوتی جاتی ہے اور جن لوگون پر شکایتی مضامین کا شبہہ ہوجاتا ہے انکو کچھہ نہ کچھہ نقصان ہوپنچ جاتا ہے - اس سے شاید کسیکو انکار ہو کہ انتہا درجہ کا حلیم و رحم دل انسان بھی جا و بیجا اپنی شکائتین سنتے سنتے حد درجہ کا سخت طبیعت و بدمزاج ہوجاتا ہے اور وہ بدمزاجی شاکی اشخاص کے حق مین موجب خرابی ہوئے بغیر نہین رہتی -

یہ اصول بھی مسلمہ ہے کہ ہر انسان کے حالات سنکر اوس سے محبت یا نفرت قایم ہوجاتی ہے اگر وہ محبوب سمجھہ لیا گیا تو پھر اوس کی ہر بُری ادا بھلی معلوم ہوتی ہے عیب بھی ہنر نظر آتے ہین اور اگر اسکے برخلاف نفرت ہوگی تو اوسکے حسنات بھی عیوب سمجھے جاتے ہین - اور پھر آخر تک اوس کے ساتھہ انس نہین پیدا ہوتا اور وہ بجائے یار کے اغیار ہی خیال کیا جاتا ہے -

جو شخص اپنے عادات اپنے اخلاق اپنے انداز و ادا سے کھٹک جاتا ہے وہ کھٹک اوسوقت تک نہین جاسکتی جبتک اوسی شخص کے ذاتی ملاقات و تجربہ سے اوس کے رفع کرنیکے وسائل نہ بہم پہونچائے جاوین -

اکثر کوتہ اندیشی و جلد بازی کے سبب بلا دلائل ایسی رائے قایم ہوجاتی ہے جس سے دوسرے کی حق تلفی و کتمان صداقت لازم آتا ہے چونکہ وہ رائے غلطی سے محفوظ نہین اسلئے ایسی رائے کو تحقیق و تجربہ کی مضبوط اور سچی دلائل سے تبدیل کرنا عقل و خوش خیالی کا فرض ہے -

اب ہم کو شریف صاحب مکہ کی خدمت مین بلاواسطہ اِس مضمون کے ذریعہ سے باادب اتنا
عرض کرنا ہے کہ جو شکایتین حجاج ہندوستانی کو کم وبیش کسی وجہ سے یا کسی کی وجہ سے ہی کیون نہ
پیدا ہوتی ہون اون پر آگاہی حاصل کرنا لازمی ہے - اصلاح طلب امور کی جانب متوجہ ہونا اور شکایتین بیان
کا تدارک فرمانا فرض اخلاقی اور قانونی ہے -

آن کا بحیثیت فرمانرواے حجاز اپنے آپ کو محض عرب کا حکمران خیال کرنا دائرہ حکومت کو تنگ کرنا ہے
مرکز اسلام کے محافظ ہونیکے اعتبار سے اونکو وہ قوت و مرتبہ حاصل ہے جسکے ذریعہ سے وہ روئے زمین
کے اہل اسلام کے دلون پر اگر چاہین تو قبضہ کر سکتے ہین - اور یہ وہ قبضہ ہوگا جسکو کوئی قوت یا حکومت
نہ اوٹھا سکے گی -

مسلمان اس زمانہ مین جاہل ہین مگر ذلیل نہین - اونہین مہربان طبیب مربی کی ضرورت ہے جو زمانہ کے
رفتار سے آشنا صاحب اثر اور صاحب حکومت ہو وہ مسلمانون کی حالت زار کو غور سے دیکھے
اونکے مذہب کی حمایت کرے - اسکے ساتھ تجارت و صنعت و حرفت کی اونمین تحریک کیجاوے - بلکہ
حتے الوسع اسکے سامان مہیا ہونے چاہئین - ایسی تعلیم گاہین - جو اونکی دینی و دنیوی ضرورتون
کے لیئے کارآمد ہون قایم کیجاوین - جو اصحاب اسلامی دنیا مین کسی فن کے ایسے قابل ہون جو روزمرہ زندگی
کی ضرورتون کو رفع کر سکین اون کا انتخاب کیا جاوے - جن فنون مین کمی معلوم ہووے اونکی تکمیل
دیگر ممالک کے اہل علم سے کیجائے -

پس ان اغراض مین اگر باسانی کامیابی ممکن ہے تو اوسکے محرک و ممد و مربی شریف مکہ ہو سکتے
ہین لہذا وہ گورنمنٹ ترکی سے جسکے سایۂ عاطفت مین مرکز اسلام ہے جہان تمام روئے زمین
کے اہل اسلام صاحب مقدرت کا مجمع ہر سال جمع ہوتا ہے - تحریک و سعی کرین تاکہ گورنمنٹ اسلامی
موقع حج پر ایک کمیٹی بطور کانفرنس مقرر فرمائے جس مین ہر ملک کے سربرآوردہ اشخاص ممبر بنائے جائین -
تاکہ وہ سب ملکر بہبودئ قوم - ترقی دین - سرپرستی اسلام و آسائش حجاج و راحت زایرین کی تدابیر
سوچین - اپنے اپنے خیالات - اپنے ملک کے حالات کو اوس کانفرنس مین پیش کرین اور اس کمیٹی کے

فرائض مین امورِ ذیل داخل ہون۔

(۱) سواحلِ عرب پر کارخانون کو کھولنا جن مین چمڑے اور گوشت اور اسی قسم کی وہ اشیا جو محض ضائع و بیکار جاتی ہین کارآمد بنائی جاوین۔

(۲) عرب بدوی و حضری و مہاجرین کے بچّون کو تعلیم دینا۔ اون مین صنعتی و تجارتی و حرفتی فنون کا مذاق پیدا کرنا۔ جا بجا حربی مدارس حجاز مین قائم کرنا۔ دینیات مین مسایل ضروری کا سکھلانا۔

(۳) جن بندرگاہون پر پانی کی قلت ہے وہان مشینین پانی کی قایم کرنا۔

(۴) قابل زراعت اراضی کے لئے وسائل تردد دریافت کرنا۔

(۵) معدنیات کی تفتیش۔ نباتات کی تحقیق کرنا۔

(۶) حجاز مین آمدنی کے ذرائع۔ سرمایہ۔ انکا انتظام۔ اسیطرح خرچ کے متعلق تدابیر۔ ہر سال نتیجۂ کانفرنس کی شکل مین چھپکر باب عالی مین پیش کیجاوین اور اطلاع کے طور پر ہر ممبر کے پاس جو شریک کانفرنس ہوا ہو روانہ کیجاوین۔ کتاب کی شکل مین بھی طبع ہوکر فروخت کیجاوین۔ اس سے بدیہی فائدہ یہہ مترتب ہوگا کہ بے شغل عربون کے لئے ہزارون شغل نکل آئینگے جہان زندگی کی عام ضرورتین پوری ہونے کے لئے قدرت نے انسان کو محروم رکھا ہو۔ وہان تعلیم فنون و صنائع کی طرف توجہ بہت ضروری ہے تجارت و صنعت ہی ایسے ملک کے ذرائع ترقی ہوسکتے ہین جب قدرت کی طرف زراعتی منافع مین کمی واقع ہو تو اوس کی تلافی دیگر ذرائع سے کیجاوے۔

(۷) سب سے زیادہ اوس کمیٹی کے یہ کام ہونگے کہ اخوت و محبت کا اثر اسلامی دُنیا مین بتدریج پہونچایا جائے۔ اختلافاتِ مذہبی جو تعصب کے بنا پر ہین اُنکے دُور کرنے مین امکانی کوششین کیجاوین۔

اسکے نتائج یہ نکلینگے کہ قوم زندہ ہوجائے گی۔ قوم کے دل و دماغ شگفتہ ہونگے اپنی ضرورتون کو اپنی ہی سعی سے رفع کرینگے۔ تمام اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دینگے۔ مذہبی عقائد مین ویسے ہی ترقی ہوگی جیسے دنیوی حالت مین۔

حج کا وہ موقع متبرک ہی جہان روحانی تعلیم دینے والے عمدہ اخلاق و تہذیب سکھلانے والے

گو قلیل ہی سہی مگر بہتر سے بہتر ملنے ممکن ہین۔

اس کمیٹی کی سرپرستی امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و پیشوائے دین حضرت شریف مکہ نے فرمائی اور جیسا کہ چاہئے کمیٹی نے بہی اپنے فرائض بجا لانے مین دلی کوششین کین تو پھر دیکھنا کہ مسلمانو کی کیسی کایا پلٹ ہوتی ہے کہ وہ گروہ گروہ اور جوق جوق ایسے مسلمان نظر آئینگے جو اخلاق و شرافت کے زیور سے مزین جنکے خیالات پاکیزہ۔ رائے سلیم و مستقل۔ قوم کے ہمدرد و مخلص۔ مذہب کے سچے حامی اسلام کے دلی بہی خواہ۔ اپنے ملک کے خیر اندیش۔ اپنی گورنمنٹ کے مطیع و وفادار رعایا اور طاقتور بازو ہون گے۔ جاپان کی مثال پیش نظر ہے جسنے چھتیس سال مین اپنی قسم کی کانفرنس سے وہ ترقی حاصل کی جسنے ساری دنیا کو حیرت مین ڈالدیا ہے۔ اور یہ امر ہر طرح قابل امید ہے کہ جو نیک کام حرمین شریفین اور متبرک سرزمین حجاز مین شروع ہونگے اُن کی شہرت و برکت مسلمانون مین بہت جلد و بآسانی ہو جائیگی۔ اہل اسلام اُن امور کو بڑے مسرت سے قبول کر کے انکی تکمیل پر آمادہ ہو جائینگے۔ خدا ہمین اُن آرزؤن مین توفیق و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

خدیو مصر و دیگر اہل عرب و ترکون کی مدارات

جب بیگم صاحبہ نے اپنی متواتر تحریرات سے مسٹر ڈیوی برٹش کونسل جدہ کو اس امر پر مجبور کیا کہ جسطرح اور جہان تک ممکن ہو سکے تنسیخ چارٹر جہاز خدیویہ کرا دین تا کہ معاہدہ کا روپیہ نہین دینا پڑے تب برٹش کونسل موصوف نے تنسیخ معاہدہ و معافی کرایہ خدیویہ اسٹمر بحیرہ نامی کی خدیو مصر سے استدعا کی

اول تو ہماری گورنمنٹ کا حکومت مصر پر خاص اثر ہے۔ پھر اُن مسلمانون کی جبلّی فیاضی کا خود یہ تقاضا تھا کہ بیگم صاحبہ جو ایک ماتحت رئیسہ برٹش گورنمنٹ کی ہین اُن کے ساتھ رعایت کیجاوے ان وجوہ سے خدیو مصر نے از راہ مراحم خسروانہ رقم معاہدہ معاف فرمادی۔ اُسکے ساتھ یہ بہی فرمایا کہ جب ہم کرایہ کلیتًا معاف فرماتے ہین تو مصارف جو خط و کتابت معاہدہ مین ہوئے وہ بہی کچھ لینا نہین چاہئے۔ یہ رقم تخمینی تین سو پونڈ تھی جو منجانب خدیو مصر بیگم صاحبہ کو معاف کی گئی۔

ایک تحریر کے انتخابی الفاظ جس سے کسقدر انتشار بیگم صاحبہ کا پتہ دربارہ کرایہ جہاز کے چلتا ہے

پہلے ہی ہمنے یہان سے چند خطوط اور تار آپکے اور برٹش قنصل صاحب کے نام متواتر بھیجے ہین لیکن اب تک اُنکا کوئی جواب آیا اور نہ ہمکو یہہ معلوم ہوا کہ "قافلہ شامی کی معیت مین ہماری روانگی کے انتظام کے متعلق کیا کارروائی ہوئی اور نہ اسکی کوئی اطلاع ملی کہ مالک جہاز کو جہاز نہ لانے کی ہدایت وقت پر آپکی جانب سے ہوگئی یا نہین" قافلہ محمل شامی کے آنے کا زمانہ بہت قریب ہے اور آپکی جانب سے کوئی تحریر یا اطلاع نہ آنے سے ایک گونہ تردد ہے۔ اسلئے جلد کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ رفع انتشار ہو۔ فقط

مورخہ ہشتم ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ مقام مدینہ طیبہ (مُہر نواب سلطان جہان بیگم)
معہ علامت دستخط

عثمان پاشا شیخ الحرم مدینہ طیبہ نے جو عنایتین بیگم صاحبہ کے ساتھہ فرمائین اُن کا تذکرہ حالات بیگم صاحبہ مین درج کیا جاویگا۔ یہان اتنا بیان کردینا کافی ہے کہ سب سے زیادہ خلوص کے ساتھہ جس بزرگ نے بیگم صاحبہ کی مدارات کین اُن مین اوّل درجہ عثمان پاشا کا ہے۔

عبدالرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی جو ترکی اخلاق حسنہ کی عمدہ نمونے ہین اور جنھون نے جو کچہہ بیگم صاحبہ کے ساتھہ سلوک کیا اوس سے مدت العمر بیگم صاحبہ اور اونکے خاندان والے مستغنی نہین ہوسکتے۔

یہی وہ ترک افسر ہے جس نے خود زخم کہاکر بیگم صاحبہ کی جان و آبرو و مال کی کما حقہ حفاظت کی مدینہ سے مکہ تک و عرفات و منیٰ مین بہی ہر طرح کی امداد فرماتے رہے۔ اسکے علاوہ ایک قیمتی گہوڑہ صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو عنایت فرمایا اور چند خیمے عرفات و منیٰ مین مفت رہنے کو دئے۔ اپنا تخت رواں بیگم صاحبہ کو عنایت فرمایا۔ اگر کرایہ پر ایسا تخت رواں لیا جاتا تو پانچسو روپیہ کو بہی میسر آتا

شریف علی بے جو شریف عبداللہ مرحوم کے خلف رشید اور شریف حال کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر حجاز مین شریف مکہ سے کم نہین اور جو تمام عرب مین اپنی فیاضی و حوصلہ مندی و دلیری سے ممدوح بنے ہوئے ہین اور جنکے ملنے سے مقام منیٰ مین صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب نے اس بنا پر گریز کیا تھا کہ وہ ہماری پیشوائی کو نہین گئے۔ اون سے بہی ایک گھوڑی قیمتی پانچ سو پونڈ (ساڑھے سات ہزار روپیہ)

کی جو معرفت سلیمان بام تاجر جدہ کے خریدی گئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کو وصول ہوئی اوسکی بابت سننے میں آیا کہ پچاس پونڈ روانہ کئے تھے جسکو یہہ کہکر شریف علی پاشا نے واپس فرمایا کہ قیمت اگر دینی ہے تو پوری دیجیے ورنہ آپ اسکو لے ہی چکے ہیں۔ بہ شکر گذاری خوشی سے کام لیا گیا۔

علے حاد ترجمہ مدینہ منورہ ایک گھوڑا قیمتی ۵۰ پونڈ صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو حاصل ہوا۔ محمد بسیونی معلم جدہ نے آمد ورفت جدہ کے موقع پر وعدہ کیا تھا کہ معلم موصوف کا بھی ایک گھوڑا قیمتی چالیس پونڈ صاحبزادہ صاحب کو بلا قیمت وصول ہوا۔

غرض صاحبزادہ صاحب نے بیگم صاحبہ کے حصول منشا میں بہت کچہہ کامیاب ہوئے اور اہل عرب میں سے جنہوں نے خاطر خواہ خدمت کی اونکے حسن سلوک و مدارات بیگم صاحبہ میں ہرگز پہلو تہی نہیں فرمائی

بیگم صاحبہ کے اخلاق و برتاؤ ہمراہی نیز اہل حجاز کے ساتھ

جدہ میں جب جہاز بیگم صاحبہ کا پہونچا فوراً اہلیان جہاز نے مختلف قسم کی جھنڈیوں سے جہاز کو آراستہ کیا۔ جہاز کے پہونچنے پر توپوں کی سلامی ہوئی اور بیگم صاحبہ کا شاہانہ احترام کیا گیا۔

جدہ میں روانگی ینبوع سے پہلے برٹش وائس کونسل نے احتیاطاً یہہ بات بیگم صاحبہ کے گوشگذار کردی تھی کہ حسب رواج ملک و عادات مشایخ بدو راہ میں کچہہ انعامات دینے کی ضرورت پیش آئیگی۔ اس رقم کا تخمینہ کرنا اگرچہ دشوار ہے مگر تین چارسو پونڈ کے قریب اس مد میں صرف ہونا ایک لازمی امر ہے۔

اس عرصہ میں وہ شرفائے عرب و شیوخ جو شریف مکہ نے ہمراہی کے لئے تعینات فرمائے تھے پہنچ گئے اور وہ بھی جہاز میں سوار ہو گئے۔ جہاز روانہ ہوکر ینبوع پہونچا۔ وہاں بھی منجانب ترکی افسران کے عمدہ طریقے سے خیر مقدم کیا گیا۔

175
انہیں شرفاء و شیوخ نے اونٹوں کا انتظام کیا۔ ینبوع کے قایم مقام نے چند افسر اور ایکسو ترکی سپاہی معہ توپخانہ کے بمزید احتیاط ہمراہ کر دیئے (خیال ہوتا ہو کہ اسکی بابت اونکے پاس احکام آگئے ہونگے)

ینبوع سے دوسری منزل پر قبایل بدوی نے حسب عادت اپنے عوائد (رواجی حقوق) طلب کئے۔ اور یہ کچھ بیگم صاحبہ کے ساتھ خصوصیت نہ تھی بلکہ بدؤن کا یہ طریقہ عام ہے کہ جو لوگ انعام دینے کی حیثیت رکھتے ہیں اُن سے ضرور حقوق طلب کئے جاتے ہیں۔ اسکو وہ قوم راہ میں امن قایم رکھنے کا اپنا محصول سمجھے ہوے ہے چنانچہ یہ اونکے حقوق محمل مصری و محمل شاہی کے ہمراہی بھی ادا کرتے ہیں۔ اِمسال مصری قافلہ کے ساتھ یہ امر پیش آیا۔ اول سے ینبوع کے مقام پر بھی طلبی حقوق ہوئی جب اونکی جانب سے حقوق دینے میں لیت و لعل ہوا تو بدوؤن نے قافلہ اُٹھا لنے سے صاف انکار کردیا۔ تب ابراہیم پاشا قافلہ سالار محمل مصری کو جدہ آنا پڑا اور اس واقعہ کی اطلاع قسطنطنیہ میں باب عالی کو اور قاہرہ میں خدیو مصر کو دیگئی۔ خدیو نے جواب دیا کہ اگر راہ میں کوئی اندیشہ یا خطرہ ہے تو امسال محمل مدینہ نجاوے مگر باب عالی سے حکم آیا کہ محمل مصری ضرور مدینہ جائے محمل کے ساتھ ترکی فوج جاوے اور عام راستہ جسمین قبایل بدوی سے اندیشہ ہے چھوڑکر دوسرا راستہ جو آٹھ منزل کا ہے اختیار کیا جاوے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ امسال محمل مصری کو دوسرے راستہ سے لیجانا پڑا۔ یہ امر قطعی غلط شہرت پاگیا ہے کہ مصری مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اس سے زیادہ کوئی بات اہل مصر کے ساتھ نہیں پیش آئی جتنا کہ اوپر بیان ہوا

بیگم صاحبہ کو باوصف اطلاع ہوجانے برٹش والس کونسل سے اُن حقوق کے عطا فرمانے میں پس و پیش ہوا اُن بدوؤن نے اپنے شعار کے موافق گفتگو میں آزادی برتی۔ صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو یہ طریقہ نہایت گران گذرا۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن لوگون کے کان ایسی باتون سے آشنا نہیں اُنکو آزاد گفتگو در یوزہ گر جماعت کی کب خوش آسکتی ہے۔

اوسطرف وہ قوم کی قوم جبریہ حکومت کی خوگر نہیں نہ طریقۂ سیاست و احکام و اقوال مہذب ریاستون سے باخبر نہ اُمیدوار بودہ بدانند کے وعدہ سے واقف بلکہ ہر طرح انعامات لینے کی عادی ادہر صاحب حکومت رئیس کے لئے جسکو مدت العمر میں کبھی اپنے سے کم رتبہ شخص کی معقول درخواست اور خلاف مزاج عذر سننے کا اتفاق نہوا ہو اوسکے لئے یہ کیسی انوکھی بات ہے کہ ایک گدا گر

قوم۔ انعام وخیرات کیا مانگتی ہے گویا ایک مرزیڈنٹ مطالبہ قیصری وسلطانی کا خواہان ہی۔
ریشیہ کے دماغ مین شانِ ریاست کے ساتھہ گورنمنٹ ترکی کے اہتمام پر بھروسہ۔ ہمراہی مین جان نثار جرّار فوج حاضر۔ ذاتی ملازمان مین بہی سپاہی منش اصحاب ساتھہ۔ پھر فضول اخراجات وبیجا طور پر روپیہ برباد کرنا فطرت مین داخل نہین ان اسباب سے بدوؤن کی کیا پروا کیجاتی اور کیون اون کا کاسۂ طلب بہرا جاتا اور پہر کہنے کو تو وہ مفلس وبے سامان قوم مگر مارنا اور مرجانا اونکے لئے ایک دل لگی پہر ایک کثیر التعداد جماعت کے ممبر قبائلی قانون کے روسے چنگیز خانی رسم ورواج کے پابند۔ اسکے ساتہہ ضدی جاہل کندۂ ناتراش بنے توکسطرح آپ سے لطیفیان وضدین بڑہنی شروع ہوئین۔
وادیہ خیف سے آگے ایک مقام جدیدہ پر اونہون نے چند ہوائی فیر کرکے یہ جتلادیا کہ ہم عادتًا اس طریق سے بھی انعام لینے پہ مجبور کرتے ہین۔ لیکن اس کا بھی کوئی خاص اثر نہوا۔ پہر بہی یہ کاروان بغیر کچہہ دئے لئے آگے روانہ ہوا۔ تیسری منزل پر ایک جم غفیر مشایخ بدوی سدّ راہ ہوا اور چونکہ اونکو کوئی جواب شافی نہین ملا تہا اسلئے اپکے بار زیادہ زور وشور کے ساتہہ حفاظت راہ کے حقوق آتشی زبانون سے بذریعہ فیر طلب کئے گئے۔
ترکی سپاہی سینہ سپر ہوکر لڑنے پر آمادہ ہوگئے۔ مگر اہلِ قافلہ کے ہاتہہ پاؤن پھول گئے ہمراہی مشائخ درمیان مین پڑے۔ بعد از گفتگو بسیار مجبورًا مشایخ کو انعامات مرحمت فرمائے جانے کا حکم صادر ہوا۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ تعداد وزن بہی دیکہنا منظور ہوا۔ نوٹ یا اشرفی کا دیا جانا قلیل مقدار سمجھکر نامناسب خیال کیاگیا چونکہ روپیہ کی شکل بہت وافر رقم خزانہ مین موجود نہ تہی اسلئے ہمراہیون سے لیکر روپیہ جمع کیا گیا
چار پانچ ہزار یا اس سے کچہہ کم وبیش انعام کا دینا کئی ہزار بدوؤن کو قرار پایا۔ دوسال سے اکثر بدوی قبایل اپنی امیدین مشہور خبرون کی بنا پر قایم کئے ہوئے تہے۔ یہ رقم اونکو کم معلوم ہوئی کچہہ قبایل نے انعام قبول کیا اور کچہہ نارضامند ہوکر بغیر لئے چلے گئے اور بعض قبایل کو مدینہ پہونچکر بخشش کی امید دلائی گئی اِس آخر وعدہ نے پہر اونکی امیدون مین جان ڈالدی۔ اب چند مشایخ بدوی بامید انعام

قافلہ کے ہمراہ ہولئے۔

ایک منزل قبل مدینہ منورہ کے چند ترکی افسر معہ کثیر لشکر کے بطور پیشوائی آگئے۔ اسوقت ہرطرح اطمینان ہوگیا کہ اب بدو کچھ نہین کرسکتے۔ قافلہ بخیریت تمام مدینۂ طیبہ پہونچا۔ مدینہ سے باہر شیخ الحرم نبوی و محافظ مدینہ معہ اعیان و شرفائے مدینہ کے فوج و باجے جنگی کے ساتھہ استقبال کو آئے۔ اور بہایت احتشام و شان کے ساتھ شہر مین لیجا کر اوس مکان مین جو شریف صاحب کے حکم سے محلہ ساخ مین تمام ضروری و متکلف سامان سے آراستہ ہوا تھا۔ فروکش کرایا۔ صاحب خانہ نے مکان کی درستی و آراستگی مین چھ سات ہزار روپیہ واللہ اعلم کن امیدون پر صرف کیا تھا۔

۱۳۔ رمضان المبارک کو نزول اجلال ہوا سید صافی صاحب تہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی افطاری کھانا سحری معہ کل ہمراہیون اور فوج کے لئے وقت پر پہونچایا گیا۔

دو یا تین دن کے بعد خواہ اس خیال سے کہ کرایہ مکان زیادہ دینا پڑے یا کسی دوسری وجہ سے اسکی اقامت ترک فرمائی چوتھے دن ایک دوسرا مکان چالیس پچاس پونڈ کرایہ پر معرفت سید علی طاہر جو ریاست کے منصبدارون مین ہین۔ نظام الدین ہے کا قریب باب مجیدی اپنے واسطے۔ اور ایک دوسرا مکان سید حمزہ رفاعی کا جو بیس پونڈ کو ملازمان کے لئے لیا گیا۔

مشائخ بدو جو امیدون پر لگے ہوئے آئے تھے اُن سے الگائے وعدہ مین تغافل فرمایا۔ وہ ناخوش ہوکر چلے گئے لیکن چلتے چلتے یہہ کہہ گئے کہ بغیر دئے ہمارے حقوق کے ان راستون سے گزرنا دشوار ہے اسکے بعد وہ اشراف و مشائخ جو شریف مکہ کی جانب سے انتظام راہون کے لئے متعین تھے وہ بھی رخصت کردئے گئے۔

ان اسباب سے ایسی باتین مخالفتین قائم ہوگئین جنہون نے اہل حجاز کے دلون مین یہ بات جما دی کہ بیگم صاحبہ ہماری قوم و ملک مین سے ایک متنفس کی بھی واجب الرعایت نہین۔ اس سے زیادہ بیگم صاحبہ کو واقعہ سدراہی نے کل اہل عرب کیطرف سے بدظن کردیا او نہون نے یہہ قرار دے لیا کہ اِن لوگون مین ایک بھی لائق مہربانی اور مستحق الطاف نہین ہے۔

ان اختلاف وضد و نارضامندی سے اون خرابیون کی بنیاد پڑین جنہون نے آخر زمانہ سفرِ حجاز تک بیگم صاحبہ کو بے لطف و بے کیف رکہا اور اس بدمزگی کے باعث اہلِ عرب مین سے ایک شخص بھی بیگم صاحبہ کی مداحی کا شرف نہ حاصل کر سکا۔

یہہ اخبارات مدینہ سے مکہ پہونچائے گئے اون کی طفیل مکہ والون مین پہلے سے بیگم صاحبہ کی نسبت خلاف رائے قایم ہوگئی۔ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی نے پہلے بیگم صاحبہ کی دعوت کی جسمین کل اعیان و شرفائے مدینہ شریک ہوگئے تہے۔

چند روز بعد بیگم صاحبہ نے شرفاء مدینہ کو مدعو کیا لیکن دعوت مین مذاق ملک و عادتِ عرب کا خیال ترک کر دیا اسلئے جو جو شریکِ دعوت ہوئے اُن کو شکایت کی پایا۔ ہندوستانی کھانے جنمین سرخ مرچین بکثرت تھین چھوٹی چھوٹی طشتریون مین سامنے رکھے گئے اور اُنکے ساتھ ٹھنڈی چپاتیان جو ترک و عربون کے لئے لوہے کے چنے تھے۔ گو دعوت کے وقت اپنے خلق وسیع و طبایع ظریفانہ کی وجہ سے کسی متنفس نے اثرِ بے لطفی ظاہر ہونے دیا مگر واقعی حال کب چھپ سکتا ہے آخر مین اسکے چرچے شکایت آمیز سننے مین آئے۔

عثمان پاشا نے دعوت و استقبال پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ پانچ چھ ہزار کے تحائف بھی عنایت کئے اسکے عیوض مین بیگم صاحبہ نے بھی ایک لیشب کی سیج پیالی۔ ایک لیشب کا قبضۂ شمشیر ایک کمخواب کا تھان دو دوشالے جنکی مجموعی قیمت تقدیراً اولون نے ایک ہزار کے قریب بیان کی۔ پاشائے موصوف کو ہدایہ بہیجے جنکو اونہون نے نہایت مسرت و شکر گذاری کے ساتھ قبول فرمایا۔

عام حسنات کے ظہور کے بہت کچھ لوگ منتظر تھے۔ مگر اُنکی نتیجۂ امید مین عمدہ نظر نہ آئے۔ چلنے سے کچھ پہلے لوگون کے کہنے سننے سے حکم دیا گیا کہ سات سو آدمیون کا کھانا روزانہ تقسیم کیا جاوے۔ تقسیم کی صورت یہ مقرر ہوئی کہ کھانے کی دیگ حرم نبوی مین بہیجدی جاوے اور مسجد حرم مین تقسیم ہوا کرے۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ حرم نبوی کی عظمت اس امر کی مانع ہے کہ وہان غربا و مساکین کے باہم کھانے پر مارکٹائی و ہنگامہ برپا ہو۔ علاوہ اسکے مسجد کے قیمتی فرش و جانمازین جو اعلےٰ درجہ کے نفیس ہین اُنکے خراب ہونے کا بھی کامل یقین تہا۔ چنانچہ ایک دن کے تجربہ مین یہہ دونون خرابیان دیکھکر شیخ الحرم نے

کھلا بھیجا کہ اِس طریقہ خیرات سے جائے قیام پر تقسیم النسب ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مصرفِ خیر گو قلیل ہی تھا مسدود کر دیا گیا اور عذر یہ بیان کیا گیا کہ ہمکو خیرات کرنے سے ممانعت کی گئی۔

غرضکہ امیدواروں کی اُمیدیں اور عام منتظروں کی آرزوئیں آخر تک یون ہی پژمردہ رہیں۔ چلتے وقت جنکو کچھہ دیا گیا اُن کی تفصیل آیندہ ملے گی۔ قیام مدینہ طیبہ میں ایک دو مرتبہ بعض خیر طلب اشخاص نے خاص خاص موقعوں پر رفع بدنامی کی تدابیر بتلائیں جسپر بیگم صاحبہ نے آشفتہ ہوکر جواب دیا کہ ان کمبختوں کے کاسۂ حرص کے لئے خزانۂ قارون بھی کافی نہیں۔ دوسرے ایسوں کے ساتھہ کوئی رعایت وسخاوت کرنی ثواب نہیں۔ بیچارے خان بہادر عنایت حسین خان تو ایسے مشورہ کے طفیل معتوب ہوئے اور حجاز میں وہ نارضامندی نہ رفع ہوئی

سب سے زیادہ استعجاب سے دیکھنے کے قابل سقّون کا واقعہ ہے۔ جدہ سے دس سقّے راستہ کے لئے نوکر رکھے گئے مدینہ پہونچکر وہ موقوف کر دئے گئے لیکن تنخواہ کے لئے امیدوار بودہ بدانند کا معقولہ پیش نظر تھا۔ اُن بیچارے مسکینون کی سخت ردی حالت تھی کوئی اونکی فریاد کی سماعت نہ کرتا تھا۔ اِس دوران میں برٹش وائس کونسل مدینہ پہونچ گئے۔ اُنکے سامنے بھی یہ شکایت پیش ہوئی اُنکو پہلے یقین نہ آیا مگر تحقیق کرنے پر معاملہ سچ پایا۔ اونہوں نے مہتمم کارِ صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب کو کہلا بھیجا کہ یہ نہایت رکیک بات ہے کہ سقّے موقوف بھی کر دئے گئے اور پھر اون کا حق خدمت نہیں دیا جاتا۔ اسپر بھی اُنھوں نے ٹال دیا۔ تب برٹش وائس کونسل نے اُن کی غریب الوطنی اور فاقہ کشی کی حالت پر رحم کھا کر اپنے پاس سے اُسی وقت اُنکی تنخواہیں ادا کر دیں سقّون کو یون جاکر مصیبت حق تلفی سے نجات ہوئی۔ آخر میں وہ روپیہ بیگم صاحبہ کے حساب میں مجرا لیا گیا۔

جدہ سے مدینہ جاتے وقت بیگم صاحبہ کا مصمم ارادہ واپسی کا براہ ینبوع تھا۔ اِسلئے کونسلیٹ سے استدعا کی کہ ینبوع سے جدہ لانے کے لئے کوئی جہاز چارٹر کر دیا جائے۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے نجیرہ نامی اسٹیمر جو خدیو مصر کا ہے دو سو پچاس پونڈ کو چارٹر کیا اور اس چارٹر کی مراسلت ٹیلیگرام میں تیس چالیس پونڈ صرف میں آئے۔

مدینہ کے چند روزہ قیام مین اونہین معلوم ہوگیا کہ اس راستہ کے بدوؤن کے تیور اچھے نہین ہین تب کونسلیٹ مین خبر دی کہ ینبوع کی راہ سے قصد فسخ کر دیا گیا آپ چارٹر منسوخ کرا دین تاکہ ہمکو معاہدہ کی روسے کچھ دینا نہ پڑے۔

اس خبر نے کونسل صاحب کے ہوش کھو دئے کیونکہ جہاز کا چارٹر کرنا کچھ کھیل و دل لگی نہین معاہدہ کے بعد فسخ معاہدہ پر بھی مالک جہاز کل اپنا مطالبہ باضابطہ وصول پانے کا مستحق ہے۔ لہذا کونسل صاحب نے اپنے نائب کو واسطے سمجھانے بیگم صاحبہ کے بمنظوری سفارت استنبول کے مدینہ روانہ کیا لیکن وجوہات ایسے پیش آئے کہ وائس کونسل بیگم صاحبہ کو ینبوع لانے پر رضامند نہ کر سکے اور ناکام اُن کی واپسی ہوا۔ تب برٹش کونسل نے ہر ایک وسایل ممکنہ سے تنسیخ معاہدہ جہاز کی کوشش کی جسکا نتیجہ بہتر نکلا اور ایک حصہ کرایہ جہاز و مصارف مراسلت وغیرہ کا بیگم صاحبہ کو دینا پڑا۔ اس موقع پر اچھی خاصی تین پونے تین سو پونڈ کی رقم بچ گئی۔

مدینۂ طیبہ مین جن حضرات کے ساتھ سلوک کیا گیا اونکی فہرست حسب ذیل ہے۔

شیخ الخطباء۔ ائمہ و خطبا۔ شیخ المؤذنین۔ مؤذنین۔ شیخ الکناسین۔ کناسین۔ شیخ الفراشین حجرہ سعادت شیخ الفراشین۔ و فراشین مسجد اطہر۔ خزائن دار حجرۂ مقدس۔ شیخ الاغوات۔ اغوات۔ مفتی حنفی۔ مفتی شافعی شیخ السادات۔ سادات مدینہ۔ علماء

ان سب بزرگوارون کو کچھ نہ کچھ دیا گیا تفصیل و تعداد عطیہ ہم تک صحیح نہین پہونچے۔

البتہ بعض زنانی رباطون مین مساکین مستورات کو فی عورت دو دو آنہ نقد مرحمت ہوئے۔ شیخ علی حماد مزور کو جسنے تین ماہ کامل خدمت مین شبانہ روز حاضری کا شرف حاصل کیا اور جس بیچارے سے صاحبزادہ صاحب نے ایک گھوڑا قیمتی ۳۵ پونڈ حاصل کیا اور جسنے اپنے دو بھائی اور ایک ملازم کو پیشوائی کے لئے ینبوع تک روانہ کیا۔ علاوہ اُن مشکلات کے جو اس سفر مین ہر ایک کو برداشت کرنے پڑتے ہین۔ تمام مصارف سواری و باربرداری و خوراک وغیرہ بھی اوسکو اپنی ذات سے صرف کرنے پڑے اسکے بعد یہ زائد خدمت اور انجام دی کہ وہ خود بیگم صاحبہ کے مدینہ سے مکہ تک اپنے صرف سے پہونچائے

اور خود بھی مکہ مین خدمت بابرکت کی حاضری کا اعزاز حاصل کیا مع قیمت گھوڑہ کے پچاس پونڈ اوسکو مرحمت ہوے جو اوسکے ذاتی صرف کے مقابلہ مین نصف کی مناسبت اور ادائے خدمات کے معاوضہ مین صفر کی حیثیت رکھتے ہین۔

جس وقت ملازمان بیگم صاحب۔ مکہ کے مکان سے بحکم شریف صاحب علیحدہ کیے گئے۔ اونہون نے ایک مکان چالیس پونڈ کو کرایہ لیکر واقعات پیش شدہ کی اطلاع مدینہ طیبہ مین بیگم صاحبہ تک پہونچائے۔ اِس خبر نے بیگم صاحبہ کو سخت انتشار مین ڈالا۔ حالت پریشانی مین اونہون نے متواتر تحریرات شریف صاحب کی خدمت مین روانہ کین غالبًا وہ مضامین صلح جو اور براءت طلب ہونگے۔ برٹش کونسلیٹ کو بھی اس خبر سے ایک گونہ تردد پیدا ہوا اِسلئے کونسلیٹ کی طرف سے ہر طرح کی کوشش کی گئی کہ جہان تک ہوسکے بے لطفی رفع ہوا ور آیندہ بدمزگی نہ بڑھنے پائے

تخمینی ڈہائی مہینے بعد مدینہ طیبہ سے بیگم صاحبہ ہمراہی قافلہ شامی روانہ ہوئین۔ خیال تھا کہ اب خشکی کی راہ سے بوجہ کم ہوجانے کرایہ جہاز کے کفایت ہوگی اور راستہ مین بحمایت ترکی سپاہ جرار ہمراہی محمل کے بدوؤن کی انعام طلبی کی جفا سے امن ملیگا لیکن دونون باتون مین نتیجہ خلاف توقع نکلا۔

فی اونٹ دس یا گیارہ اشرفی شامی محمل کے اونٹون کی قرار پائین۔ اسلیئے بجائے ڈہائی سلو اونٹون کے ۴۴ اونٹ محمل شامی کے عرفات تک اور پچیس [25] اونٹ مکہ تک بارہ بارہ مجیدی کو بدوؤن کے کرایہ کیے گئے پندرہ ساونڈنیان یعنے رکیب فی ساونڈنی چار اشرفی کو طے پائے مگر راہ مین نہ معلوم کس اتفاق سے بجائے چار اشرفی کے تین اشرفی کرایہ کردیا گیا۔

محمل کے ساتھہ کے لئے خاص خاص اشخاص چن لیے گئے۔ باقی ہمراہیون کو دو دو اشرفی فی کس دیکر ینبوع کی راہ چلتا کیا۔ اور کچھہ ہمراہیون کو مدینۃ الرسول مین رسول مقبول صلعم کے حفظ مین چھوڑ دیا گیا حضرت شاہ ابواحمد نقشبندی جنکے ساتھ بیگم صاحبہ کو ارادت بھی سُنی گئی وہ بھی مدینہ مین چھوڑ دیے گئے جو کسیطرح قرض دام لیکر موقع حج تک پہونچ سکے۔

باقی جن اشخاص کو دو دو اشرفی دیکر براہ ینبوع روانہ کیا تھا اون مین سے چند اشخاص اپنی مصیبت آمیز

داستان راہ کی تکالیف۔ پیادہ پائی کی ایذا۔ بھوک و پیاس کے صدمات کو بڑی دردناکی سے بیان کرتے تھے اور حقیقت میں اس قلیل مقدار خرچ کا ایسے بری و بحری طویل سفر کے لیئے اقتضا ہی یہہ تھا کہ جو ہوا۔

خود بدولت کو شامی محمل کی ہمراہی سے بہی اطمینان نہ تہا۔ تیسری منزل پر شائخ بدوی عبد الرحمن پاشا محافظ قافلہ کے پاس آئے اور صاف لفظوں میں بیان کیا کہ اگر بیگم صاحبہ ہمارے حقوق نہ ادا کرینگی تو ہم رستہ نہ دینگے۔ آپ کے لئے ہماری آنکہیں بچہی ہوئی ہیں محمل سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔

عبد الرحمن پاشا نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم بیگم صاحبہ کو چہوڑ دیں وہ ہماری حمایت و حفاظت میں ہیں اور اسکے ساتہہ اپنے پاس سے انعام و اکرام دیکر اونکی آتش غضب و جہالت کو کسیقدر فرو کیا۔ بیگم صاحبہ کو بہی اس گفتگو کی اطلاع دیگئی تو اونہوں نے آشفتہ ہوکر فرمایا کہ ہماری حفاظت باوصف کثیر التعداد ترکی فوج بہی نہیں ہو سکتی ہے۔ اسکے ساتھ وہی وعدۂ آیندہ کی نوید ارشاد فرمائی گئی۔

چونکہ بدوؤں کو پچھلے مرتبہ مدینہ پہونچکر ناکامی ہوئی تہی اور ایفائے عہد نہوا تھا اسلیئے وہ رضامند نہوئے اور اپنی طبعی جہالت و سرکشی پر آگئے قافلہ پر گولیاں برسنے لگیں۔ ترکی فوج نے قافلہ بہوپال کو اپنے درمیان میں لیا اور سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے۔ موقع بہت ہی بے موقع اور کڈہب تہا۔ افسر و سپاہی جابجا پہاڑوں پر چڑہتے اوترتے تھے اور گھاٹیوں میں پہونچتے تہے لیکن شورش لڑائی کی کم ہوتی تھی۔ بالآخر توپ پہاڑ پر لیجانی پڑی اور اوسکے چند فیر کیئے گئے تب جاکر بدوؤں نے کہیں جگہہ چہوڑی اسمیں بدوؤں کی جانب قریب ستر کے جانیں تلف ہوئیں۔

ترکوں کی جانب سے ایک لفٹنٹ (یور باشی) فوج جدہ ایک اجیٹن (مین باشی) فوج محمل شامی کام آئے چار سپاہی ترک زخمی ہوئے ایک سپاہی جان سے مارا گیا۔ خود عبد الرحمن پاشا کے جو لڑائی کے وقت سب سے آگے تھے پاؤں کے ٹخنے میں ضرب آئی مگر خیر گذری۔ ایک قرابت مند پاشا سخت زخمی ہوئے جنکی بابت سننے میں آیا کہ مکہ معظمہ پہونچکر جان بحق ہوگئے۔ چند مسکین حجاج کام آئے۔ گیارہ اونٹ مارے گئے۔ دو گھنٹہ سے زیادہ گولیاں چلیں۔ یہ سب کچھہ ہوا لیکن قافلہ بہوپال میں ایک متنفس کو ترکوں نے آسیب نہ پہونچنے دیا۔

بہوپالی شیر افگن خان دلاورون کی احتیاط مقتضائے وقت قابل داد ہے شغدفون مین پوشیدہ بیٹھے
منشکون مین بیتاب کر رہے تھے۔ ترکی افسر و سپاہیون کی جوانمردی جانفشانی۔ تجربہ کاری۔ اور دانشمندی
کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بیگم صاحبہ اور آنکے تمام ہمراہی ہرطرح محفوظ و سلامت رہے۔ ورنہ بیگم صاحبہ کی بے موقع
افراط احتیاط صرف۔ اور وحشی بدوؤن کی طبعی جہالت نے ایذا رسانی مین کوئی کوتاہی و کمی نکی تھی۔

اس مقام کارزار سے چھ منزل چلکر وادیٔہ فاطمہ مین جہان سے مکہ معظمہ چند میل کے فاصلہ پر ہے بیگم صاحبہ
نے امیر قافلہ شامی جناب عبدالرحمن پاشا سے فرمایا کہ اب مین ہرطرح حاضر ہون جو کچھہ آپ خرچ کرنا چاہین
اور جہان مناسب سمجھین مجھے مطلع کرین اوس مین دریغ نہوگا عبدالرحمن پاشا نے ارشاد کیا کہ خدا ہمارے
سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کو زندہ و سلامت رکھے جو حاجتمندون کی حاجت روا اور مصیبت مندون کے
دستگیر ہین اور جنکے صدقہ مین ہم جسقدر چاہتے ہین اور جسکے لئے چاہتے ہین بے دریغ صرف کرتے
ہین اور آپ تک ہر موقع پر خزانہ سلطانی سے بے تکلف جتنا چاہا صرف کیا گیا اور آیندہ بھی صرف کیا
جاوے گا۔ آپ کے خیال کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

بیگم صاحبہ کو خرچ کرنے کا خیال آیا مگر بدیر آیا۔ چونکہ قول سے فعل مین نہ آیا اسلئے بیکار تھا۔ یہی
خیال اگر مدینہ طیبہ مین ایفائے عہد کے لئے آتا یا دوبارہ اپنے عوائد حسب بدوؤن نے طلب کئے تھے
مقام ملف پر پیدا ہو جاتا تو اس قدر کشت و خون و ہنگامہ آرائی کی نوبت کیون پہونچتی۔ یہان یہہ
سوال پیدا ہوتا ہے اور یہ مسئلہ استفتاء چاہتا ہے کہ ان بے گناہون کا خون جو جابجا بے موقع قتل ہوئے
کسکی گردن پر رہا ؎ کیا ہی قتل ہمکو دوست نے بجائے دشمن پر + ہمارا خون ٹھیرے دیکھئے اب کس کی گردن پر
خیر مواخذہ عقبے تو باختیار خدا ہے لیکن کشتون کی دیت جو از روئے معاہدہ و قانون ذمہ دار پر واجب ہے،
وہ کون ادا کریگا اور کون ذمہ دار قرار پائیگا۔

بیگم صاحبہ کے مکہ پہونچنے سے چند روز قبل برٹش وائس کانسل مکہ پہونچ گئے تھے اونہون نے درمیانی
بے لطفیون کا کامل ازالہ کر دیا تھا۔ اسلئے مکہ پہونچنے پر بیگم صاحبہ کی خوب آؤ بھگت۔ تواضع و مدارات ہوئی
اور نہایت شان و عزت کے ساتھہ وہ قیامگاہ تک لائی گئین جسوقت قافلہ مکہ مین جائے قیام پر پہونچا

تو معزز ہمراہیون تک کی حالت قابل رحم تھی - چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین - لبون پر پپڑیان پڑی ہین شدت تشنگی و گرسنگی نے بیدم کر رکھا تھا - میجر مرزا کریم بیگ صاحب و کپتان قندہاری محمد حسین خان صاحب تھوڑی دیر بعد ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ سات پہر ہوگئے کہ منہ مین اوڑ کر کھیل تک نہین گئی کل راہ مین بدقت تمام ایک سیر آٹا گران قیمت پر میسر آیا تھا - اس داستان مصیبت نے واقعی سننے والون کو صدمہ دیا اُنکے واسطے فوراً کھانا منگوایا گیا - ہم جنکے مہمان تھے وہ شریف مکہ کے امام اور انکی خاتون سلطانی حرم سرا مین قسطنطنیہ رہ چکے ہین جب اونکو علم ہوا کہ بیگم صاحبہ کے معزز مصاحبان کے لئے کھانیکی ضرورت ہے تو اونہون نے کئے خوان مین مختلف قسم کے ترکی - عربی - ہندوستانی لطیف کھانے بھیجے جنکو دیکھکر دونون صاحبون نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ تمام زمانہ سفر جہاز مین آج کھانا نصیب ہوا ہے -

فروکش ہوجانیکے دوسرے دن بیگم صاحبہ نے اپنے صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو بنیابت شریف صاحب و والی مکہ کی خدمت مین ملاقات کے لئے بھیجا اور معذرت کے طور پر کھلا بھیجا کہ اگر مین احرام مین نہوتی تو خود حاضری کی عزت حاصل کرتی - اب انشاءاللہ بعد حج یہ شرف حاصل کرونگی -

مکہ پہونچنے کے دو دن بعد عرفات کی روانگی کا وقت آیا - محمل شاہی کے جو اونٹ کرایہ کئے گئے تھے وہ تمام ہمراہیون کے لئے پہلے ہی سے کافی نہ تھے اب تو پچاس ہمراہی وہ زیادہ ہوئے جو مدینہ طیبہ کی حاضری سے محروم رہگئے تھے اور اس سے زیادہ وہ ہمراہی شامل ہوگئے جنکو براہ ینبوع جدہ ہوکر اجازت روانگی مکہ معظمہ ملی تھی - اس اعتبار سے قریب قریب نصف ہمراہیون کو ضرورت سواری تھی مگر مشکل پیش آئی کہ بباعث کثرت حجاج سالہائے گذشتہ سے کسیقدر زیادہ کرایہ اونٹون کا ہوگیا - بجائے پچیس روپیہ کے اب ستائیس کرایہ کے مقرر ہوئے تھے - یہان کفایت کرایہ کا ہر طرح خیال پیش نظر - پھر منزل بھی کچھ دور نہ تھی اسلئے بیشتر ہمراہیون کو پیادہ پا مکہ سے عرفات جانے آنے کا شرف و ثواب حاصل ہوا بعض پردہ نشین مستورات جو پیادہ چلنے سے معذور تھین اونکے لئے شغدفون کی کفایت نکالی گئی اور آخر وقت سانڈنیون پر سوار کراکے عرفات روانہ کی گئین حقیقتاً اس سفر مین

جسقدر ایذاؤن پر صبر کیا جاوے اوسی معیار سے ثواب مین بہی افزونی ہوتی ہے۔

منتظمان ہمراہی کی اگر شکایت کیجاوے تو شاید بیجا ہو۔ انتظامات کی یہ ابتری تہی کہ ضروری خیمہ جات و چہولداریان تک ہمراہ نہ تہین جو عرفات و منیٰ مین کام آتین اسکے لئے اگر شریف صاحب و والی مکہ و عبدالرحمن پاشا کی بیجد عنایتین پردہ پوش ہوتین تو غریب حجاج کیطرح شقدفون مین یا قدرتی شامیانہ آسمانی کے نیچے بسر کرنی پڑتی تاہم تکلیف سے نجات ممکن نہ تہی۔ ایسے موقع پر مانگے تانگے کے خیمے یا چہولداریان جیسی مل سکتی ہین ویسے میسر آئین پہر کافی نہ تہین۔ جو ملین وہ فرش و فروش کے لحاظ سے بالکل بے سر و سامان اور ادنےٰ حیثیت کی تہین ہمنے عرفات مین بچشم خود اس بے سر و سامانی کی حالت کا معاینہ کیا۔

شریف صاحب و والی مکہ نے مانگنے کے وقت فرمایا تہا کہ مکہ مین خیمے و شامیانے وغیرہ عمدہ کرایہ پر ملنے ممکن ہین۔ باوصف اس کہنے کے پہر بہی اونہین بوسیدہ و خراب خیمے و چہولداریون پر اکتفا فرمایا عرفات کے بعد منیٰ مین متصل محل شاہی قیام کیا گیا۔ تعجب یہ ہے کہ مقام منیٰ مین مکانات و کمرے آراستہ و وسیع باسانی میسر آسکتے تہے۔ ان کمرون و مکانون مین کم حیثیت و غریب حجاج تک کو مقیم دیکہا گیا مگر بیگم صاحبہ نے اونہین ادنیٰ درجہ کے خیمے و چہولداریون مین باوجود سخت تپش آفتاب کے اوقات شریف کو صرف فرمایا۔

اگر چاہا جاتا تو گو پہلے سے کوئی انتظام نہین کیا گیا تہا تاہم اوس وقت مکانات کا مل جانا دشوار نہ تہا زیادہ بہین نسبت کہ کرایہ گران دینا پڑتا ہم اس بارہ مین بیگم صاحبہ پر ہرگز کوئی الزام قایم کرنا نہین چاہتے۔ یہ خرابی منتظمان ہمراہی کی کہی جاسکتی ہے۔ ایسا بہی کیا اندہیر تہا کہ بیگم صاحبہ سے معقول پیرایہ مین اونکے معزز اہلکار عرض کرتے اور وہ پہر بہی اپنی اس تکلیف پر اصرار فرماتے جاتین بیگم صاحبہ بوجہ پردہ نشینی خاص ضرورت کے وقت پیشکہین آتی جاتی تہین۔ عام طور پر انکی جانب سے آنکے صاحبزادہ عبیداللہ خان قایممقامی کی عزت حاصل کرتے اونکی وہی رعایت کیجاتی جو بیگم صاحبہ کی ہونی چاہئے منیٰ مین ایک دربار ہوتا ہے جسمین فرمان سلطانی پڑہا جاتا ہے اوسمین تمام اراکین و افسران و عمائد شریک

ہوتے ہین ۔ دربار منعقد ہوچکا تھا سب سے آخر مین صاحبزادہ صاحب پہونچے ہمر کابی مین مرزا کریم بیگ
تھے شریف صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اخلاقاً اپنے پہلو مین جگہ دی ۔ بعد اختتام دربار صاحبزادہ
صاحب بہمراہی برٹش وائیس کونسل کے والی صاحب سے ملنے گئے ۔ قریب مین اور چند شرفاء اور عمائد مکہ کے
خیمے تھے ۔ اُن سے بھی ملنے کے لئے کہا گیا ۔ اسپر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہہ لوگ ہماری پیشوائی کو
مکہ سے باہر گئے تھے جواب ملا نہیں ۔ اب ملنا اُن سے شان اخلاق کے منافی خیال کیا گیا اور اپنے خیمے
کو واپس چلے گئے ۔ جب اور اصحاب اُن سے ملنے گئے تو بیٹھنے کے لئے فرش تک نہ بچھا تھا ۔ جلدی جلدی
چاندنی و پلنگ کی چادروں کا دہوپ بچانے کی غرض سے سائبان تانا گیا ۔ پلنگ کی دریوں سے
جوڑ لگا کر نیچے فرش کیا گیا ۔ یہ غنیمت ہوا کہ فرش پر ایک کلابتونی عمدہ کام کی جھول بچھائی گئی
مگر تکیون کی بدنمائی نے جنکے غلاف جا بجا سے پھٹے ہوئے تھے اور جنپر تیل کے دھبے لگے ہوئے تھے
اوس کا مدار بالائے فرش کی خوبی کو بے رونق کر دیا تھا ۔ حقیقت مین منتظم و صاحب تمیز اصحاب کی کمی تھی ۔
اور جو تھے وہ ایسے بیدل تھے کہ ہر کام سے جی چراتے تھے ۔ غالباً مدینۂ منورہ مین نصیر المہام عنایت حسینخان
بہادر کو جو کسی مشورہ کی بنا پر شرمندگی اوٹھانی پڑی تھی اوسی وجہ سے ہر شخص ایسا خائف تھا کہ
سب نے ملکہ معمولی انتظام سے بھی دستکشی اختیار کر لی تھی ۔ درحقیقت یہ بات ملازمان کی بداخلاقی مین داخل
اور اپنے آقا کی خیرخواہی و دلی نمک حلالی کے صریح منافی تھی ۔

ابراہیم پاشا سپہ سالار محمل مصری و یوسف آفندی وغیرہ افسران فوج مصر بہت عرصہ تک بیٹھے رہے
مگر کسی نے قہوہ کو پوچھا نہ چاء آئی ۔ اِن لاپرواہی و مراسم عرب و اسلام کے خلاف بداخلاقیون پر
آشفتہ ہو کر اِن اصحاب نے اپنی کبیدگی بہت ظاہر کی اور فرمایا کہ کیا ہندوستانی رئیس معمولی مدارات بھی
اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہین یا ہندوستان مین ایسے مواقع پر بھی تواضع کا رواج نہین ۔ اسیطرح
مین چند اردلی و کوچوان و سائیس وغیرہ شریف مکہ کے مبارکباد کو حاضر ہوئے جنکو صاحبزادہ صاحب
کی طرف سے انعام کی اُمید دلائی گئی مگر وہ حکم محتاج منظوری جناب بیگم صاحبہ تھا اسلئے اوس وقت معرض
التواء مین رہا ۔ خود بدولت بیگم صاحبہ نے اپنی ذات خاص و چند ہمراہیون کے لئے پانی کا ٹھیکہ دیدیا تھا

باقی ہمراہی جو اس سبیل عنایت سے محروم رہے وہ منیٰ میں میدان کربلا کا خواب دیکھ رہے تھے۔

قیام منیٰ میں صاحبزادہ صاحب و بیگم صاحبہ کو مکہ مکرمہ طواف وسعی کی غرض سے جانا پڑا بیگم صاحبہ نے شب کو مکہ میں قیام فرمایا اور یہہ قیام جائز نہ تھا۔ اِسپر شریف صاحب نے وقت ملاقات ارشاد کیا کہ آپنے خلاف ورزی حکم شریعت کی آپ پر دم دینا (قربانی کرنا) مع اُن تمام ہمراہیوں کے جو مکہ میں اس دوران میں شب کو رہے۔ لازم ہے۔

منیٰ سے مکہ چار میل سے زیادہ نہیں۔ اِس تھوڑے سفر میں بھی ہمراہیوں کو بھوک و پیاس کی تکلیف سے نجات نملی اُن ہمراہیوں میں اکثر نے ہمسے بیان کیا کہ عید کو بھی ہمنے ماہِ صیام کا ثواب حاصل کیا راہ میں جب تکلیف گرسنگی نے بیچین کیا تو چنون پر فاقہ شکنی ہوئی واپسی منیٰ کے وقت پیدل تو بکثرت تہی ہی زیادہ یہہ بات ہے کہ ایک ضعیفہ ہمراہی کو جو پیدل چلنے سے مجبور تھی اوسکو چند مرد جوان چادر میں ڈالکر لئے جارہے تھے۔

برائے چندے اب مکہ میں قیام ہوا۔ پردہ کے تشدد میں خاص اہتمام مد نظر رکھا گیا جو لوگ دربار دہلی میں بیگم صاحبہ کی شرکت اور حضور لارڈ کرزن کے سامنے قلمدان پیش کرنا اور ادبا جھکنا دیکھہ چکے تہے اِن میں بعض مکہ میں بہی موجود تہے اونکو اِس ادا پر تصنع کا گمان اور اہل عرب کو اسلامی پردہ کا لحاظ رکھکر اور اِس حالت کو دیکھکر اور واقعہ دربار دہلی کو سُنکر تحیر تہا اب کچھہ خیر و خیرات مثل مدینہ منورہ کے شروع ہوئی۔ مگر یہان مدینہ طیبہ سے کسیقدر بڑہا چڑہا افسوسناک انتظام تہا۔ ملازم تھوڑی سی روٹیان اندر مکان سے لاتے۔ دروازہ پر فقرا کا بڑا ہجوم ہوتا۔ اونہین وہ روٹیان کیا کفایت کرتین اسلئے خیرات مین ڈھیون سے بدرجہا زیادہ لات گھونسے ملتے۔ فقراء مین کم نصیب وہ تھے جنکی قسمت مین محرومی تبرک کے ساتھہ لات گھونسے ہی آتے تھے۔ عوام ان بے عنوانیون کو رئیسہ کی کفایت شعاری پر محمول کرتے اور ہم اِس سے مہتمم تقسیم کنندگان کی بیرحمی و بدنظمی کا نتیجہ نکالتے تھے اِن ہی اسباب نے نیکیون پر حجاب ڈالے اور بے عنوانیون کی شُھرت دی۔ بیگم صاحبہ کو تو ضرور کم و بیش ثواب بھی حاصل ہوا ہوگا مگر منتظمان کے نامۂ اعمال پر کرام الکاتبین نے اچھی طرح سیاہی ڈالی ہوگی۔

اس موقع پر ایک واقعہ سے وہان کے عام خیالات کا اندازہ ہوتا ہے۔ جس دن جناب بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی داخلی بیت اللہ کا قصد ظاہر فرمایا اور وہ کسی وجہ سے ملتوی رہا اوس شب کو نواب مہتاب آرا بیگم زوجۂ سر جبیں قدر معہ اپنے فرزند و دختر کے داخل حرم ہوئین۔ اتفاق سے اُنکے ہمراہی مین حاجی عاشق محمد خان رئیس ملتان بھی تھے جنکو لوگ نواب کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ یہ شہرت پہلے سے ہو چکی تھی کہ آج شب کو بیگم صاحبہ بھوپال حاضر حرم محترم ہونے والی ہین۔ اب جو نواب مہتاب آرا بیگم پہونچین تو دربان در بیت اللہ کو خیال ہوا کہ بیگم صاحبہ بھوپال معہ اپنے صاحبزادہ کے آئی ہین۔ عبد القادر پسر شیبی جو اوس موقع پر موجود تھے اونہون نے مہتاب آرا بیگم کی داخلی مین تامل کیا جب تک اُن کا شبہ رفع نہ ہو لیا اُس وقت تک بیچاری نواب مہتاب آرا بیگم کو داخلی بیت اللہ کا شرف نصیب نہو سکا مگر عاشق محمد خان نے اپنے نواب مشہور ہونے کے صدقہ مین خوب دھکے کھائے کیونکہ عام حاضرین کو اصلیت نہ معلوم ہو سکی صبح کو عاشق محمد خان نے اپنے قصہ شب کا بیان کیا کہ مین نے صاحبزادہ صاحب کے دہوکے مین اسقدر رات کو دہکے کھائے ہین کہ اب تک خستہ ہو رہا ہون اس واقعہ سے وہان کے لوگون کی نارضامندی کا کسیقدر پتہ چلتا ہے۔

بیگم صاحبہ نے کل غلاف کعبہ کی خواہش ظاہر کی۔ جب اُسکی قیمت پندرہ سو پونڈ ۱۵۰۰ (ساڑھے بائیس ہزار) معلوم ہوئی تو صرف دوسو پونڈ (تین ہزار روپیہ) کا غلاف بذریعہ برٹش وائس کانسل خریدنا چاہا۔ اونہون نے شیبی کلید بردار کعبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ دوسو پونڈ کا غلاف بیگم صاحبہ کو بھیجدیجئے شیبی نے اسکی تعمیل کی اوس وقت صرف پچاس پونڈ (ساڑھے سات سو روپیہ) کا خریدا۔ باقی لینے سے انکار کر دیا جسقدر غلاف نہین لیا گیا اوس کی قیمت درمیانی صاحب کو مجبوراً دینی پڑی۔ اس موقع پر میجر کریم بیگ جو بیگم صاحبہ کے ہمراہی مین تھے خوب رہے جنکو ۲۵ پونڈ کا غلاف ایک صاحب حوصلہ شخص کی بدولت مفت ہاتھ آیا۔

اکثر اہل مکہ کو بہت کچھ اُمیدین تھین مگر اُن کی آرزوئین مایوسی کے حدود سے علیحدہ نہو سکے ہائین بلکہ جو لوگ پہلے سے وظیفہ خوار و منصبدار ریاست کے نام سے دعاگو تھے اُن کی تخفیف بھی مدنظر ہوئی

ایک بزرگ کا حال تو ہمین بخوبی معلوم ہے جنکا منصب تخفیف مین ڈال دیا گیا تھا جو بڑی کوششون سے بحال رہا مطوف لنے خدمات انجام دینے مین بڑی جانکاہی کی دن ورات معہ اپنے تمام خاندان کے حاضر رہا۔ اوسکی نسبت عام خیال ہے کہ اب کئی سال تک وہ اپنی حالت درست نہ کرسکے گا۔

حرم محترم مین ایک مرتبہ شیخ شعیب نے کسی بھوپالی سے کہا کہ بیگم صاحبہ کو اہل عرب کے ساتھہ سلوک فرمانے مین کیون تامل ہی خدا جس قوم مین سے بڑہاتا ہے اوس قوم کے حقوق ضرور ہوا کرتے ہین اور اہل حجاز تو سب سے زیادہ مستحق رعایت ہین۔ اس نیک تحریک پر وہ جواب دیا گیا جو ایک غیر مسلم بھی نہ دیتا۔ اسپر شیخ شعیب نے بیا فروختہ و برہم ہوکر فرمایا کہ اگر عظمت حرم نہ مانع ہوتی تو اس بدخیالی کا وہ جواب دیا جاتا جسکو سنکر لوگ عبرت پکڑ لیتے۔

اب زمانہ واپسی قریب آیا۔ چلنے کی تیاری شروع ہوئی لیکن ادائے کرایہ مکان کا کچھہ تذکرہ نہین تب تقاضے کی نوبت آئی۔ زبانی طلب سے گزر کر تحریرات شروع ہوئین۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے مکان اول کا کرایہ نہین دیا گیا تھا اسوجہ سے تقاضے مین مبالغہ ہوا۔ شریف صاحب نے ارقام فرمایا کہ مین اپنے ذاتی مدرسہ کا کرایہ ہرگز نہین چاہتا وہ آپ کو مفت دیا گیا لیکن جس مکان مین آپ کے ملازم پہلے آکر مقیم ہوئے پھر دوبارہ جس کی آراستگی وصفائی آپ کی وجہ سے کرائی گئی اور اوس مین آپ اب تک مقیم ہین۔ اُسکا کرایہ بہرصورت آپ کو دینا واجب ہی کرایہ ایکہزار پونڈ دینا ہوگا اس سے کم کرایہ پر ایسے مکان مکہ مین ملنے ممکن نہین (کرایہ کا رواج وہان سالانہ ہے) جیسے ہندوستان مین پہاڑون پر دستور ہے لہذا وسعت و آراستگی پھر موقع وموسم کے لحاظ سے حقیقت مین یہہ کرایہ چندان نامناسب نتھا) تصفیہ کرایہ کی غرض سے برٹش وائس کونسل درمیان مین ڈالے گئے۔ بیگم صاحبہ نے اُس خط کی نقل جو شریف صاحب نے برٹش وائس کونسل کے پاس طلب وتقاضاء کرایہ مین لکھا تھا طلب کی۔ اور یہ لکھا کہ آج معلوم ہوا کہ شریف صاحب کا کوئی خط آپ کے پاس آیا ہے جسمین اونھون نے آپکو درمیان مین ڈالکر کرایہ مکان جس مین ہم مقیم ہین طلب کیا ہے اسلئے آپ براہ مہربانی اوس خط کی ایک نقل اپنی تحریر کے ساتھہ ہمارے پاس بھیجدیجیئے تاکہ کرایہ مکان مذکور کا تصفیہ ہوجائے فقط

۲۴ ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ مقام مکہ معظمہ عبدالرؤف

(مہر سلطان جہان بیگم)

جہان تک ہمکو علم ہے نقل خط بھیجدی گئی - اِسکے بعد درستی انتظامات ونیز دیگر وجوہ سے برٹش وائیس کونسل کو بیگم صاحبہ سے دو دن پہلے جدّہ چلا آنا پڑا - پہر کرایہ کا قصہ شروع کردیا گیا - واقعات بتلارہے ہین کہ بیگم صاحبہ کو کسی عنوان کرایہ مکان دینا منظور نہ تھا چنانچہ اونہون نے اَب ایک تار بنام مسٹر ڈیوی برٹش کونسل متعینہ جدّہ کے لکھکر ٹیلیگراف آفس مین بہیجا جسکا مضمون قریب قریب یہ تھا - کرایہ مکان دینے کے لیئے ہمارے پاس کافی روپیہ موجود نہین آپ اس کا انتظام کردیجیئے ہم بہوپال سے بہیجدینگے اور یہہ ہی بہہ شکایت تہی کہ مکان بلا مرضی ہماری تجویز کیا گیا اور کرایہ بہی زیادہ ہے - تار والی مکّہ کے نوٹس مین لایا گیا تو اُنہون نے تار کو روک دیا اور کرایہ اپنی گورنمنٹ کیطرف سے ادا کردیا - غرضکہ بعد عدم کرایہ مکان بیگم صاحبہ جدّہ کو روانہ ہوئین ایک شب بحرہ مین قیام ہوا - اہل بحرہ بہی ہرطرح محروم رہے - قافلہ بہوپالی سے اونہین وہ بہی نہ ملا جو مساکین حجاج سے مل جایا کرتا ہے - دوسرے دن قافلہ بخیریت تمام جدّہ پہونچا چونکہ ڈہائی تین سو آدمی تیس چالیس گہوڑے کئی گدہون کا فوراً جہاز پر سوار ہونا وقت طلب سمجھا گیا اِسلیئے ایک دو دن شہر مین قیام کرنے کا قصد ہوا مگر کوئی انتظام پہلے سے یہہ تہا کہ کہان ٹہرنا ہوگا - جب سواری بیگم صاحبہ جدّہ پہونچگئی تو اوس وقت یہ تجویز قرار پائی کہ عمر نصیف افندی جو جدّہ کے نامور امراء و تجار مین ہین اور شریف مکّہ کے وکیل بہی ہین اُنکے مکان پر ٹہرنا چاہیئے - سواری مکان کے دروازہ پر ٹہیرائی گئی - چونکہ عمر نصیف افندی مکّہ مین تھے - اور کوئی خبر پہلے سے بیگم صاحبہ کے قیام کی اُنکے مکان پر نہ تھی - اِسلیئے غلام دربان نے ٹہیرانے سے صاف انکار کردیا - اِس اثنا مین قائممقام جدّہ جو سلطنت ترکی کے سب سے بڑے حاکم ہین آگئے اونہون نے خادم سے فرمایا کہ بیگم صاحبہ کو مکان مین جانے اور ٹہیرانے سے کیون مانع ہو -

غلام نے جواب دیا کہ دو حیثیتین ٹہیرانے کی ہوسکتی ہین - ایک بطور مہمان - اسکے لئے مراسم مہمان نوازی عرب لازم ہین جو بوجہ نہونے کسی اطلاع کے ادا نہین کیئے جاسکتے اور نہ اس عجلت مین تمام قافلہ کے لیئے کوئی سرانجام ممکن ہے - اگر شمار الیہا مہمان دار کا ہے مین قاصر ہون تو میرے آقا پر وہی الزام لگایا جائیگا جسکی وجہ سے بیگم صاحبہ مشہور ہین -

دوسرے بطور کرایہ دار کے اسکی بابت صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ بیگم صاحبہ کسی طور پر کرایہ مکان دینا اور کسی کا حق خدمت بخوشی ادا کرنا پسند ہی نہین فرماتین۔ اس میرے بیان کی شہادت مین کرایہ مکان مکہ کا واقعہ اور سقّون کے حق خدمت کا مدینہ منورہ تک لیجاکر خود نہ ادا فرمانا روشن مثالین ہین۔ ان صورتون مین بھی محض بپاس خاطر و تعمیل ارشاد آپکے اجازت دیدون تاہم مجھے اپنے آقا کی ہدایت تو لازمی ہے اور وہی نہین ملی لہذا آپ مجھے اینہ عدم تعمیل حکم پر معذور خیال فرما دینگے۔ (اس واقعہ سے غلام کی آزادانہ گفتگو پر تحیر و بیگم صاحبہ کی شہرت پر افسوس ہوتا ہے) اثناء گفتگو مین برٹش کونسل و وائس کونسل پہونچ گئے۔ اونہون نے جب سواری کے رُکنے اور مکان مین نہ ٹھیرائے جانے پر اطلاع پائی تو چار و ناچار سب کو براہ راست بندرگاہ پر لے آئے۔ بیگم صاحبہ کو معہ چند ہمراہیون کے تو فوراً جہاز پر پہونچا دیا باقی اور ساتھی دریا کے کنارے مقیم ہوگئے۔ ساتھیون مین سے بھی کسی نے مکان کرایہ نہ لیا یا کرایہ کے وقت کی وجہ سے کسی نے نہین دیا۔ شب کو بیگم صاحبہ کے لئے احمد بیومی معلم نے کھانا پکوا کر جہاز پر پہونچایا۔ ہندوستان سے آتے وقت بھی معلم مذکور نے بڑی دہوم سے دعوت کی تھی۔ باقی ہمراہیون نے اپنا بندوبست شہر مین کیا۔

میجر مرزا کریم بیگ صاحب جو گورنمنٹ انگریزی مین با وقعت اور اب امپیریل سروس کے اعلےٰ افسر بھوپال مین اونکے ساتھ ایک معمولی خدمتگار نہایت بدتہذیبی سے پیش آیا جسکا اونہین سخت صدمہ ہوا۔ اونہون نے جہاز پر جاکر اپنے وقار کا اظہار اور اس ادنیٰ خدمتگار کی بدزبانی کی شکایت صاحبزادہ صاحب سے کی لیکن نتیجہ کا پتہ نہ چلا۔

میجر صاحب نے اس افسوسناک واقعہ کا اظہار ملال انگیز لفظون مین خود مجھسے بھی کیا جسپر تسکین کے طور پر مینے عرض کیا کہ آپکو خدمتگار کی بات کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ شریف کی بڑی پہچان یہ ہے کہ چھوٹے سے دب جائے اور بڑے کو دبا لے۔

اب تک جو کچھ واقعات ظہور مین آئے اون مین کوئی بات رئیسہ کی شایان شان یا حجاز مین نیک یادگار چھوڑنے والے نہ تھی اس خیال سے بعض خیر اندیش و خواہان نیکنامی دوستدارون نے یہ رائے

دی کہ جو غلّہ ضرورت سے زیادہ یہاں آگیا ہے اور جدّہ میں پڑا ہوا ہے اوس کا واپس لیجانا تو بیکار ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ غربا و مساکین ہند جو امسال بکثرت آگئے ہیں اور اپنے نا عاقبت اندیشی کے طفیل شدید فاقہ کی ایذائیں اوٹھا رہے ہیں اونکو خیرات دیدیا جائے اس خیر سے بڑی خوبی یہ پیدا ہوگی کہ جو خراب شہرتیں صحیح یا غیر صحیح عوام میں پھیل گئی ہیں اون سب پر خاک پڑجائیگی۔ خدا جانے یہہ صلاح نیک کیوں قابل توجہ نہ سمجھی گئی۔ عام غربا کو دینا درکنار اپنے ہمراہی مساکین بھی قابلِ رحم نہ خیال کئے گئے۔ بلکہ وہ تمام غلّہ جس میں گندم۔ نخود۔ نمک۔ گھی اور چند قسم کی دالیں تھیں نیلام کردیا گیا۔ حاجی فاضل خلف حاجی عبد اللہ عرب نے جو ایجنٹ کمپنی جہازات حاجی قاسم کے ہیں گیارہ ہزار روپیہ قیمت لگائی مگر آخر میں مسمی احمد لسبونی معلم کو تیرہ ہزار روپیہ پر چھہ ماہ کے وعدہ پر دیدیا گیا۔ اس واقعہ کو عام نگاہوں نے نامحمود سمجھکر نہایت استعجاب سے دیکھا اور حد سے بڑھکر شانِ ریاست کے منافی خیال کیا۔ احمد لسبونی ایک ہوشیار و چالاک آدمی ہے اور ساتھہ ہی فیاض بھی ہے جو ملتا ہے صرف کرڈالتا ہے۔

عمرا خان والیٔ چترال نے ان حضرت پر کونسلیٹ جدّہ میں ساٹھہ ہزار کے کرنسی نوٹوں کی چوری کا دعوےٰ کیا تھا جو عدم ثبوت میں خارج ہوا۔ یہ عام خیال تھا کہ ایسے خریدار سے قیمت مال کی وصول ہونی ذرا دقّت طلب ہے۔ اِس خیال کا کسیقدر ظہور ہوچلا تھا جس سے وہ شبہ منجر بہ یقین ہوگیا۔ نمک بلا ادائے محصول جدّہ میں داخل ہوا تھا۔ احمد لسبونی کی خریداری پر یہہ حال کھلا وہ ضبط ہوکر آٹھ پونڈ اور جرمانہ ہوا گھی کی نسبت سُننے میں آیا کہ وہ مضر صحت ہوگیا ہے۔ اسکے تلف کرادینے کی بابت رائے ہیلتھ آفیسر کی ہے گندم کی بابت خود احمد لسبونی نے ہمسے بیان کیا کہ اونہیں گھن لگ گیا ہے۔ میں نے بیگم صاحبہ کو اُسکے خیرات کرادینے کی بابت بذریعہ تحریر تحریک کی ہے۔ غرضکہ اس رویداد سے نتیجہ بآسانی اخذ ہوسکتا ہے کہ یہہ خوش معاملہ و فضول خرچ خریدار تعمیل معاہدہ کی کس حد تک پابندی کریگا۔

۱۲- مارچ سنہ ۱۹۰۴ء کو بیگم صاحبہ اکبر نامی جہاز پر جدّہ سے ہندوستان کو روانہ ہوئیں۔ چند ہمراہی معہ پانچ گھوڑے اور دو گدہوں کے چھوڑ دئے گئے۔ ان کے علاوہ تئیس یا اکیس ہمراہی اور بھی رہگئے جنہوں نے اپنے حالات کی عرضداشت برٹش کونسلیٹ جدّہ میں پیش کی اور اپنے اقوال و افعال سے رنجیدہ

کی نیکنامی کو نقصان پہونچایا۔

بیگم صاحبہ کی نیکیون اور خوبیون پر جو زیادہ حجاب پڑگئے اوسکے باعث اکثر بہی ساتھی ہوئے ہمراہیون مین بہت کم ایسے حضرات تہے جو اپنے افعال و حرکات کو اپنے آقا کی عدم توجہی یا افراط انتظام پر محمول نکرتے ہون بیشتر ہمراہیون سے سُننے مین آیا کہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے زمانہ سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ کے عہد تک جو شخص ریاست سے حج کو جانا چاہتا اوسکو نو ماہ کی تنخواہ عطا ہوتی تہی اسکے علاوہ بہی کچھ زاید روپیہ مرحمت ہوجاتا تہا۔ مگر موجودہ عہد مین بجاے نو ماہ کے تین ماہ کی تنخواہ عنایت ہوتی ہے۔ اب جو ہمراہی آئے ہین اونکے لئے تین درجہ قایم ہوئے ہین۔

اوّل درجہ والون کے لئے ڈہائی سو[۲۵۰] روپیہ۔ دوم درجہ دو سو[۲۰۰] روپیہ۔ سوم درجہ ڈیڑہ سو[۱۵۰] روپیہ۔ حقیقت مین یہہ مقدار خرچ سفر حجاز کے لئے کسی اعتبار سے کفایت نہین کرسکتی تہی۔ چونکہ نئے پرانے ملازمان مین سے دونون قسم کے اہلکار اس بیان کے راوی ہتے لہذا ہمکو اس بیان کی صحت و عدم صحت پر زیادہ جرح کرنے کا کوئی منصب نہین۔ البتہ یہہ ہم کہہ سکتے ہین کہ جب نمکخواران قدیم و جدید کے خیالات اپنے آقا کی نسبت اِس قسم کے ہون تو اغیار سے کسی امر کی کیا شکایت کیجاسکتی ہے۔

مدینہ طیبہ مین اکثرون کو کچہہ نہ کچہہ عطا ہوا مگر مکہ معظمہ مین فاتح البیت قایمقام فاتح البیت۔ نائب الحرم۔ ائمہ و خطباء۔ شیخ الخطباء۔ شیخ الفقہاء۔ مدرسین۔ رئیس المدرسین۔ خدمت المسجد۔ اغوات الحرم۔ مفتیان مذاہب اربعہ۔ فقہاء۔ معلمین اطفال۔ مہتمم مدرسہ داودیہ۔ مہتمم مدرسہ سلیمانیہ مہتمم مدرسہ محمد پاشا۔ مساکین رباط النخارت۔ رباط الیمنیہ۔ اربطہ الشریف۔ اربطہ النساء اور نیز تمام شرفاء مکہ۔ غرضکہ کیا عرب اور کیا ہمراہی اور کیا عام حاجتمند و متمنی سب ہی تو بیگم صاحبہ کی فیاضی سے محروم و مایوس رہی۔ اِسکا پتہ یون چلتا ہے کہ بیگم صاحبہ صندوق ہائے سامان تحائف و خیراتی کو جدہ مین چہوڑ گئی تہین۔ اُنکو مکہ مین منگوا لینے سے آخر تک قاصر رہین۔ عرب مین اُن تحائف و خیراتی صندوقون کا راز سربستہ رہا۔ کرایہ مکان تک دینے کے لئے روپیہ موجود نہ تہا۔ ان وجوہ سے مکہ مین نقد و جنس دونون کے عطا فرمانے سے مجبوری کا استنباط ہوتا ہے۔ بہرحال ان اسباب سے بیگم صاحبہ کو بہی عربونکی ملی ناراضمندی

ویسی خیر اندیشی۔ واقعی تحسین سے محروم رہنا ایک حد تک ضروری تہا۔ تاہم عربون نے جو کچہہ کیا وہ اونہین نیک مزاج صاحب اخلاق۔ بزرگوارون کا حق ہے۔ صرف اہل عرب نے اپنا ممدوح تو بیگم صاحبہ کو نہین بنایا مگر اُنکے ساتہہ مدارات و احترام اور حُسن سلوک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہونے دیا۔

اہل عرب کا بیان تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو روش جائیز و اختیار فرمائی اوسکے لئے وہ مساکین اور یاروالے غربا موزون تہی جو دوسرون کے سہارے عرب تک پہونچے۔ ایسے خاتون محترم صاحب حکومت و اہل ثروت کے لئے وہ ستایان نہا جس کی بدولت نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ و نواب کلب علیخان صاحب مغفور کے نام نامی اب تک مشہور رہین۔

دیکہئے اُن رکیک خبرون سے جو حاسدانہ و مخالفانہ پہلو سے محفوظ نہ تہین اپنے مضمون کو آلودہ نہین ہونے دیا) سخاوت کے ساتھ حُسن خُلق و تواضع کی جتنی ضرورت ہے دوسرون کے ساتہہ احسان کرنے مین دولت کی اوس قدر ضرورت نہین۔ اچھے برتاؤ معمولی داد و دہش کو با وقعت بنا دیتے ہین۔ جیسے امسال وزیر مراکو۔ اُمرائے ایران و کوہرون کے ملا صاحب نے ناموری پیدا کی۔ رانی تان پارہ کی بہی نیک شہرت ہوئی۔ یہ نیک اشخاص اوسط حالت مین لوگون سے مسلوک ہوئے مگر ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی پیش آتے تھے۔ دینے کے موقع پر انکسار فرماتے تہے۔ اُن کی اس تواضع پر لوگ اونکے لئے اپنی آنکھین بچھاتے تہے۔

دولت کے لئے ایک دانشمند کے تین اصول ہین اول جسقدر ہوسکے روپیہ پیدا کرو۔ دوسرے جسقدر بچ سکے بچاؤ۔ اور تیسرے جسقدر دے سکتے ہو دیدو۔ خود نما آدمی کا مذہب یہ ہے کہ روپیہ پیدا کرکے آرائش و بیجا تکلفات مین صرف کیا جاوے۔ فیاض کا مذہب بندگان خدا کے ساتہہ سلوک کرنا ہے۔ بخیل روپیہ کا جمع کرنا دین و ایمان جانتا ہے۔ مہاجن قرض دینے کو اپنا مذہب سمجھتا ہے۔ عیاش روپیہ سے سیہ کاریان خریدتا ہے۔ شراب خوار کا مذہب ہے کہ ہوش و عزت کو کہو کر رُسوائی خریدی جائے۔ قمار باز روپیہ کو کہو دینا بہتر جانتا ہے۔ عقلمند کا مذہب ہے کہ روپیہ پیدا کرکے کار نیک و مُفید موقعون پر کام مین لایا جائے۔ مولانا روم فرماتے ہین۔

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر	قبلۂ ارباب دنیا سیم و زر	قبلۂ صورت پرستان آب و گل
قبلۂ معنی شناسان جان و دل	قبلۂ عاشق وصال بیزوال	قبلۂ عارف جمال ذوالجلال
قبلۂ حرص و ال باشد ہوا	قبلۂ قانع توکل بر خدا	

بعض قومین دولت کی پرستش کرتی ہین۔ بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کی پرستش کی یونانی جیوپٹر کو سونے کی گائے بناکے پوجا کرتے تھے۔ ہندو لکشمی کو پوجتے ہین۔ یہ انسان کی دنائت طبع ہے اور صفات حسنہ کے خلاف کہ روپیہ کی ایسی عظمت کیجاوے۔ اسلام ان باتون سے سخت بیزار ہے ۵

یہان سُود تو حرام ہے اور فرض ہے ذکوۃ

روپیہ ایسی چیز نہین جو جمع رہ سکے کسی نہ کسی مصرف مین آتا ہے اور ضرور آئے گا۔ خواہ بمحلال خدام کو انعام و اکرام مین دیدیا جائے یا خائن ملازم کھا جائین۔ یا عزیزو یگا نون کے ننگ لگے یا اغیار کی نذر ہوجائے۔ یا کیمیا گر دہوکا دیکر لیجائین۔ یا مکار رحامل فقرا کے بہیس مین آکر ہتھیا لین۔ یا فواحش مین حظ نفسانی کے لئے برباد کیاجاوے یا موقع دربار پر صرف ہوگیا ہو یا کسی نائب سلطنت کی تشریف آوری کی مسرت مین اپنی شان وشوکت دکھائی گئی ہو۔ یا حکام کی تعمیل ارشاد مین کام آئے یا ترقی ملک مین صرف کیا جاوے۔ یا محلات و عمارات تعمیر ہون یا باغ و چمن لگائے جائین یا راہ خدا مین صرف ہوکر توشۂ آخرت و قندیل راہ عدم ہو۔ غرضکہ صرف ہوا اور بہر ہو۔ نیک مواقع کی صرف پر شہرت ہوتی اور اسکے ضد مین تشہیر۔

جب انسان راہ خدا مین قدم رکہتا ہے تو بہت سے اہل استحقاق پیدا ہوجاتے ہین اور قوم کے حقوق گران خیال کئے جاتے ہین ایسے موقع پر فدا جس قوم مین سے بڑہا ہے اوسکے حقوق کو نظر انداز کرنا کفران نعمت ہی۔ دولتمندون پر غربا نوازی واجب ہی پہر ایسے ملک والون کے سامنے جنکی بسر اوقات محض حسنات حجاج و کریم النفس بزرگوارون کی بخشش پر منحصر ہو۔ جو ملک ابتدائے آفرینش سے اب تک سنگلاخ زمین و ریگستانی میدان مین اپنا آپ نظیر ہے۔ جہان کی کمی پیداوار مشہور۔ سبزی و شادابی کو جہان کے باشندے حیرت انگیز فسانہ خیال کرین۔ جو ملک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی برکت دعا سے

زندگی بسر کر رہا ہو۔ ایسے اہل ملک کے ساتھہ سلوک و رعایت کرنا حقیقت مین فیاض حقیقی کے احسانات کا شکر بجالانا ہے۔ ورنہ اور طور پر خدا کو ہماری شکرگذاری کی کیا حاجت منعم حقیقی کی عنایات کا بدلہ محض یہہ ہے کہ اوسکی حاجتمند بندون کیساتھہ احسان کیا جاوے ؎

بتلائی گئی راہ ہمین حق کی ادا کی
تاکید بہت آئی ہے وعدہ کے وفا کی
اخبار مین مذکور ہے تعریف سخا کی
لاکھون ہی فضیلت ہین بیان صدق وصفا کی
غمخواری اقران بھی حدیثون سے ہے ظاہر
واجب ہوئی ہر شخص پہ مسکینونکی خاطر

محض بیکسون کی مدد فرض انسانی ہے۔ عطا و بخشش وہ نعمت ہے جس سے معذور ہے یاب ہوتے ہین اور لینے دینے والے دونون مسرور ؎

اسلام کی الفت جمعیت پہ بنا ہے
کوسون ہے پرے بخل سے رحمت پہ بنا ہے
اپس کے موافق یہ مودت پہ بنا ہے
مردانہ رہِ حق کی شجاعت پہ بنا ہے
منظور بھلائی ہے بنی نوع بشر کی
خواہش نہین ہرگز کسی انسان کے ضرر کی

نواب کلب علیخان صاحب مرحوم نے اپنی فیاضی کی بدولت حجاز مین درجۂ امتیاز حاصل کیا اور آج تک انکی فیاضی زبان زد خلائق ہے اونکے سفر حجاز کے واقعات کی ہمنے خاص طور پر تحقیق و تلاش کی۔ اونمین دو واقعہ خاص شان رکھتے ہین۔

ایک یہہ کہ جسدن نواب صاحب مرحوم مکہ پہونچنے والے تھے تو تمام شرفاء و عمائد اونکی پیشوائی کو دور تک گئے ان عمائد کے بچے کئی میل سے نیزے بازی کرتے سیف و تلوارین ہلاتے فنون سپہ گری دکھاتے شہر تک انکو لائے۔ جب لب آبادی پہونچے تو نواب صاحب نے فرمایا کہ ان بچون کی محبت و محنت کا صلہ میرے پاس کچھہ نہین۔ ان نوعمرون کی مردانہ اداؤن نے مجھے ایسا گرویدہ بنا دیا ہے کہ ان پر سے قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے۔ یہ کہکر حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ ان بچون پر سے تصدق کر دیا جائے فوراً اس کی تعمیل ہوئی۔ ابتدائے آبادی سے قیام گاہ تک برابر روپیہ بچھا ور ہوتا ہوا آیا۔ اس واقعہ نے تمام اہل مکہ کو نواب صاحب کا شیدا بنا دیا۔ اور جنکے کانون تک یہہ خبر پہونچی وہی نواب صاحب کا ثناخوان بن گیا۔ اس ذریعہ سے غربا و مساکین کو بھی معتدبہ نفع پہونچا۔

دوسرا واقعہ قبایل بدوی مین اونکے ممدوح بننے کا سبب ہوا۔

ایک منزل مین نواب خلد آشیان کے کاروان سے بدو ایک اونٹ کھول لیگئے جسپر چودہ ہزار روپیہ

لدا ہوا تھا۔ ترکی سپاہی تعاقب کرکے بدوؤن کو معہ اونٹ کے گرفتار کرلائے۔ نواب صاحب کو اس سارے واقعہ کی اطلاع دی گئی سپاہیون کی مستعدی اور باخبری کی بہت تعریف فرمائی اور ساتھ ہی وہ اونٹ معہ کل روپیہ کے اونہین بدوؤن کو جو کھول کرلے گئے تھے بخشدیا اور ایک ہزار اوسکے علاوہ یہہ کہکر اور عنایت فرمایا کہ میرے ہمراہ جسقدر روپیہ ہے وہ سب انہین لوگون کے دینے کو لایا ہون۔ اس اعتبار سے وہ اپنا حق لیگئے تھے۔ اب جو گرفتاری وغیرہ کی ایذا اونہون نے اوٹھائی اوسکا صلہ یہہ ایکہزار روپیہ پیش کیا جاتا ہے۔

اس غیر معمولی رعایت اور نئی فیاضی نے تمام قبایل بدوی مین شہرت پیدا کرکے اونکے آسمان ناموری مین چار چاند لگا دیئے۔ آسکے بعد کسی منزل مین ایک کمبل کا کھٹکا اور ایک حبہ کا نقصان نہوا ہر منزل پر خود بدوی قبایل آ آکر نگہبانی کرتے اور اپنے یہان کی چیزین لالاکر نذر گذرانتے۔ نواب صاحب بھی اُن کی قدر افزائی فرماتے اب تک نواب صاحب مرحوم سلطان الہند کے نام سے عرب مین مشہور ہین۔ جسطرح انسان کی صورتین اور نقشے ایک دوسرے کے مختلف ہین۔ اسیطرح خیالات و باطنی سیرتین بھی جدا ہوا کرتے ہین کسیکو قسام ازل نے حُسن صورت کی نعمت عطا فرمائی کسیکو خوبی سیرت کی بیش بہا دولت سے مالا مال کردیا۔ جسطرح حُسن ظاہری جو خوش قسمتی کی ایک روشن دلیل ہے اختیار سے باہر ہے۔ اسیطرح وہ صفت جو کشادہ دلی و فراخ حوصلگی سے تعلق رکھتی ہے اختیاری نہین۔

ہمت۔ سخاوت۔ رحم۔ محبت۔ شجاعت جملہ اخلاق حسن لازمۂ شرافت انسانی ہین۔ دل مین رحم ہو تو بخشش کی نوبت آتی ہے۔ دل مین کرم ہو تو سخاوت کا ظہور ہوتا ہے۔ دل مین قوت و شجاعت ہو تب میدان کارزار کا میلان پیدا ہوتا ہے۔ جو کیفیت دل کی ہوتی ہے اوسکی مناسبت سے حرکات صادر ہوتے ہین۔ جن صفات سے جو انسان فطرتاً محروم رکھا گیا ہے اوس کی کتنی ہی خوبیان سمجھائی جائین لیکن اوسپر عمل کرنا اُسکی طاقت سے خارج ہے۔

عُقلا کے نزدیک روپیہ صرف کردینا حفاظت جان و آبرو۔ اور نیکنامی و ناموری کے لئے اولی تر ہے محبوب کے لئے نہ جان و آبرو سے درگذر ہوتی ہے۔ نہ مال سے دریغ۔ پس راہ خدا و راہ محبوب خدا مین جو صرف

اوس سے بہتر اور کون مصرفِ خیر ہوسکتا ہے۔

روپیہ کے صرف سے انسان کے دو مقصد ہوا کرتے ہین۔ نمود دنیا۔ یا سعادت عقبےٰ۔ اِن مقاصد کے لحاظ سے حرمین شریفین ہی وہ متبرک و مشہور مقامات ہین جنسے بڑہکر مسلمانون کو اور کوئی جگہ میسّر نہین آسکتی ہے۔ فوائد عقبےٰ کے لئے تو مذہبًا یقین کامل ہے کہ وہ صلہ ملیگا جسکی تمنّا ہر عابد و زاہد انسان کو بچپن کئے ہوئے ہی اور جسکی مثال دنیا مین خواب و خیال ہے۔

اب رہی دُنیوی ناموری اُسکے لئے اتِنا کہنا کافی ہے کہ خیرات کرتے دیر نہین ہونے پاتی کہ ہر حصّہ دُنیا کے اہل اسلام کو اُسکا علم ہوجاتا ہے۔ ہندوستان سے قطع نظر اور دیگر ممالک مین کیسا ہی بڑا کام آپ کیون نکرین مگر وہ ایک محدود مقام سے آگے شہرت نہ پکڑے گا۔ یہ بات حرمین شریفین کے ساتھہ ہی خصوصیت رکھتی ہے نیکی ختم نہین ہونے پاتی کہ تمام ممالک کے مُسلمان نیکی کرنے والے کو واقف و ہمدرد ہوجاتے ہین اور یہہ ذریعہ اسلامی دُنیا مین اوس نیک شُہرت کے پہونچنے کا بہت آسانی سے نکل آتا ہے۔ لہذا اغراض دینی و دنیوی کے حصول کا مرکز یہی مقدّس سرزمین ہے۔

حضرات۔ نہ نواب کلب علیخان رہے نہ اون کا روپیہ۔ مگر اونکی داستان فیاضی سے نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت کے مصداق باقی رہگئی اور قیامت تک باقی رہے گی۔ ہمنے بھی باین خیال کہ نوشتہ بماند سیہ بر سفید اپنے مُلکی خوش خیال فیاض رئیس مرحوم کے اِن ستودہ خصائل کا تذکرہ فرض انسانی سمجھا۔ کسی مرحوم بزرگ کو نیکی کے ساتہہ یاد کرنا۔ یا ممدوح بنانا۔ مرحوم کی خوبیٔ خصائل اور مورخ کی نیک نیتی و راستیٔ بیان کی عمدہ شہادت ہی

ہندوستانی مسافرانِ حجاز کی مالی و اخلاقی و جسمانی حالت

ہندوستانی مسافران حجاز مین کیا بلحاظ استطاعت اور کیا باعتبار اخلاق۔ اور کیا بنظر قوائے جسمانی بیشتر اصحاب کی حالت کا تقاضا ہوا کرتا ہے کہ وہ اوس ملک مین پہونچکر تکالیف کا زیادہ احساس کرین کیونکہ جوان العمر صاحب مقدور فیصدی ایک بھی نہین جاتا اور نہ موجودہ زمانہ کے تعلیم و تربیت یافتہ حضرات کا ادہر میلان خاطر ہے۔

اہلِ مقدرت ہر پہلو سے پہلو تہی کرتے ہین۔ یہان کے اشتغال دلچسپ و فضول اخراجات موقع ہی نہین دیتے جو ایسے سفرِ فرض قندیل راہ آخرت کا خیال آئے۔ البتہ یہان بیجا دولت لٹانے مین ویسے ہی دلیر و سخی ہین جسطرح اوس وقت تھے جبکہ قوم کی حکومت اور گھر کی ثروت تھی۔ سلطنت و امارت عجیب پردہ پوش چیزین ہین جنسے تمام عیوب چھپ جاتے ہین۔ مگر زمانہ تنزل مین فضولیات لہو و لعب کے اشتغال کا زہریلا مادہ مرض متعدی کی طرح اعضائے قوم۔ اور کم از کم ارکان خاندان کو ضرور تباہ و برباد کرکے رہتا ہے۔

عنفوان مین جنکو خدا نے دولتِ دُنیا سے بے نیاز کیا ہو اونکا سفرِ حجاز کیطرف رُخ کرنا بالکل خلاف توقع و تعجب انگیز امر ہے۔ زمانہ عروج و شباب مین ایسے خشک و پھیکے سفر مذہبی کیجانب دلی میلان کا ہونا خرق عادت سے کم نہین۔

اس عمر مین تو ہرا و بھری ہوئی طبیعت کو وہ تحریکین اوبھارتی ہین جو جوانی کے تقاضے ہین جوانی مین شباب کی خواہشون سے بچنا اگر ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے

نو عمری کے اشتغال کی حسرت بڑھاپے تک بیچین رکھتی ہے گو نتیجہ حرکاتِ شباب ہمیشہ بختِ عاشق کی طرح اولٹا پڑتا ہے پس ؎ ای حسن تو بہ آن زمان کرد ہی * کہ ترا طاقت گناہ نماند ؎ کے مصداق و خیال کے اشخاص یا وہ حضرات جنکو شرع نے مکلف نہین بنایا۔ اگر گئے تو اون کا ایذا سے محفوظ رہنا یا تکلیف سے بچنا کیونکر خیال مین آسکتا ہے۔

اِن بزرگوارون کو نشیب و فراز سفر سے اگر آگاہ کیا جاوے اور سیدھا راستہ بتلا کر صلاح دی جاوے کہ یہ سفر اس صورت مین جس طرح آپ لوگ جا رہے ہین خطرہ و ایذا سے خالی نہین تو صلاح کار گو خیر اندیش ہے مگر حاج کا رنیک ملعون و کافر کے خطاب کا مستحق اور لعن و طعن کا مستوجب ہے مگر اغراض معنوی ایسے حضرات کے دوسرے ہوا کرتے ہین۔ اس مضمون کو ہند کے سعدی شمس العلما مولانا حالی نے کیا خوب ادا فرمایا ہے ؎

قریبِ موسمِ حج قرض لیکے اک دیندار	چلا بہ نیت حج گھر سے سوئے بیت اللّٰہ

کہا یہ اوس سے اِک آزاد نے کہ اے حضرت / کہ قرض لیکے چلے ہین حضور سوئے حجاز
نہ نان و نفقۂ فرزند و زن سے خاطر جمع / ستا یہہ اور بہت ترش ہو کے فرمایا
وہ بادشاہ کہ جو دشمنون کو دیتا ہے / خبر نہ لے گا وہ کیا اپنے میہمانون کی
جنہین فراغت و تنگی مین ہے اُسی سے اُمید / جنہین سلامت و آفت مین ہے اُسیکی پناہ
کیا ہے آپ پہ شارع نے جبر یا اکراہ / وطن مین چھوڑ کے اطفال کو بحالِ تباہ
نہ زاد و راحلہ کا ساز و برگ خاطر خواہ / کہ روکتا ہے مسلمان کو حج سے اے گمراہ
نگین و خاتم و طبل و نشان و تخت و کُلاہ / پہنچتے جو کہ ہین طے کرکے بر و بحر کی راہ

وہ سُنکے بولا کہ ناخواندہ میہمانون کو
اُمید لُطف کی رکہنی ہے میزبان سے گناہ

ذلیل ہوتے ہین جو بن بُلائے جاتے ہین / طفیلون کی نہین دعوتون مین عزت و جاہ
پسن کے شیخ نے دیکہا اِدہر اودہر کہین / ہو عارعی نہ بحسّس مین یہان کوئی ہمراہ
بُلا کے پاس پہر آہستہ اُس نے فرمایا / ابہی زمانہ کی چالون سے تو نہین آگاہ
قدم پہنچتے جہان تک ہین پختہ کارون کے / جوانِ خام کی وہان تک نہین پہنچتی نگاہ
خدا کے کام ہین مبنی تمام حکمت پر / فتح جن مین ہے دُنیا و دین کی خاطر خواہ
نماز و روزہ ہو یا ہو طواف و عمرہ و حج / حصول جیسے کہ ہوتا ہے اُن سے قُرب الٰہ
اسیطرح یہ وسیلے معاش کے ہین تمام / نہ جن ہین چاہیے محنت نہ کوشش جانکاہ
مگر سلیقہ و تدبیر شرط ہے ورنہ / ہزارون پہرتے ہین حجاج سادہ لوح تباہ

یہ کہنے سُننے کی باتین نہین ہین برخوردار
ہو گر نہ علم معیشت وسیع ہے واللہ

ایسے حضرات مرض متعدی کیطرح دوسرون کے لئے ایذا و تکلیف کے باعث ہوتے ہین۔ جدّہ کے تمام محصولات جنکو یہ اشخاص نہین ادا کرتے وہ سب اہل مقدور اصحاب کے ذمّے ڈالے جاتے ہین۔

یہی وہ لوگ ہین جنسے عظمت و احترام حج مین فرق آتا ہے اور یہی وہ بزرگوار ہین جو انحراف قانونِ الٰہی کرتے ہین۔ صبر ہوتا اگر یہ شکایتین اسی حد تک ختم ہو جاتین مگر اس سے زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ عرب مین اہلِ ہند کے ذریعہ سے وہ جرایم شروع ہو گئے ہین جنکا پہلے وہان وجود نہ تہا اور اہلِ عرب جن سے ناآشنائی محض تہے۔ ہم اپنی ذاتی علم و تجربہ سے کہتے ہین اور اپنے اس بیان کی تائید مین متعدد شہادتین رکہتے ہین کہ امسال جدہ و مکّہ مکرمہ مین اہلِ ہند سے وہ نالایم افعال سرزد ہوئے ہین جنکے تذکرہ سے اسلام کی سُبکی اور اہلِ اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ کہیں جیب کاٹنے اور ٹکٹ جہازات کی چوری کی علت مین سزا و سرزنش کے مستوجب قرار پائے

عربون نے ان حرکات کی بنا پر ہماری برٹش گورنمنٹ پر الزامِ تغافل قایم کیا۔ اہلِ عرب کو یہ شکایت تھی کہ ایسی باخبر گورنمنٹ اون لوگون کو جو حج کے اہل نہین ہین اجازت دینے مین کیون لاپروائی فرماتی ہے۔ ہمنے اس کا جواب یہ دیا کہ ہماری گورنمنٹ کو معاملات مذہبی مین روک ٹوک کرنے سے عام مسلمانون کی نارضامندی کا اندیشہ ہے۔ اسلئے برٹش گورنمنٹ نے اس معاملہ مین خاموشی و چشم پوشی کو ہی قرین مصلحت سمجہا ہے۔ اسپر عربون کی تسکین نہوئی اور پھر یہ اعتراض کیا کہ ایسے اشخاص کو جو آمد و رفت کا بار بہی نہ اوٹہا سکین مطلق العنان مرنے کے لئے چھوڑ دینا رعایا پرور انصاف دوست گورنمنٹ کا کام نہین جس حالت مین کہ حکمِ خدا و ارشادِ رسولؐ کی تعمیل مین روک تھام کی جاوے تو پہر مسلمانون کی نارضامندیکا سبب ہوسکتا ہے یا ناخوشی کا۔

زمانہ سابق مین ہندوستان کے فرمانروایان اسلام مین سے ایک بادشاہ نے۔ امیر حجاز سے درخواست کی کہ تہی کہ حرمین شریفین کی کوئی خدمت میرے سپرد کی جاوے۔ اسپر اوس زمانہ کے حاکم حجاز نے لکہا کہ آپ مساکین ہند کو حجاز آنے سے روک دین تو یہ سب سے بڑی خدمت حرمین شریفین کی ہوسکتی ہے۔

اس جواب کے منشاء سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ حجاز آئین وہ مفلس نہون۔ بہرحال بادشاہ حجاج کے شوق کو قایم رکہنا چاہے گا تو اُن کی امداد ہر طرح کرے گا اور جس حالت مین سب حسبِ استطاعت

آئینگے تو اہل حجاز کو ہر طرح نفع پہونچے گا۔

چنانچہ تمام گورنمنٹین ترکی و روس و فرانس و مصر وغیرہ ان امور کا خاص لحاظ رکہتی ہین یہ گورنمنٹین اپنا فرض جانتی ہین کہ واپسی مین اونکی رعایا کو کوئی دقت پیش آئے اور نہ ضروری موقعون پر صرف کرنے سے وہ قاصر رہین۔

۱۔ مغربی رعایائے فرانس علاوہ سرمایہ کے سب واپسی ٹکٹ جہاز لیکر آنے پاتے ہین۔ گورنمنٹ فرانس زمانہ حج پر جہازات کو حجاج کے لئے نامزد کردیتی ہے۔ جو حجاج مراکو۔ الجزایر وغیرہ کو لاتے اور لیجاتے ہین۔ ان حجاج سے ایک ضمانت نامہ چلنے سے پہلے اس مضمون کا لے لیا جاتا ہے کہ جو کچہہ انکو ضرورت پیش آئے وہ جدہ مین فرنچ کونسل سے لے لین مگر ممالک اسلامی مین اپنے حرکات سے فرنچ گورنمنٹ کو بدنام نکرین۔ جو روپیہ اسطرح فرنچ کونسلیٹ جدہ سے وصول کیا جاتا ہے وہ ضامن ادا کرتا ہے۔

۲۔ تمام رعایائے روسیہ بخارے وغیرہ کو بغیر اطمینان اس امر کے کہ سفر حج کے لئے کافی سرمایہ اون کے پاس موجود ہے اجازت نہین دیجاتی اور نہ رعایائے روسیہ مین کا کوئی متنفس بلا استطاعت کے ارادہ سفر حجاز کرتا ہے۔ اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ چند سال سے رعایائے روس بکثرت حج کو آتی ہے مگر آخر مین شاید فیصدی ایک شخص کو بہی یہ شکایت پیدا نہین ہوتی کہ واپسی وطن کے لئے وہ قاصر رہتا ہو۔

۳۔ ایرانی سب سے زیادہ متمول آتے ہین اور ایسا تو شاید فیصدی ایک بہی نہوتا ہوگا جسکے پاس کم از کم پچاس پونڈ نہون۔ اور کرایہ اونٹون کا عام لوگون سے بدرجہا زیادہ دیتے ہین۔ سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین ینبوع سے مدینہ طیبہ تک فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا ساڑہے بائیس روپیہ مقرر تہا مگر اہل عجم نے نوے روپیہ فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا دیا اونہین اس زیادتی کرایہ کی کوئی شکایت نہ تہی۔ ان مین نصرت الملک یمین الملک مصباح العسکر وغیرہ بہت سے اصحاب کا ہمارا چہہ منزل تک ساتہہ رہا۔ وہ لوگ نہایت کشادہ دلی سے خرچ کرتے تہے۔

۴۔ جاوے (رعایائے ہالینڈ) قریب قریب سب واپسی ٹکٹ لیکر آتے ہین اور پہر بہی ہر شخص کے پاس چالیس پونڈ سے کم سرمایہ نہین ہوتا۔

مصری باوجود اسکے کہ حجاز سے بہت قریب کے رہنے والے ہین تاہم واپسی ٹکٹ لیکر آنے پاتے ہین اور اسکے سوا چالیس پونڈ سے ساٹھ تک ہر ایک شخص اپنے پاس ساتھ رکھتا ہے۔ ترکون مین ہر ایک متنفس کم از کم پچاس پونڈ اپنے ساتھ لاتا ہے پھر ان کے ساتھ یہہ خاص رعایت ہے کہ واپسی مین پانچ فیصدی قاعدہ سے زاید پلا کرایہ کے جہازات سلطانی مین بھیجدیئے جاتے ہین اور اگر اسکے بعد بہی کچھہ رہجاتے ہین تو اونکو ایک دو جہاز اکر لیجاتے ہین ایسے موقع پر اگر غیر ممالک کے مساکین بہی بیروت۔ استنبول اور دیگر ممالک روس کو جانا چاہین تو وہ بھی اس رعایت سے مستفید ہو سکتے ہین۔

لہذا تمام دیگر ممالک کے حجاج کو نہ جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آتی ہے نہ کوئی روپ بھرنا پڑتا ہے نہ کسی کے روبرو ہاتھہ پھیلانے کی حاجت ہوتی ہے۔ نہ آداب حج کے لحاظ سے تجمل کرکے فضیلت کو کھوتے ہین نہ مساکین کی فہرست مین نام درج کراتے ہین اور نہ آنکے مُردون کی مٹی خراب ہوتی ہے۔

ہندوستانی حجاج کی حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہمیشہ اونہین صلاح دیجاتی ہے کہ خوب سوچ سمجھکر اس سفر کو گوارا کرین گورنمنٹ سے کوئی توقع وامید امداد کی نہ رکھین باوجود اس اطلاع کے بغیر مآل اندیشی محض بے سروسامان چل کھڑے ہوتے ہین۔ اس صورت مین اپنی غلطی کا خمیازہ بہی اونہین اوٹھانا اور بہروپ بہرنا ضرور پڑتا ہے۔ کامران پہونچنے سے پہلے ہی اکثر لوا افلاس کے ہاتھون گیروا لباس پہنکر فقیرانہ صورت بناتے ہین اور کچھہ ان کے دیکھا دیکھی دنی الطبع لوگ اس رنگ مین رنگ جاتے ہین تاکہ فیس قرنطینہ کامران سے مستثنےٰ ہو جائین۔

ترکون کی سچائی یہہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ایک دفعہ زبان سے مسکین کہدیا وہ فیس قرنطینہ سے بری کردیا گیا اوسکو ایک سند دیدی جاتی ہے جسکی رو سے وہ تمام ممالک ترکی مین ہر محصول سے مستثنےٰ سمجھا جاتا ہے۔

امسال جس جہاز مین ہم تھے اوس جہاز کے حجاج مین سے اکثر نے اپنا اسباب وروپیہ جہاز مین چھوڑا کچھہ لوگون نے دوسرے ساتھیون کے حوالہ کیا۔ کچھہ نے اپنی کمرون مین پوشیدہ رکھا محض اس خیال سے کہ فیس قرنطینہ نہ دینی پڑے جس کی تعداد دس روپیہ ہوتے ہین۔ کثرت سے لوگ اِس

جھوٹھہ و فریب کی کارروائی کے مرتکب ہوئے اور نصف کے قریب حجاج مساکین قرار دیئے گئے۔

ایک ہمارے دوست اپنے جہاز کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص جو مسکین قرار دیا گیا تھا اوسکی گٹھری بخورد بینے کی جگہہ رہگئی جس مین چار سو ٹھاٹھہ ٤٧٦ روپیہ تھا۔ ایک متُرک سپاہی نے اُس کو اوٹھا لیا سپاہی اوس گٹھری کو معہ روپیہ کے لئے ہوئے کیمپ حجاج مین یہ کہتا ہوا آیا کہ یہہ روپیہ کیسں مسکین کا ہی تب اُن حضرت کو خبر ہوئی گھبرا کر بولے کہ یہ گٹھری میری ہے وہ اونکو فوراً دیدی گئی اور باوجود صاحب استطاعت ثابت ہونے کے اون سے فیس قرنطینہ کا مواخذہ نہ کیا گیا اور نہ اون کی حمیت نے اجازت ادائے فیس کی دی۔ اس واقعہ سے دونون ممالک کے لوگون کے خیالات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اب کے سال اٹھارہ ہزار ١٨٠٠٠ حجاج کے قریب ہندوستان سے گئے۔ جس مین سے تقریباً آٹھ ہزار ٨٠٠٠ ایسے تھے جنہون نے نہ فیس قرنطینۂ کامران ادا کی اور نہ محصولات جدّہ و کرایہ کشتی و مزدوری حمّالان کا دیا۔

کامران کے صرف کا بار تو ترکی گورنمنٹ نے برداشت کیا مگر جدّہ کے اخراجات مساکین۔ صاحب استطاعت حجاج ہند کے ذمّے ڈالے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ امسال کرایہ کشتی وغیرہ مین بہت زیادتی تھی جس کی خاص شکایت ہے۔

جدّہ مین حج سے پہلے بکثرت اشخاص ہمین ایسے ملے جنکے پاس ڈیڑھ دو روپیہ سے زائد نہ تھا اُنمین اکثر ہمسے مدد کے خواہان ہوئے جنکی حتی الامکان مدد و سعی کی گئی۔ اِس قسم کے سیکڑون حجاج ملے جو جاتے وقت نانِ شبینہ تک کو محتاج۔ جنکی جان خطرہ مین اور دوسرون کے لئے وبالِ جان تھے۔

ایک شخص عبد الغفور نامی ایک چھوڑ دو دو اندھون کو لئے ہوئے بحرہ و مکّہ کے درمیان ملا۔ اندھون نے عبد الغفور سے کہا کہ اب پیدل نہین چلا جاتا کوئی سواری تلاش کرو۔ تھوڑی دیر مین ایک اونٹ مل گیا ایک اندھے نے ایک اور شخص سے جو اونٹ پر سوار جارہا تھا (غالبًا یہ انہین کے ہمراہیون مین سے تھا) کہا کہ ہمین کرایہ دیدو مکّہ پہونچکر تمھین دیدیا جائے گا مگر اُسنے انکار کیا۔ ہم نے خیال کیا کہ اندھون کے پاس روپیہ ضرور ہے مگر اس خوف سے کہ مبادا کوئی دیکھ لے ظاہر نہین کرنا چاہتے لہٰذا ہم نے اور نواب وقار الملک نے دہ کرایہ دیدیا۔ اِس واقعہ کے چند منٹ بعد عبد الغفور نے فریاد

شروع کی کہ ہم لُٹ گئے ہمارے پاس اٹھارہ اشرفیان تہین راستہ مین سب کو بدوؤن نے چہین لین ان کمبخت اندہے بے ایمانون نے ہمین برباد کیا - یہ سُنکر ایک شخص نے کہا کہ ظالم کیون جہوٹ بولتا ہے - کل خود تو نے بیان کیا تہا کہ مین مجبور ولاچار ہون میرے پاس کچہہ نہین ہے اور اس وقت اپنے لٹ جانے کی داستان بیان کر رہا ہے تجہے اِس متبرک سفر مین ایسے صریح دروغگوئی سے شرم بہی نہین آتی اِسکے بعد پہر عبد الغفور نے کچہہ جواب نہ دیا -

اِس بیان سے ہماری غرض یہہ نہین ہے کہ عرب مین قطعی لوٹ مار نہین ہوتی - ہوتی ہے اور نہ ہونا تعجب ہے لیکن جس قدر شکایتین سُنی جاتی ہین اون مین بہت بڑا حصّہ اس قسم کی شکایتون کا بہی اضافہ ہوکر شامل ہوجاتا ہے - اگر یہہ بے بنیاد شکایتین نہ مشہور کیجاوین اور اسکے ساتہہ ترکی افسران حجاز تہوڑی سی سیاست کو کام مین لائین (جیسے کہ حال مین ذراسی بدوٗون کے ساتہہ سختی عمل مین لائی گئی ہے جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ جدّہ و مکّہ کے درمیان تنہا ایک آدمی آتا جاتا ہے) تو شکایتون کا دائرہ بہت ہی محدود ہوجائے -

مساکین کے علاوہ کچہہ حضرات مشایخ کے بہیس مین جاتے ہین یہ لوگ بہی بجائے فضیلت حاصل کرنیکے صوفیہ کرام کی توہین کرتے ہین - مکّہ مکرمہ مین پہونچتے ہی ہم خیالون کی تلاش ہوئی کسی ہم مذاق کے مکان پر مجلس سماع ترتیب دی گئی معتقدون سے چندہ فراہم ہوا - ذکر مین قوالی متبرک مین چار کا دوٗر

چلا سہ	جا نکلے ہم جو عرس کی محفل مین مست کے	دیکہا تو بٹ رہا ہے تبرّک شراب کا	

ایک ثقہ راوی نے ہم سے بیان کیا کہ زائرین مین سے ایک حضرت نے عرب بچّون کی قرأت مکّہ معظمہ مین سُننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب اس کی تفسیر ہونی چاہئے (تفسیر سے مُراد غضب خدا کا وہی قوّالی تہی) لذّات نفسانی مین کس درجہ انہماک ہے کہ بیت اللہ مین پہونچکر بہی وسوسۂ شیطانی نہین چہوٹتا - اور کلام پاک کی تفسیر (نعوذ باللہ) راگ سے کی جاتی ہے - یہ بات تو سیّد مرحوم سے بہی نہ بن پڑی - اگر کسی غیر مذہب والے سے مسلمان ان الفاظ کو سُن پاتے تو مارنے مرنے کو موجود ہوجاتے مگر یاد خدا کا بہانہ ایسا معقول اور درویشی کا لباس وہ پاکیزہ بہروپ ہو کہ تمام دُنیا کے خلاف شرع باتین اور

خلاف تہذیب اقوال اور ناشائستہ حرکات سرزد ہون مگر کیا مجال کہ ارادت مندون کے عقیدہ مین فرق آئے۔ معتقدین ہر بُرے سے بُرے فعل کو حُسن کرامت مین داخل سمجھے ہوئے ہین۔ اِس یزدان پرستی کے قربان جائیے کہ بے راگ رنگ کے خدا یاد ہی نہین آتا بلا تشبیہہ راگ کا شہر بامِ حقیقت کا زینہ ہے۔

اِس مقدّس گروہ مین جو نا اہل شامل ہوگئے ہین اون مین بعض سے وہ ناگفتہ بہ حرکات سرزد ہوجاتے ہین جنکے طفیل دوسری قومون کے سامنے سچے مسلمانون و نیک خصایل بزرگوارون کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور مخالفون کو اعتراض کا موقع ہاتھہ آتا ہے مگر اسکا ذمہ وار نہ اسلام ہے نہ نیک خصایل مسلمان

چند قصّے بطور نمونہ کے یہان بیان کیئے جاتے ہین

ایک حضرت درویشی لباس پہنے مشائخی رنگ مین رنگے ہوئے بارادۂ حج بیت اللہ بمبئی پہونچے۔ بمبئی مین ایک غیر مسلم مالدار خاندان کو جس مین کم و بیش سو آدمی ہونگے اسلام کی جانب رجحانِ دلی تھا اور کل خاندان کی خواہش تہی کہ وہ اسلامی عقاید و فضائل سے باخبر کیا جاوے اور جو شُبہات مذہب کے بارہ مین اونہین بے چین کیئے ہوئے ہین وہ رفع کردیئے جاوین۔

اوس نیک خیال خاندان کے اصحاب تک یہ حضرت کسیطرح پہونچ گئے اُن لوگون نے اپنے ارادے کی تکمیل کے لیئے ان کے ملنے کو بہت غنیمت سمجھا۔ اِن سے ارادتمندانہ پیش آئے۔ ایک وسیع مکان اِن کو کرایہ پر لے دیا پچاس روپیہ ماہوار انکی تنخواہ مقرر کردی۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اگر مشیت خدا ہے تو ہم لوگ بہی آپکے ذریعہ سے دولتِ ایمان و شرفِ حج حاصل کرینگے۔ بر تقدیر اگر ہمارا جانا حج کو نہ ہوا تو آپ کو ضرور پہونچوا دیا جاوے گا۔

اَب ان ذاتِ شریف تقدّس مآب بہروپیہ نے بالعوض اس اخلاق و مہمان نوازی کے جو حقِ نمک ادا کیا اُسکے سُننا سے زمین پائون کے نیچے سے نکل جاتی ہے۔

ظالم موقع پاکر اوس خاندان کی ایک جوان لڑکی سے وہ حرکت کر بیٹھا جس کا چھپانا اوس ناکتخدا لڑکی کے امکان سے باہر ہوگیا اور وہ عیب چند دن مین حمل کی صورت پکڑ کر بغیر ظاہر ہوئے نہ رہ سکا۔

اب ہر صاحب حیا مسلمان اوس نیک دل صاف باطن خاندان کی روحی ایذا کا اندازہ فرمائے کہ اوس خاندان والون کے دلون پر کیا چوٹ لگی ہوگی۔ اسلام و اسلامیون کے بارہ مین اُن کا اور اُنکی قوم کا کیا خیال قایم ہوا ہوگا۔

دوسرا واقعہ ایک کرامت مآب شاہ صاحب کے فرزندِ اکبر کا عجیب پُر لطف ہی جسکو ہم سے ایک معتبر راوی نے اپنے علم سے بیان کیا۔

یہہ خاندانِ صوفیہ کے چشم و چراغ ایک شوہردار عورت پر مفتون ہوئے اوس عورت کی مان مرچکی تہی اوسکی نانی زندہ تہی اوسکو لالچ دیکر رضا مند کیا وہ اپنی نواسی کو اوسکے شوہر کے یہان سے اپنے گہر لائی۔ یہان عورت کو بہی فریب دیکر اپنی جانب مایل کرلیا۔ وہ عورت مصنوعی بیمار بنی اور اس حیلہ سے چند روز تک وہ شوہر سے جدا رکہی گئی اس دوران مین درویش زادہ کا افسون عورت پر پورا چل گیا۔ اتفاق سے محلہ مین کوئی ضعیفہ مرگئی اِس چالاک درویش زادہ نے یہ کمال کیا کہ اپنی محبوبہ کے نام سے اُس متوفیہ کو دفن کرایا اور محبوبۂ دلنواز کو اوس کی نانی کے گہر سے علیحدہ کردیا شوہر بیچارہ کو اوسوقت خبر کی گئی جب یہ تمام تجہیز و تکفین کی کارروائی ہوچکی۔ اُس وقت سے جسکو عرصہ ہوچکا وہ شوہردار عورت جو اسطرح فریب سے لائی گئی اور جسکو شرعًا طلاق نہین ہوئی اور جسکا خاوند ہنوز زندہ ہے اُن بزرگ زادے کے لئے شیر مادر ہورہی ہے۔

تیسرا واقعہ۔ ایک بزرگ جنکے معتقدون کی تعداد کثیر ہے اور جنکی عظمت بڑے بڑے امرا کرتے ہین اُن کی بابت ہمارے ایک معزز مخدوم کا یہ بیان ہے کہ مین اُن سے ایک دفعہ ملنے گیا۔ مُرید جو دربانی کی خدمت انجام دے رہا تہا اوس نے اندر جانے سے روکا اور کہا کہ اس وقت حضرت وظیفہ مین ہین جاؤ پہر آنا (اور یہ ہمیشہ ہوا کرتا تہا کہ جب کوئی آتا یہی حیلہ کردیا جاتا کہ حضرت اسوقت مراقبہ مین ہین یا وظیفہ پڑہ رہے ہین) ہمارے مخدوم فرماتے ہین کہ مین اُن حضرت سے خوب واقف اور بےتکلف تہا۔ مین نے مُرید کی ایک نہ سُنی وہ یکنا رہا اور مین اندر چلا گیا وہان جاکر عجیب پُر لطف جلسہ دیکہا کہ شاہدانِ طناز کے ساتہہ گرمِ صحبت ہین۔ بوس و کنار کا شغل اور دلداری و دلجوئی کا ذکر ہورہا ہے۔

یہہ ایسے حضرات کے تذکرے ہین جنکو بڑے بڑے لوگ نظرِ ادب سے دیکھتے ہین۔

اِس مغالطہ کا سبب یہہ ہی کہ اِس گروہ مین کوئی معیار قابلیت درکار نہین بآسانی ہر ایک شخص کی کہیت ہوجاتی ہے بیفکری سے عمدہ عمدہ کہانے میسر آتے ہین۔ اِن کی حرکات جا و بیجا سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ لہذا انقصانات چند در چند پیدا ہورہے ہین۔ بزرگانِ دین کی توہین ہوتی ہے۔ ملک کی دولت برباد جاتی ہے۔ بیکار و بدروزگاران کا ایک تخم غیر ترقی پذیر ہے جنکے ذریعہ سے ناواقف سیدہے سادہے انسان فریب مین آکر نقصان مال و آبرو اوٹہا رہے ہین۔ یہ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ غریب۔ یتیم۔ بیوہ۔ اپاہج۔ معذور۔ وغیرہ تمام مستحق محروم رہتے ہین اور نفع اوٹھاتے ہین۔ وہ ہٹے کٹے۔ سنڈے مسٹنڈے غیر مستحق احسان فراموش جنکو دینا معصیت ہے کیونکہ اِس مالِ مفت کے طفیل وہ ہمیشہ کفران نعمت آلہی کرتے ہین۔ اخلاقی۔ قانونی۔ شرعی جرائم کے ارتکاب کی فکر مین رہتے ہین۔ اچھے اخلاق۔ عمدہ عادات۔ خوبی چال و چلن۔ ہمدردی انسانی۔ اخوتِ اسلامی۔ مذہب کی عظمت سب بالائے طاق انکے بجائے کبر و نخوت۔ بغض و حسد۔ دروغگوئی۔ خودغرضی بدمعاملگی۔ لذت نفسانی خواہشات شہوانی مین مبتلا ہین۔ قرآن مجید جو لازوال دستور العمل ہے اُسکے تمام احکام کو معطل گردانا ہے۔ البتہ نقش مثلث۔ مستطیل۔ مربع۔ ہشت پہل وغیرہ جسمین اُقلیدس کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوتی ہے۔ دافع امراض۔ ردِ بلیات۔ ذریعہ اولاد۔ موجب ترقی۔ اسباب بہبودی قرار دے رکہے ہین۔ الفاظ مہملہ حُب و بغض کے عمل ہین۔ راہِ شریعت چہوڑکر ہوائے نفسانی کی پیروی ہورہی ہے۔ شاہد پرستی و بادہ مستی نے مدہوش بنا رکہا ہے۔ اُصولِ اسلام کی کہُلی کہُلی مخالفت کی جاتی ہے

اسلام مین جس خوبی سے ذات و صفات باری تعالےٰ پر یقین ہے اور جس طریقہ سے خدائے واحد ذو الجلال کی پرستش کو جاری کیا وہ اسلام کا ہی حصّہ ہے۔ شرکت فی التوحید سے بڑہکر کوئی جُرم اسلامی نہین۔ نیکیان اور مذاہب مین بہی ہین مگر جس بات نے تمام مذاہب پر اسلام کو برتری و بزرگی حاصل ہے وہ خالص توحید ہے۔

خدا کی وحدانیت پر تین چیزون مین کامل یقین و عمل کرنے کا اسلام اصرار کرتا ہے۔ وحدت فی الذات وحدت فی الصفات۔ وحدت فی العبادت۔

وحدت فی الذات سے یہ مراد ہے کہ کسی دوسرے شخص یا شے کو قادر مطلق کے ساتہہ نہ شرکت ہے۔ (وحدہ لاشریک لہ ہے) نہ کوئی اوسکے مشابہ ہے۔ وحدت فی الصفات کے یہ معنی ہین کہ جو صفتین خدائے پاک کی ہین وہ نہ دوسرے مین ہین نہ دوسرے مین ہوسکتی ہین نہ دوسرے سے متعلق ہوسکتی ہین۔ وحدت فی العبادت سے یہ غرض ہے۔ نہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا نہ کسی دوسرے کو لائق عبادت سمجہنا اور نہ وہ افعال جو خاص خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہون کسی دوسرے کے لئے بجالانا۔ جیسے سجدہ کرنا۔ روزہ رکہنا نماز پڑہنا۔ لیس کمثلہ شئ و ایاک نعبد و ایاک نستعین سے پوری پوری تصدیق اِسکی ہورہی ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ صنم پرستی۔ آتش پرستی۔ ستارہ پرستی۔ قبر پرستی وغیرہ غیر اللہ کی پرستش کو شرک جاننا۔ خدا کو وحدہ لاشریک لہ اور محمد مصطفے صلعم کو رسولِ برحق یقین کرنا۔ پانچ وقت کی نماز۔ رمضان کے روزے۔ مال مین زکواۃ۔ عمر بہر مین بشرط استطاعت ایک دفعہ حج کے جانیکو فرض سمجہنا۔ محض حفاظت جان و مال و مذہب کے لیئے لڑنا۔ چونکہ تمام مذاہب مین ضروری ہے لہذا اسلام مین بہی جائیز ہے۔

شراب وجملہ منشیات وسود۔ چوری وزنا وغیبت وغیرہ حرام۔ ہمسایہ مین گانے کی بہنک پڑجائے تو مصداق سرود خانہ ہمسایہ کے کوئی مضائقہ نہین۔ ورنہ ناجائیز۔ رقص ومزامیر کو بہی اِسی قبیل سے سمجہنا چاہئے۔ اچہی صورت پر نظر پڑجائے تو درود پڑہکر فوراً آنکہہ پہیر لے ؎

پڑہین درود نہ کیون دیکہکر حسینون کو	خیالِ صنعتِ صانع ہے پاک بینون کو

غرضکہ جملہ امر الٰہی کی بجاآوری۔ نواہی سے اجتناب بہترین اصول دین ہین۔ اگر ان احکام کی بجاآوری مین افراط وتفریط ہوئی تو بس اسلامی قانون کے مجرم اور اسکے عیوض مین تعزیر شرعی کے مستوجب ہونے مین کلام نہین۔

اب اہل نظر وصاحب تحقیق بزرگوار انصاف فرمائین کہ کہان تک قانون اسلامی کی پابندی ہورہی ہے نظرِ تعمق سے دیکہا جائے تو اسلام سے پہلے جو حال یہود ونصارے کا ہتا اور جس جہالت وبیدینی لعو لہب۔ راگ ورنگ مین وہ گرفتار تہے اونکے قدم بقدم چلنے مین نہ خوفِ گمراہی ہے نہ تکلف۔

اگر اِنہین حرکات کا اتباع وسیلۂ مغفرت وحصولِ جنّت قرار دیا جاوے تو مسلمانون سے بدرجہا یہود ونصاریٰ
ودیگر کفّار اپنے دعویدار جنت ہونے کا ثبوت پیش کر سکینگے مگر ؎

نہین کہتین اک ذرہ عقبیٰ مین سو	عبادات اربابِ کفر و جحود خلافِ پیمبر کسے رہ گزید	مجوسی ہون یا صابئی یا یہود کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید	نصاریٰ ہون یا مشرکان ہنود

شریعت آلہی مین ہر جرم کے لئے لبقدر مناسبت سزا تجویز فرمادی گئی ہے - جرایم صغیرہ کی لئے استغفار کے طور پر معافی کے احکام بہی درج ہین - اوسی کا نمونہ شاہی قانون مین پایا جاتا ہے لیکن جو شخص خفیف جرایم (صغیرہ) پر بہی اصرار کرتا ہے تو اوس کا فعل ارادتاً سمجھکر کبیرہ کی حد تک پہونچ جاتا ہے اور کبیرہ حد کفر تک پہونچا دیتا ہے - کسی جرم شریعت پر اصرار و کد کرنا حقیقت مین قانون آلہی کی ترمیم و انحراف ہے - ایسے شخص پر اطلاق کہلی کہلی بغاوت کا عاید ہوتا ہے اور باغی کے لئے جو سزا مقرر ہے وہ قانونِ دنیاوی مین ہی دیکہہ لیجیئے جو ادنیٰ نمونہ قانون الہی کا ہے -

غور سے دیکہیئے تو کوئی دینی یا دنیوی غرض ان سے نفع نہین ہوتی - ہر ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کوئی نکوئی ضرورت رفع کر سکتا ہے - سوال یہ ہے کہ اِس گروہ مین کتنے بزرگوار ہین جو ہمارے درد کی دوا یا ہماری حاجتین روا فرما سکتی ہین - اوسپر ستم یہ ہے کہ رفتار زمانہ سے بیخبر ہین - لہٰذا ہر بجز کاہلی اور زوالِ دولت کوئی فائدہ اسلامی یا قومی ان سے والبستہ نہین -

اصلی ملال یہ ہے کہ اُن مقدس بزرگوارون سے جو فی نفسہٖ قابل ادب وعزت ہین اور جنکی عظمت ہر خوش عقیدہ مسلمان پر واجب ہے بدگمانیان پیدا ہو چلی ہین -

زمانہ سابق مین درویشون کی بابت جو عام خیال تہا اوس کا پتہ ذیل کی حکایت سے چلتا ہے -

شاہانِ اسلام مین شاہ عالمگیر کا ذکر ہے کہ اونکے حضور مین کسی باکمال بہروپیہ نے چند بار طرح طرح سے اپنے ہنر کا اظہار کیا مگر اس دانشمند بادشاہ نے نہ دہوکا کہایا اور نہ کچہہ انعام دیا -

ایک دن کا تذکرہ ہے کہ بہروپیہ کسی نجومی کے بہیس مین ایسے موقع پر آیا جبکہ بادشاہ کسی مہم کے خیال مین سخت متفکر بیٹہا تہا - اِس حالت مین اوس کا آنا بادشاہ کو گران گذرا اور غضبناک ہوکر فرمایا کہ ...

اگر تونے اپنے کمال سے ہمین مغالطہ دیا تو تجکو سزاے سخت دیجاویگی - اِس حکم کا بہروپیہ پر بہت کچھہ اثر ہوا -

چند روز کے بعد بادشاہ کو بذاتِ خاص اُس مہم پر جانا پڑا کسی منزل پر ایک کوہستانی مختصر آبادی مین مقام ہوا - قاعدہ ہی کہ عالمِ تفکر مین طبیعت کا رجحان خدا کی طرف زیادہ ہوا کرتا ہے - اور ایسے موقع پر اُن دیکھی قوت پر دل کا میلان ضرور پایا جاتا ہے -

اِس منزل کے باشندگان دیہہ سے معلوم ہوا کہ دامنِ کوہ مین کچھہ عرصہ سے ایک تارک الدنیا درویش کا گذر ہے - بادشاہ مشتاق ہوکر معہ اپنے خاص ارکان کے اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا - دیکھا تو فی الحقیقت عجیب نورانی صورت ہے بادشاہ نے ارادتمندانہ طور پر عرض کیا کہ آپ میری فتح کی خدا سے دعا مانگیں - درویش نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اگر تیری نیت بخیر ہے تو خدا تجکو فتحیاب کریگا -

اِسکے بعد بادشاہ کے اشارہ پر خدام نے کچھہ خوان زر و جواہر کے نذر گزرانے - لیکن درویش نے یہہ کہکر کہ یہہ میرے کس کام کے ہین - اِن کا حاجتمندون کو دینا زیادہ ثواب ہی لینے سے قطعی انکار کیا درویش کے اِس ادا ے استغنا نے بادشاہ پر خاص اثر ڈالا -

بادشاہ کو اُس مہم مین کامیابی ہوئی - واپسی مین اوسی مقام پر درویش کی تلاش کی گئی دریافت سے پتہ چلا کہ حضرت کے بعد ہی وہ بزرگوار بہی کہین چلے گئے - اثنا ے گفتگو مین ایک گوشہ سے نکلکر بہروپیہ نے مودبانہ عرض کیا کہ وہ درویش مصنوعی بہی غلام تہا - یہہ سُنکر بادشاہ اپنے پچہلے قول کو یاد کرکے محجوب ہوا اور فرمایا کہ جسقدر سیم اوس وقت تجکو دیتے تہے کبہی بہی نہ دینگے - جب کیون تو نے لینے سے کیون انکار کیا اسپر بہروپیہ نے عرض کیا کہ خداوندِ نعمت جن بزرگون کی مین نے نقل کی تہی اونکو اگر خزانۂ قارون و سلطنتِ ہفت کشور بہی عطا فرمائی جاوے تو اوس کا لینا اونکی شان کے منافی ہے - اگر مین اون خوانہاے جواہر کو لے لیتا تو مقدس گروہ کی صریحی توہین ہوتی ؎

عُرفا کیسے رسم سے ہوئے ہین ذیشان
سیکڑون مر گئے فرعون ہزارون ہامان

جنکی قبرین ہین دل افروز تر از روضۂ بستان
مرقدِ کیست کہ امروز زیارت گاہ ست

مر گئے پر بہی ہین زندون سے سوا فیض رسان
رونق ہر کہ پس از مرگ بماند شاہ ست

اِس تذکرہ سے ہمارا مقصد یہہ ہے کہ صاحبِ کمال بزرگوار دولتِ دُنیا سے اگر استغنا نہ فرمائین تو اونکی

ذلت ہے۔ آجکل عام درویشون کا یہ حال ہے کہ ہر کس و ناکس کے سامنے ہاتھ پہیلانے مین مضائقہ نہین کرتے اور پیشہ ور برہمنون کی طرح ایک ضعیفہ بیوہ کے مال مین بہی اپنا حصہ قایم کرنا قانونی حق سمجھتے ہین یہ طریقہ مردانِ خدا کے شان کے یقیناً منافی ہے غرض پرستی و دُنیا طلبی سے صوفیہ کرام کو کیا تعلق۔ مگر مردانِ خدا کے علاوہ عام اہلِ اخلاق اور صاحب ہمت انسانون کے لئے بہی ایک حد تک ذلت و توہین ہے۔

ہمین آسال سے زیادہ ہو چکا کہ ہم مشہور مزارات مقدس کی حاضری موقع عُرس پر اپنی سعادت سمجھتے ہین۔ بہت کم ہندوستان کے مزارات ہونگے جہان جا کر سلام پڑہنے کا شرف ہمین نہ حاصل ہوا ہو۔

زمانۂ عُرس کی حاضری سے ہماری غرض علاوہ امید حصول برکت کے جو صاحبِ مزار کی خصوصیت تقدس سے نزول انوار الٰہی کا ہونا کچہہ بعید نہین۔ یہ بہی ہے کہ ایسے موقع پر شاید کسی اہلِ باطن بزرگ کا گذر ہو جائے اور اونکے فیض برکت سے روحانی نفع حاصل ہو۔ اب تک تو ہمین مایوسی ہی ہوئی ہے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک بزرگوار کے موقع عرس پر ایک حضرت توانا و تندرست عمدہ باریک رنگین لباس پہنے کار چوبی کی قیمتی بلند کلاہ زیبِ فرقِ اقدس کئے۔ آنکہوں مین گہرا سُرمہ لگائے۔ باچہون تک پان کہائے زیب دہ انجمن ہین اور اردلی مین کثیر التعداد معتقدون و مُریدون کا دستہ صحبت مین۔ چند پرپوش شاہان مجازی ارادتمندانہ بیٹھے ہوئے توجہ لے رہے ہین۔

یہ رنگ دیکہکر ہمین خدشہ گذرا کہ خدایا اس حالت کو شان تصوف و فقر سے کیا لگاؤ ہے۔ اگر یہی فقیری و درویشی ہے تو حکومت و ریاست پر نلین حرف۔ ہمین متحیرانہ دیکہکر ایک قہاری تیور اور متکبرانہ لہجہ سے فرمایا کہ کیا دیکہا (آنکی نسبت شہرت ہے کہ حضرت کی آنکہ مین موہنی و تسخیر ہے جسکو ایک دفعہ دیکہہ لیں وہ مسخر ہو گیا) ہمنے عاجزانہ الفاظ مین عرض کیا آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا خاک نہین۔ اسپر ہم نے جواب دیا کہ اندہے کو اندہے نے دیکہا نظر کیا خاک آتا۔ یہ کہکر ہم آگے چلتے بنے۔

ایک اور بزرگوار ہین۔ جنکی مدارات اور ملنساری خارج از بیان ہے۔ اور اگر دُنیا داری کے حیثیت سے دیکہا جائے تو اُنکے ظاہری اخلاق و برتاؤ کا دعوی بہت کم انسانون کو ہو سکتا ہے۔ ہمین اونکی خدمت مین خصوصیت کے ساتہہ نیاز حاصل ہے عام لوگون کو اونکے تقدس کا جس مرتبہ لحاظ ہے حقیقتاً وہ عوام

کی غلطی ہے البتہ دُنیوی معاملات مین وہ خاص خوبیان رکہتے ہین (الدنیا دول لا یحصل الا بالزور)
کی بہت عمدہ مثال ہین۔

غرضکہ جسقدر حضرات سے ملنے کا اتفاق ہوا اورجسقدر ہمارے علم مین ہین اُن مین سے ایک بزرگوار کو ایسا نہ پایا جو محض خدا کے واسطے بندگان خدا کے خیرخواہ ہون یا جنکی خدمت مین بیٹھکر طبیعت گداز قریب قریب سب ہی تو اغراض ذاتی و حظ نفسی مین مُبتلا پائینگے۔ اور یہہ کہنا تو شاید بیجا نہو گا کہ درگاہون کے متوسلون مین اکثر حضرات ایسے نکلینگے جنکے حرکات و افعال سے بازاری اشخاص کو بہی استعجاب ہوتا ہے ہمنے تحقیقات و تجربہ کی بنا پر اپنی معلومات کے ذخیرہ کو سو سے زاید ایسے حضرات کے ذاتی و صفاتی کمالات سے بہرا پایا ہے جنپر اخلاقی الزام کے سوا دُنیا کے کسی تعزیری قانون کے سخت سے سخت جس جرم کو چاہی لگا دیجیے پہر بہی اونکی شان اُس سے بلند ہی نکلے گی مصلحت اجازت نہین دیتی کہ اُن حالات سے ان اوراق کو آلودہ کیا جائے جو کچہہ لکہا گیا یہ بہی ایک حدتک معصیت سے بری نہین۔

ہمہین بمبئی مین ایک ہندو نیک عورت مسماۃ جانکی کی فیاضی و ہمدردی حجاج کے ساتہہ دیکہکر حیرت ہوگئی حاجتمندون کی مدد کرنی اس نیک طینت رحمدل عورت کا شعار ہوگیا ہے۔

امسال جب اس خیر مجسم عورت کو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ نے حجاج کے وطن پہونچانے مین چشم پوشی فرمائی ہے (اس عدم امداد حجاج سے غالبًا گورنمنٹ کا یہ منشا تہا کہ اب آیندہ کے لئے حجاج کو اچہی طرح تنبیہہ ہوجائے تاکہ وہ اپنے ہی بہروسہ پر سفر حجاز فرض سمجہین) اوس وقت جانکی نے اپنے اثر سے چندہ فراہم کرنا شروع کیا۔ شب کو جسقدر چندہ جمع ہوجاتا۔ اوس کی صبح کو اوسیقدر حجاج کو انکے وطن کا ٹکٹ ریل دلوا دیا جاتا۔ ایک دفعہ ستّرہ حاجی اور دوسری مرتبہ تینتیس۳۳ حاجی روانہ کئے گئے مجموعی تعداد ایسے حجاج کی ڈیڑہ سو تک بیان کی جاتی ہے۔ چند مرتبہ ساٹھ۶۰ سے لیکر سو تک حجاج کو پلاؤ و قلیہ اسلامی کہانے اوسنے کہلائے۔ ہندوؤن نے اعتراض کیا کہ تمنے مسلمانون کو اپنے یہان کے کہانے پوری کچوری کہلوانے سے کیون پرہیز کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ جب تک اُنکے ہی مذاق کا لحاظ نہ رکہا جاتا تو مسلمانونکو مسرت نہوتی مجہے تو بندگانِ خدا کی خوشی منظور ہوا کرتی ہے۔

اگر اِس ہندو غریب عورت کی نیکی کا موازنہ بیگم صاحبہ بھوپال سے کیا جاوے تو زمین و آسمان کا تفاوت ہے اُنہون نے مدینہ طیبہ مین عربون کے مذاق کا خیال دعوت کرنیکے وقت ترک کیا۔ اسنے اپنے مذہب کے خلاف اہل اسلام کی خوشی مدنظر رکہی۔ وہ مسلمان والیہ ملک ہوکر اپنے ہم وطن محتاج کی ملک غیر مین بیکس چھوٹ جانے سے متاثر نہوئین۔ اِس غریب ہندو بیوہ نے چندہ فراہم کرکے کس مپرسی کی مصیبت سے نجات دلواکر مسلمانون کو مرہون احسان کیا۔ مسلمان اگر ایسے موقع پر بہی اظہار احسان مین بخل کرین تو اونکی تنگ خیالی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا نے اپنی مخلوق مین نیکی وکرم کے عطا فرمانے مین کسی قوم کی خصوصیت نہین رکہی۔ حقیقتاً اُسکے الطاف کسی فرقہ و مذہب سے مخلوص نہین۔ ہر ایک قوم مین کچھہ نیک صفات الشان ایسے پائے جائینگے جنکو دوسرون پر تفوق کا واجبی حق حاصل ہے۔ اگر ہمارے یہان کے درویش اِس عورت سے بہی ہمدردی کا سبق نہ لین تو ہماری بدقسمتی ہے۔ بوجہ اونکی شان تقدس وادب کے زیادہ عرض کرنا سوء ادبی ہے۔

مگر اتنا کہے بغیر چارہ نہین کہ جنکے دلون مین انسانی ہمدردی۔ قومی بہلائی۔ ملکی خیرخواہی اور اسلام کی محبت کا احساس نہین اور اخلاق ظاہری مین سے بہی کوئی صفت جس جماعت مین نہ پائی جاوے تو وہ کیونکر محبوب و ممدوح ہوسکتی ہے۔ عوام الناس مین سے ہر کس وناکس کا اس محترم گروہ مین داخل ہونا اور منصور بنکر نعرۂ انا الحق لگانا خرابیان پیدا کررہا ہے۔ اِس لئے نہایت دلسوزی سے عرض کیا جاتا ہے کہ موجودہ رنگ مین یہ فرقہ مبارک بہت کچھہ اصلاح وتوجہ کا محتاج ہے مگر اسکی احسن تدابیر و اصلاحین سوچنا بڑے لوگون کا کام ہے۔

ہمین یہہ بہی خوف ہے کہ جو بے ادبیان و گستاخیان وحرکات خلاف شرع مزارات مقدس پر ہوتی ہین اُن کی وجہ سے پاک روحون کو بے چینی و ایذا پیدا ہوتی ہوگی کہین اون پاک نفوس کی بیچینیان سکوت و حد و حلم کو نہ چھوڑدین اور شان جلالی مین غضبناک ہوکر قہار مطلق کے غضب کو مشتعل نہ کردین اور وہی حال ہو جیسے کہ؎

لوطؑ کی قوم کو دے شہپر جبریل الولٹ

اِس قسم کے مشائخ مین بیشتر نے حج بدل کا پیشہ اختیار فرمالیا ہے مسلمانون مین یہہ ایک نیا مرض پہیلا ہے

ظاہر ہے کہ حج بدل کے لئے جو حضرات جاتے ہین اون کا سارا بار بہیجنے والے کے سر ہوا کرتا ہے اسلئے بہت کم ان مین ایسے ہوتے ہین جو اپنا لٹ جانا بیان نہ کرین - اس مین اون کا نفع ہے - چونکہ بہیجنے والے مالدار ہوتے ہین - اسلئے جو کچہہ بہی یہہ حضرات اپنا نقصان بیان کرتے ہین وہ اونکو دینا پڑتا ہے تا وقتیکہ وہ رقم جو لٹ جانی بیان کیجاوے نہ مل جاے حج کا ثواب کیونکر دیا جاوے - یہ اچھی خاصی تجارت ہے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہہ لوگ حجاز کی جو روایتین بیان کرتے ہین وہ صحیح نہین ہوتین - عوام پر ان کے قول وفعل و وضع ولباس کا خاص اثر ہوا کرتا ہے اسلئے یہان اون روایتون کا نتیجہ خراب نکلتا ہے - حجاز مین بہی بجز ذاتی غرضون کے کسی مفید کام سے واسطہ نہین رکہتے بلکہ کوئی دوسرے شخص کو قومی خدمات کرتے دیکہتے ہین تو حتے الامکان مارج ہوتے ہین - یہان تک کہ جو اہلِ ہند کی عزت افزائی کا فکر کرے - دوسرون کے اعتراض وایذا کے رفع کرنے کی سعی عمل مین لائے - اپنے بہلائی مین دوسرے کی بہتری نکلتی ہو تو وہ بہی انکو ناگوار غرضکہ کیسی ہی قابل قدر خدمات ہون اونکے واقعات بدل کر ایسے پہلو بیان کئے جاتے ہین جو ایک مخالف کا منشاء ہوا کرتا ہے صلہ مین زبان سے قلم سے خدمات کرنے والے کی دل شکنی کرلی افضل نیکی سمجہی جاتی ہے پس نیکی کے عام خیال مٹا دینے کو بہی اپنے سفر کے اغراض مین داخل کرلیا گیا ہے یہ بڑی سدّ راہین ہین جو اہل ہمت لوگون کو شکستہ دل بناکر عزم نفع رسانی و خدمات حجاج مین ناکامی پیدا کر رہی ہین - اب دنیا مین ایسے نفوس قدسی شاذ و نادر ہین جو قومی بہلائی کرین اور لوگ اون کو برائی سے تعبیر کرین پہر بہی وہ خوشدل و سرگرمی سے اون خدمات کو انجام دیئے جاوین - اس زمانہ مین یہ بات سرسید احمد خان مغفور علیہ الرحمۃ کی ذات پر ختم ہوگئی -

مشائخ ومساکین کے علاوہ جو مالدار اصحاب جاتے ہین اون مین اکثر خبر رس ہوتے ہین کچہہ وہان جاکر خبر رس بن جاتے ہین - یہان دولت کا ممنوع حرکات مین برباد کرنا ثواب عظیم ہی کیون نہ فرض کیا جاوے مگر حجاز مین پیسون کا صرف ہوجانا خزانہ قارون کا تلف ہونا خیال کیا جاتا ہے -

یہان ایک خط کی بجنسہٖ نقل درج کی جاتی ہے جو دربارہ کرایہ مکان جدّہ کے ہے جس سے خیالات حجاج کا پتہ چلتا ہے :- "منجانب حکم بی بی صاحبہ (یہہ بہوپال کی ایک خاتون ہین) - موسومہ شیخ احمد لعبیوصاحب

السلام علیکم وعلیٰ امن اید یکم ۔ کل متواتر تقاضا درباره فیصلہ کرایہ مکان مثل رشت فقتابان عرز ایل
وارآتا تھا کہ جسکے سننے و تشدد سے کسیقدر خون خشک ہوا لہذا مناصی جان چار مکان تلاش کرائے ۔
اچھے سے اچھے ایک منزلہ سے پانچ منزلہ تک کرایہ فی کس ایک آنہ یومیہ قرار پایا اور دوسرا قاعدہ ایک روزسے
ایک ماہ تک معہ ہمراہیان کے قیام رکھو ایک گنی دینا ٹھہرا ۔ برخلاف ضابطہ عام کرایہ بیت ہرا فی کس چار آنہ یومیہ
طلب ہوتا ہے ۔ ہم اس افزونی کرایہ کا بار نہیں اوٹھا سکتے یشل دیگر کرایہ مکانات کے حاضر کرسکتے ہیں ہمارا
برتاؤ موافق دیگر یکسان نہیں چاہیے ۔ کسو مسلکیہ ہیسے اور طور بھی آپکو فائدہ ہوا اگر اوسپر بھی خیال کیا جاوے
تو ایک گونہ تشدد مین مصیبت لازم آتی ہے کیونکہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یا آدمی سے محبت نہین
روپیہ سے محبت ہو تو محض دارین مین اس قسم کا روپیہ بے سود ہے انما اموالکم فتنۃ اور اگر اوسی تعداد
پر اصرار ہے تو روپیہ ہمارے نزدیک کم ہے ۔ بسبب کمی آپسے روپیہ قرض لیا اور چند ایام امروز فردا مین آپنے
ٹہاے عقلمند کے نزدیک اُن ایام کا کرایہ ہمپر واجب نہین ہوسکتا بس اگر آپ یہ سمجھین کہ جو روپیہ دیا ہے
اور سکو مثل (لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء) کا مضمون حایل کرکے پورا کیا چاہیئے تو یون نہین بلکہ بعوض
کرایہ مکان کے خلاف آئین دیگر مکانات جبراً ٹھہرا لیا جاوے ۔ لوسامان ہمارا کرایہ مکان مین مستغرق کرکہ
اور تا حصول ٹکٹ جہاز احباب ہر روز کو مکان تلاش کرد و آج ہی اس وقت تا آمد جواب تحریر ہذا منتقل
کرتی ہون ۔ براہ مہربانی جواب بعجلت اچھا برا لکھین کہ ارادہ دلی عمل مین آوے ۔ فقط ۔ مورخہ ۹ محرم ۱۳۲۲ھ

راقمہ حکم بی بی قلمی عبد الاحد خان (ملاحظہ شد)

(ہم اس مضمون خط پر کچھہ ریمارک کرنا نہین چاہتے ناظرین رسالہ ذرا سے غور و تامل مین منشاء و معنی
عبارت سے خود نتایج نکال لینگے)

ایک صاحب جنکی مالداری کی تصدیق ایک لاکھہ روپیہ سے زیادہ ہوئی ۔ اونہون نے اوس شقدف پر
جسپر اونکی والدہ ضعیفہ سوار تہین دری یا چٹائی یا ٹاٹ وغیرہ کا حفاظت آفتاب کے لئے سایہ نہین کیا
وہ بیچاری جدہ سے مکہ تک تمام راستے طپش آفتاب کی ایذا اوٹھاتی ہوئی گئی مکہ سے جدہ واپس آن کر
وہ نیک بی بی بیمار پڑی ۔ اپنی ماں کو بیمار چھوڑکر خود بدولت مدینہ چلے گئے ۔ اونکی غیر موجودگی مین اوس

ضعیفہ کا انتقال ہو گیا۔ سلطان بخل ملک ریا کا رئیس تہا + منّی بہی اپنی مان کو نذر وہ حسین تہا +

ایک اور حیدرآبادی جو واپسی ہندوستان پر جہاز مین ہمارے ہمسفر تہے اون سے دوام نہ کسی عرب نے حساب مین زیادہ لے لئے تہے اِس بنا پر وہ تمام اہلِ حجاز کے شاکی تہے اور آخر سفر تک اونکو اس نقصان کا ملال رہا۔ اِنہین لوگون کی شان مین کسی شاعر نے لکہا ہے ؎

اہلِ ہند وہ ہین مکھی چوس	صورتون پر پرستی ہے پہٹکار	جھوٹے انہون نہ کتے کو مارین
یون ہی خالی بتاتے ہین دہتکار	ہو نہ روٹی نصیب شام تلک	تام جھولے سے لین جو وقت نہار

افسرانِ جہاز کثافت لباس و گندگی کی وجہ سے بہت ذلت کا برتاؤ ایسے مسافرون کے ساتہہ کرتے ہین اور اون کو انسان ہی نہین جانتے ہین۔ شاید اِس سے کسیکو انکار ہو کہ عموماً ہندوستانی حالت سفر جہاز مین جہان تک ممکن ہوتا ہے کثیف و خراب کپڑے ہی استعمال کرتے ہین۔ اور یہہ دیباچہٗ ذلت و تمغۂ نفرت ہے ہندوستانی تجّار نے ایک نئے قسم کی تجارت حجاز مین جاری کر رکہی ہے وہ اپنے مال کو عمداً ایا لا پرواہی سے لٹ وا دیتے ہین۔ اِس مین فائدہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ترکی مال غارت شدہ کے معاوضہ ادا کرنے پر مجبور ہے۔ غارت شدہ مال کی جسقدر قیمت چاہی لکہا دی۔ اِس حیلہ سے وہ تین مہینہ کے اندر اندر قیمت مال معہ منافع خاطر خواہ کے بلا دردسر وصول ہو جاتی ہے۔

مشتاق احمد نامی نو مسلم جنکو ہندوستان سے حجاز گئے ہوئے بہت زیادہ زمانہ نہین ہوا جب حجاز گئے تہے تو اونکی پاس پانسو روپیہ سے زیادہ سرمایہ نہو گا جو ٹہیکہ وغیرہ کے ذریعہ سے چندروز مین ایک اسلامی ریاست سے حاصل ہوا تہا جس بزرگوار نے اونکی مدد فرمائی تہی اون سے ہمین اچہی طرح بنیاد حال ہے مشتاق احمد کی نسبت یہ خبر اوڑائی گئی کہ اونکا تیس ہزار کا مال امسال عقبہ کے راستہ مین لٹ گیا یہان لحاظ طلب یہ امر ہے کہ جو شخص چار پانچ سال ہوئے پانسو روپیہ لیکر ہندوستان سے عرب گیا ہو۔ بر تقدیر وہ تمام و کمال بلکہ المضاعف ہی سرمایہ اُسکے پاس راہ مین ہو گیا ہو۔ اور اوس سرمایہ سے اوس نے تجارت شروع کی ہو تو اس قلیل مدت مین اِتنا مالدار ہونا قیاس مین آسکتا ہے کہ تیس ہزار کا مال ایک موقع پر اوس کا لٹ جائے

خدا نے چھپّر پھاڑ کر دولت دیدی ہو یا کسی مالدار حاجی کا گلا گھونٹ کر اتنی بڑی رقم حاصل کی ہو تو بات ہی دوسری ہے ورنہ واقعی حالات کا اقتضا یہ ہرگز نہین ہے کہ اس گپ کو کسی اعتبار سے بھی صحیح مانا جاے

اِس قصہ کو ایک معتبر شخص نے ہم سے جسطرح بیان کیا وہ سُننے کے قابل ہے۔ امسال ایک تجربہ کار ہندوستانی نے اپنے گھر کا کچھہ زیور مشتاق احمد کے سپرد کر کے ہدایت کی کہ کسٹم ہوس جدہ مین بغرض ادائے محصول ایکہزار قیمت زیور کی لکھا دینا۔ اِس ہدایت پر پورا عمل کیا گیا۔ اتفاقاً وہ مال مکّہ جانے وقت لُٹ گیا اب صاحب مال کو سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ محصول بچانے کی وجہ سے قیمت کم لکھائی تھی اور تھا وہ کسیقدر زیادہ کا لیکن گورنمنٹ ٹرکی نے دو ہزار روپیہ اس مال کی بابت ادا کیا گو صورت موجودہ مین انصافاً ایکہزار سے زیادہ نہ ملنا چاہیے تھا۔ ہندوستان مین تو ایسی روئداد پر الٹی سزا ہوتی۔ یہ گورنمنٹ ٹرکی کی رحمدلی ہے کہ ایسے لوگون کے ساتھہ جو حقیقت مین قانونی مجرم ہین رعایت و عنایت کیجاتی ہے۔ یہ امر زیادہ محتاج توجہ برٹش گورنمنٹ ہے کہ جو تجار ہند اپنی فریبی کارروائی سے گورنمنٹ ٹرکی کو زیربار کرتے ہین اونکے معاملہ مین ضرورت سے زیادہ احتیاط عمل مین لانے کی ہدایت کونسلیٹ جدہ کو فرمائے کہ وہ تفتیش و تحقیقات ایسے لوگون کے معاملات کی جو معاملہ کے صاف نہین ہین غور سے کرے اگر جیزوی کارروائی مین ان کا جھوٹ ثابت ہو تو عمل قانونی مین رحیمانہ برتاؤ نہ کیا جاوے۔ کم از کم وہ تدارک ضرور ہونا چاہیے جو ہندوستان مین حسب تعزیرات ہند عمل مین لایا جاتا ہے۔

جن لوگون کے اخلاق بہت خراب ہو گئے ہین۔ تا وقتیکہ اونکو خوف قانون نہو گا جس سے دغابازی و بے ایمانی کے بُرے نتائج بھگتنے پڑتے ہین۔ اُنکی اخلاقی اصلاح کی امید نہین۔ بُرے افعال کی روک عبرت انگیز سزاؤن سے ہوتی ہے۔ انسان بُرائی سے پرہیز اور جرائم سے گریز قانونی دہشت کے سبب زیادہ کرتا ہے۔ اِسلیے یہ امر بہت کچھہ برٹش کونسلیٹ جدہ کی توجہ کا بھی محتاج ہے۔

غرضکہ کیا مساکین۔ کیا مشائخ۔ کیا مالدار۔ اور کیا تاجر سب ہی تو گورنمنٹ ٹرکی کے نقصان پہونچانے اور حجاز کے بدنام کرنے پر آمادہ رہتے ہین۔ اور اپنی بداخلاقیون۔ فریبی کارروائیون۔ ناواجب حرکات ناسناسب طوار سے وہ مثالین قایم کرتے ہین جس سے ہماری قوم کے بداخلاق آدمی کو بھی شرم آئے۔

یہہ ہماری بدنصیبی کی روشن دلیلین ہین کہ ایسے مقدس مقامات و مبارک سفر مین بہی ہماری اخلاق و عادات۔ حرکات۔ معاملات مین نہ خوبی پیدا ہوتی ہین نہ خیالات گندگی سے محفوظ رہتے ہین۔ ایسے عظیم الشان مجمع مین ہمارے لئے یہہ قحط الرجال تہا کہ نگاہین بے چین ہو ہو کر ہمدرد اہل ملک کو ڈہونڈتی تہین مگر نتیجہ مایوسی تھا۔ ایک ہمدرد آشنا پر نظر نہ پڑتی تہی جسکو دیکہہ شخصی تکالیف کا شکوہ کی۔ ذاتی اغراض مین مبتلا۔ مگر ہمارے ہم ملکون کے لئے (یہان مراد ہندوستانیون سے ہے) دلسوز معدوم۔ خیر طلب مفقود۔ مہر تحمل و امنگیر۔ محبتین ناپید۔ خیالات پست۔ طبیعتین کاہل۔ پس اخلاق و مروت و کریم النفسی و سخاوت و مستعدی و تحمل۔ ہمت و صبر و مہمان نوازی و رفیق پروری۔ کہ یہ اوصاف ایک مسلمان اور نیک دل انسان مین ہونے لازمی ہین اور جنکو ستودہ خصائل سے خاص تعلق ہے اور جو اسلامی قانون کے مضبوط اصول ہین۔ اور یہی اوصاف ہندوستانی عازمان سفر حجاز مین شاذ کا حکم رکہتے ہین۔ ان اخلاق پر جس سے سنئے یہی سنئے کہ اہل عرب مین محبت نہین۔ مروت نہین۔ اہل حجاز مین دلداری نہین۔ دلجوئی نہین۔ سبب اس کا ظاہر ہے کہ اونکے اخلاق و مروت کو مان لیا جاوے تو خود بُری بنتی ہین۔ کوئی بُرا بہی اپنے آپ کو بُرا کہے گا۔ یہی بات سمجہہ مین آجائے تو بُرا ہی کیون رہے۔ اگر بُرائی معلوم بہی ہو جاوے تاہم اپنی زبان سے کوئی کیون تسلیم کرنے لگا۔ اسلئے سیدہی سی بات یہ کہدی جاتی ہے کہ اہل حجاز اچہے نہین مگر حقیقت مین یہ عصبیت ہی کہ محافظان بیت اللہ و ساکنان دیار نبوی ؐ کے افعال و خصائل کو دغابازی و مکاری کی خراب عینک سے دیکہا جاوے اور جسقدر خراب معنی ہمارا حسد و تعصب قایم کر سکتا ہے وہ بنائے کئے جاوین اونکی اطوار و افعال پر نکتہ چینی کرنے یا کوئی الزام لگانے سے پہلے ذرا اپنے گریبانون مین مُنہ ڈالنا چاہئے۔ ضعف عقیدہ۔ واقعات کی غلط فہمیان۔ مبالغے۔ حسد اور پہر وہ شہرتین جو خود غرضیون سے پہیلائی جاتی ہین سب کو بہی پیش نظر رکہنا چاہئے۔

یہ کیا کہ اپنے عیوب تو سرتا پا ہضم اور اونکی نکتہ چینی بڑے پیمانہ اور بڑے پیرایہ مین ظاہر کرکے تحقیر کیجائے اقتضائے عقل و لازمہ شرافت اسکے ساتہہ عظمت و ادب بالغ ہے کہ ساکنان حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما و آل نبی ؐ و اولاد علی رض پر الزام لگانے مین خوف کرنا چاہئے۔ اونکے ادب و احترام کے ثبوت مین صرف حدیث

خانۂ خدا و خانۂ محبوب خدا کافی ہے یہ امر غور طلب ہے کہ اہل ہند اپنے اخلاق و برتاؤ کی بنا پر غیر ملک والون کے کہان تک واجب الرعایت اور مستحق عنایت ہین جبکہ ہم مین نہ دوسرون کی ایذا کا احساس نہ فیاضانہ اطوار کی جانب میلان نہ برائیون کے مٹانے کا خیال۔ نہ خودغرضیون سے نفرت۔ نہ انسانی ہمدردی۔ نہ قومی غمخواری۔ نہ اسلامی خیر طلبی ہے۔ اگر ہے تو محض خود مطلبی اور خودغرض شخص سے کسی کو بہی انس نہین ہوسکتا۔

اچہے برے سب جگہہ ہین۔ مگر اتنا فرق ہے کہ عرب مین سید ہے سادہے۔ سچے اور اچہے اکثر اور ہم مین چالاک دیہے بکثرت۔

وہ فطرتاً بامروت و مہمان نواز ہوتے ہین اور ہم اگر کسی کی مدارات کرتے ہین تو کوئی غرض پہلے مدنظر رکہہ لیتے ہین۔ ہمارا دعوی ہے کہ وہان خوبیان زیادہ ہین۔ بڑی ضد ہے اور عوام سے اسی بات مین ہے۔ کہ تمین سے کوئی حضرت فرماتے ہین کہ وہان طلاق کے رواج نے کسیکو باعصمت نہین رہنے دیا۔ گہونگٹون مین وہان کی مستورات (نعوذ باللہ) نظربازیان کرتی ہوئی نکلتی ہین۔ ہم کہتے ہین۔ یہ کہنا اسلام کے بہترین اصول کی توہین ہے۔ اسکے ساتہہ ہمکو اپنے ذاتی تجربہ کے ذریعہ سے جو مدت ہائے دراز کی سیاحت مین حاصل ہوا ہے اس بات پر اصرار ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ سے بدرجہا زیادہ وہان کی مستورات مین حیا و عصمت ہے اور وہان کے مراسم کا اقتضا بہی یہی ہے کہ وہان مستورات صاحب حیا صاحب عصمت زیادہ ہون۔

طلاق و تفریق کے رواج نے ایک بڑی خرابی و خانہ داری کا انسداد کر دیا ہے۔ رسم طلاق و طریقۂ ازدواج ثانی زنا و حرام کے لئے پوری سپر ہین۔ گہونگٹون مین نظربازی کا بیان محض خبث باطنی یا طبعی بدخیالی کی بنا پر سراسر اتہام ہے۔ وہان جس خوبصورتی سے پردہ کا رواج ہے اور جو پردہ پوشش لباس ہے شاید روئے زمین پر اس سے بہتر کسی حصۂ دنیا مین نہو گا۔ جن حضرات نے یہ اتہام لگایا ہے وہ ایک اعتبار سے معذور بہی خیال کئے جا سکتے ہین۔ غالباً انہون نے اپنے ملکی رسم و رواج۔ اپنے وطنی حکومات اپنی چال و چلن سانچہ ذاتی خیالات پر رائے زنی کی ہوگی مگر ہند و عرب مین بحر و قلزم۔ رسم و رواج۔ زبان و لباس کے فاصلے سدراہ ہین۔ اس لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس بحث کو ہم یہین تک

چھوڑتے ہین۔ زیادہ چھیڑنا نامناسب خیال کرتے ہین۔

کسی کا قول ہو کہ وہان گرانی ہے، تمام اشیا مہنگی ملتی ہین۔ اوّل تو اس کی شکایت خدا سے کی جائے کہ خانۂ خدا کیون ایسی جگہہ تجویز فرمایا جہان قدرتی طور پر سامان معیشت کم ہین۔ تاہم ہندوستان کی پہاڑی مقامات سے ہرگز زیادہ گرانی نہین بلکہ ارزانی ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ مطوفون کے برتاؤ حجاج کو تکلیف دہ ہین۔ اِس شکایت کو ہم تسلیم بھی کرلین پھر بھی ہندی مجاوران مزارات سے ہرطرح مطوف صاحبِ اخلاق و بامروت ہین۔

کسی صاحب کا مقولہ ہو کہ وہان کے باشندے سخت طبیعت وبدمزاج ہین۔ ہماری راے مین یہانکے رحیم مزاج نیک طینت اور وہان کے کڑے طبیعت اور بدمزاج مساوی کہے جا سکتے ہین۔ اور وہان کے نیک مزاج اصحاب کے اخلاق و خوبیان تو بیان سے مستغنی ہین۔

یہ تو اکثر کا بیان ہے کہ وہان کرایۂ شتران زیادہ ہے اور دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہان ہجوم مذہبی اور نیز میلون کے موقع پر جو شرح کرایہ ہوتی ہے اور ہوتی جاتی ہے۔ اِس مناسبت کا لحاظ رکھا جائے تو اغلبًا یہ کرایہ کی شکایت بھی محض بے وقعت نکلے۔

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ فرمانروا ے حجاز سخت ظالم اور انتظام حجاز حد سے زیادہ خراب ہے۔ ظلم کی فہرست و خرابیٔ انتظام مین وہی افزونیٔ کرایہ بیان ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہین کہ ہندوستانی چھوٹے و بڑے روسا سے قطع نظر کیجئے۔ ایک معمولی با اختیار اہلکار ہندوستانی کے مظالم و سختیون کی برابری مین کُل اہلِ حجاز کو خفت اوٹھانی پڑے گی۔ اِسی معیار سے خرابی انتظام مین بھی وہ مُلک و صاحبِ مُلک کوئی درجہ فضیلت نہ حاصل کر سکے گا۔

لبطور اختصار یہ فہرست پیش کرکے ہم عرض کرتے ہین کہ یہ ہماری کس درجہ بدنصیبی ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر پہونچکر ہم ستودہ اخلاقی۔ و نیک خیالی کی نعمت سے محروم رہتے ہین۔ یہ ایک افسوسناک بات ہو کہ ہم نہ وہان کی اصلاح طلب امور پر متوجہ ہوتے ہین نہ ذرائع تحقیق بہم پہونچاتے ہین بلکہ اِن سب کے عوض شکایتون کا طومار ساتھہ لاتے ہین۔ یہان آکر جو جی مین آیا بلا خیال مآل کار بے تکان مجذوب کی بڑ کی

طرح لکھ ڈالا۔ اصلی غرض اِس بیان سے نہ دل مین پہلے کچھہ ہوتی ہے نہ بیان کے وقت مدِنظر رکھی جاتی ہے۔ جس سے یہ سمجھہ مین آسکے کہ مقصد کیا ہے اور آخر چاہتے کیا ہین۔

بہین بڑی دقّت اُن بزرگوارون کے سمجھانے مین پڑتی ہے جو اِن مجذوب نا عاقبت اندیش یا اُن حضرات کے بیان مین جو واقعات سے صحیح نتائج نکالنے کی قدرت نہین رکھتے۔ اصولِ موضوعہ یا علوم متعارفہ کیطرح محل شک اپنے ذہن مین نہین آنے دیتے۔

چاہیئے یہ کہ وہان کے شکوے وشکایت کی بجائے اصلاح کی تدابیر سوچی جاہین اُن تدابیر کے عملدرآمد مین کافی سعی فرمائی جائے نیز سادے بیان مین مہذبانہ طریقہ پر راستی وصفائی سے سچی شکایتون کا اظہار کیا جائے۔ بیان مین مخالفت یا خودغرضی کی جھلک نہ آنے پائے تو اوسپر خیال ہوا اور ضرور ہو۔ اور اُسکا اثر ہوا اور بہر ہو۔ جب بناوٹ کو دخل ہوگا اور مخالفت کی بو پائی جائیگی تو وہ امور شبہہ مین پڑ جائین گے۔ اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔

سچی کوششین اور نیک نیتی کی تحریکین ایسی چیز تہین کہ دل سے کیجاوے اور اوسکا اثر نہ پیدا ہووے یہ ہماری شامتِ اعمال کا احسان ہے کہ نیک وبد کی تمیز ہم مین باقی نہین رہی۔ اِسلامی برکتین اور سچی ہمدردیان ونیک خیالات آب روئے محبوب مین جنکے دیکھنے کی ہلالِ عید کیطرح تمنّا کیجاتی ہے۔

خوش خلقی ومروت اہل حجاز کا ایک واقعہ یہان بیان کیا جاتا ہے جسکی مثال پیش کرنے کا دعوے کوئی مہذب سے مہذب وخوش اخلاق قوم بہی بمشکل کرسکے گی۔ زمانہ قیام مدینہ طیبہ مین ایک ہندوستانی زائر مبتلائے اسہال ہتا۔ ایک دن بعد انفراغ ضروریات اوسے اپنی جائے قیام سے شہر مین کسی دوسری جگہ جانے کا اتفاق پیش آیا اوسکے ساتہہ ایک رفیق بہی تہا۔ کچھہ دُور چلا تہا کہ قضائے حاجت نے بیچین کیا۔ راہ مین کوئی جگہ رفع حاجت کے لئے نظر نہ پڑی۔ اور بے چینی کی کیفیت اِس حد تک پہونچی کہ قریب تہا کہ پاخانہ خطا ہوجائے اِتنے مین ایک مکان کا پہاٹک کہلا۔ ایک جاریہ بہرقہ پوش نکلی۔ اِس موقع کو اِن ہندوستانی صاحب نے بہت غنیمت سمجھا اور فی الفور دہلیز مین جاکر کیواڑ کی آڑ مین رفع ضرورت کے لئے بیٹھ گئے۔ لونڈی۔ یہ حالت دیکھکر اولٹے پاؤن مکان مین واپس گئی۔ اندر سے ایک لوٹہ پانی

کا اور چند ڈھیلے لاکر منہ پھیر کر زائر کے قریب رکھدئے اور خود بازار چلی گئی۔ اس بات سے زائر کو اطمینان ہوگیا کہ ہماری یہہ حرکت ناگوار نہین گزری۔ بفراغت تمام رفع ضرورت کی۔ جب یہ فارغ ہوکر باہر نکلے تو اندر سے صاحب خانہ آیا جو عمدہ لباس پہنے تھا۔ اُسکو دیکھکر یہہ دونون زائرین گھبرائے اور بہت منت و لجاجت سے اپنی ناگزیر ضرورت کا اظہار کیا۔ صاحب خانہ نے نرم الفاظ مین کہا کہ آپ پریشان نہون۔ میری غرض آنے سے یہہ ہی کہ آپ تھوڑی دیر کے لیئے اندر مکان کے قدم رنجہ فرمائین۔ یہہ آپکی تکلیف میری سعادت ہی۔ میرے مکان کا ہر حصہ زائرین کا سبیل ہی آپ حضرات اوس ذات گرامی کے مہمان ہین جس محسن خلائق نے جنگلی باشندون کو مہذب و صاحب مروت بنا دیا۔ اس سے زیادہ ہماری کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ زائرین روضۂ اقدس رسول کریم کی کوئی خدمت ہم بجا لائین۔ یہ سنکر دونون زائر اندر مکان کے گئے۔ وہان دستر خوان پر انگور و انار و چند قسم کی شامی مٹھائیان وغیرہ موجود تھین جن مین سے حسب خواہش زائرین نے کچہہ کھایا۔ بعدہٗ صاحب خانہ جو ایک ترکی افسر تھا ان ہندیون کو اونکے قیام گاہ تک پہونچا گیا۔ اس واقعہ سے وہان کے مسلمانون کی حسن مروت و خوبی اخلاق و خوش عقیدت کا اندازہ ناظرین فرمالین۔ ہندوستان مین تو اس حرکت پر مداخلت بیجا اور نہ معلوم کن کن الزامات مین دعوی کیا جاتا اور قبل رجوع نالش کے خود ہی اچھی طرح مرمت کرلیجاتی۔

گو زمانۂ حال کی سی وہان نہ تعلیم ہے نہ تہذیب۔ نہ قانون صحیح نہ تمدن درست۔ ملک کی کمی پیداوار یون ہی کیا کچہہ کم مصیبت ڈھاتی ہے۔ اُسپر یہ آفت کہ سات سال سے بارش نہین چشمے خشک ہوگئے۔ کنوون مین پانی نرہا۔ اگر یہ واقعات ہندوستان جیسے سرسبز و شاداب ملک مین جہان ہزارون ذرائع بہم رسانی آب کے مہیا ہین۔ ایک سال بہی کبہی پیش آجاتے ہین تو قیامت نازل ہوجاتی ہے۔ مقامی غربا کے علاوہ بیکانیر جودہ پور۔ اودے پور وغیرہ کے کنگلون کا ٹیڑی دل ہندوستان کے جس شہر مین پہونچ جاتا ہے وہ شہر اوجاڑ۔ بازارون مین نکلنا دشوار۔ چیزین بیچنا مشکل ہوجاتا ہے۔ جرائم کی تعداد بڑہجاتی ہے۔ علانیہ ڈاکہ پڑنے لگتے ہین۔ دن دہاڑے راستے لٹتے ہین۔ بکثرت رہزنیان ہوتی ہین۔ باوجود قانون بردہ فروشی کے ہزارہا بچے بک جاتے ہین۔ سیکڑون غیر مذہب والون کے بیدام غلام بنتے ہین۔ اگر

کسی سال کلیر شریف کی نہر یا اجمیر شریف کے اناساگر مین پانی کی قلت ہوجاتی ہے تو پہر وہان کی سیلانی سے اوس مصیبت کو دریافت کیجیئے کہ کس قیامت کا سامنا ہوتا ہے۔

حجاز کی حالت دیکھکر خدا کی شان نظر آتی ہے۔ قدرتی ریگستانی ملک پہر آفت سماوی سے دائرہ معاش تنگ۔ قوم کی قوم مین درشت خوئی۔ طبیعت مین تندخوئی۔ عادت مین آزادی۔ حرکات مین خودمختاری اور یہ اوصاف انکو وراثتاً آبا و اجداد سے ترکہ مین ملے ہین اور اونکی فطرت کا جزو بن گئے ہین اسکے ساتھہ آئے دن کی قبائلی خانہ جنگیون روز کی مصیبتون نے اونہین گو دوسرون کے لیے بہی بے رحم بنا دیا ہے مگر اُن مین مکاریان۔ ریاکاریان۔ دغابازیان۔ غرور و تکبر بیجا نمود و نمائش نام کو نہین۔

۱۔ عموماً تمام عرب خصوصاً بدوی قبائل نہایت سادہ مزاج ہے۔ اور معاشرت کا سیدھا طریقہ مدت دراز سے اُن مین رائج ہے۔ سب کا چال چلن قریب قریب یکسان ہے۔ اپنی ہر ضرورت مین کفایت شعاری اور جو کچھہ مل گیا اوسپر قناعت کرنا۔ اونکی طبیعت کا اعلے جزو ہے۔

۲۔ مہمان نوازی مین نہایت فراخ حوصلگی کرنا اُن کا قومی خاصہ ہے اور تمام شرافتِ انسانی کا لب لباب اور جملہ حسنات و اوصاف حمیدہ مین اسکو افضل۔ ورمسافرون و مہمانون کی مدارات مین فیاضی دکھانا اخلاق و تعظیم کے ساتھہ پیش آنا بڑا فرض انسانی خیال کیا جاتا ہے۔ اِن اوصاف مین جسکو معرا پاتے ہین اوسکو حقیر جانتے ہین۔

۳۔ رفیقون کے ساتھہ شفقت پیش آنا۔ ساتھیون کی خبرگیری کرنا۔ نیک اوصاف مین داخل ہے اس جانب سے جو لاپرواہی کرتا ہے اوسکو نہایت بُری نظر سے دیکھتے ہین۔

۴۔ بیکسون و مساکین کی مدد تمام حسنات مین برتر سمجھی جاتی ہے اور جو شخص اس نیکی مین جس درجہ زیادہ امتیاز رکھتا ہے اوسیقدر اوس کی تعریف کیجاتی ہے۔

۵۔ اپنی عزت کا لحاظ اور ایفائے عہد کا خیال تمام فرائض و ذمہ داریون مین ممتاز سمجھا جاتا ہے۔ اِن اوصاف مین اُنکو مذاجبی فخر حاصل ہے اور یہ صفات اونکے قبائلی قانون کے اعلے اُصول ہین۔ یہ مسلمہ ہے کہ دنیا کی کوئی مہذب قوم وفائے عہد مین اُن سے برتری و ہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتی۔

۶۔ شہری عرب خصوصاً مکی و مدنی نہایت خوش تمیز۔ خوش لباس۔ خوش خوراک ہین مستورات شہری کو خانہ داری کا خاص سلیقہ ہے۔ وہ جس ستہرائی کے ساتھہ مکان اور جس صفائی کے ساتھہ بچون کو رکھتے ہین اس سے اُنکی خوش پوشاکی وصاحب تمیز ہونے کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

۷۔ اسکے علاوہ علی العموم اہل عرب خوش بیان اور نرم زبان بھی ہین چھوٹے چھوٹے بچون کی باتون سے اُنکی فصاحت و لطافت بیان کا حال معلوم ہوتا ہے تذکرون مین جو کچھہ کمی ہے وہ علم کی ہے۔ جہالت کا اُن مین ایسا عیب ہے جو انکے بہترین اوصاف و اعلیٰ خوبیون کو ظاہر نہین ہونے دیتا۔ بجز اس ایک عیب کے باقی اخلاق و مروت۔ مہمان نوازی۔ مدرفیق پروری مین وہ جسقدر چاہین دعوے کر سکتے ہین۔

اہل ہند مراسم عرب کی تائید ہی سے پہلو تہی نہین کرتے بلکہ وہان کے رواجی قوانین کی ترمیم کر سکتے ہین جس کا لازمی اثر یہ ہے کہ خود بھی تکلیف اوٹھاتے ہین اور دوسرون کو بھی ایذا پہونچاتے ہین۔ اسکا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ دنیوی آسائشین تو یون گئین۔ اب کچھہ تو اوس تکلیف کی بنا پر اور کچھہ طبعی تحریک سے (مگر بجائے شکر گذاری نعمت حج و زیارات حرمین شریفین حاصل ہونے پر) مرکز اسلام کی شکایتین اپنی خودغرضیون کی ناکامی پر اپنے بھائیون کی بُرائیان۔ دوستون کی دلداری سے پہلوتہی اپنا ہم جنس کی غمخواری سے دست برداری کیجاتی ہین۔ دین کا فیصلہ بھی یون ہوا۔ اب بجز خسر الدنیا والآخرہ اولٰئک ہم الخاسرون کے کیا باقی رہگیا۔

بے بضاعتی و اخلاقی و طبعی کمزوری کی بدولت جو دقتین اپنے آپ مہیا کی ہوئی ہون اون کا الزام اورون پر لگانا انصاف کا خون کرنا ثواب کھونا اور اپنے آپ کو مجرم بنانا ہے۔ حقیقت مین مرکز اسلام ایمان کی کسوٹی ہے۔ کھوٹا کھرا صاف معلوم ہو جاتا ہے۔

ہندوستان کے قریب ہر بڑے حصّہ سے جیسے پنجاب۔ بنگال اور ممالک مغربی و شمالی وغیرہ مین بمبئی تک کم و بیش دو ہزار میل کا سفر ہے۔ بمبئی سے جدّہ تک بحری مسافت آمد و رفت مین چھہ ہزار میل سمجھہ لیجیے پھر حجاز مین خشکی کا سفر سات آٹھہ سو میل سے کم نہین۔ اِس حساب سے تقریباً نو ہزار میل سفر بری و بحری مسافران حجاز کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اِس دور و دراز سخت و صعب سفر کے لئے جو مختلف مواقع

مری کا زبانوں و ذوقی بیان من حقیقتا دواعی ریاستی خیال ہے

پہر اخراجات پیش آتی ہین سیا آسکتے ہین - اُن کی مقدار تخمینی ہر ذی ہوش اپنے ذہن ہین خود قایم کر سکتا ہے - ہندوستان مین جہان کا سفر ہر اعتبار سے آسان ہے مزارات مقدّس پر جاکر زائرین کو جو صرف کرنا پڑتا ہے اوس کو ملحوظ رکہکر بہی ایک تخمینی تعداد خرچ کی قیاس کی جاسکتی ہے اِسکے بعد وہ اعلان جو منجانب گورنمنٹ آف انڈیا دربارہ اخراجات سفر حجاز شایع ہوا ہے اورجسمین تخمینی تعداد قریب قریب پانچسو روپیہ کے درج ہے - اُسکو پیش نظر رکہنا چاہیے -

اِس جگہہ امیدواران خطاب خانصاحب - و خان بہادری و رائے بہادری وغیرہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا نامناسب نہین ہے یہ دُنیوی اعزاز اونکو کیا کیا دقتین اوٹہا کر اور کس قدر مالی بار گوارا فرماکر اور کس خوشامد دہیرا یہ کو عمل مین لاکر نصیب ہوتا ہے -

برسون حکام ضلع کی فرمانبرداری مین اظہار اطاعت کرنا مختلف موقعون پر کثیر چندہ دینا ہر احکام کی بجا آوری مین مستعدی دکہانا - پیشی کے اہلکارون کی خاطر و تواضع - اردلی کے چپراسیون کا انعام واکرام - اسی قسم کے سیکڑون اسراف و خوشامدین کی گئی ہونگی - جب جاکر کہین خطاب خانصاحب یا خان بہادر حاصل ہوا ہوگا -

اِسکے ساتہہ ایک یہ بہی بات بیان کرنے کے قابل ہے - اگر کوئی شخص ایک خفیف جرم مین ماخوذ یا حاکم کا معتوب ہوجاتا ہے تو اوس جرم سے برائت یا خوشنودیٔ حاکم حاصل کرنے مین سیکڑون اور بعض اوقات ہزارون روپیہ صرف کردینے مین دریغ نہین کرتا اور پہر بہی حسب خواہش کامیابی نہین ہوتی - اب سفر حجاز کو دینی و دنیوی دونون پہلوون سے دیکہئے پبلک مین تو حاجی کا معزز خطاب باعظمت بنادیتا ہے - رہی دینی بہتری اوسکے لئے مذہبًا الیقین کامل ہے کہ تمام سالقہ سیہ کاریون اور خطاؤن پر قلم عفو جاری ہوگیا - اُولٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ[۱] - اسکے ساتہہ - وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ[۲] أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ[۳] وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - یہہ

۱؎ یہی لوگ ہین جنکا بدلہ اونکے پروردگار کیطرف سے مغفرت ہے ۱۲ ۲؎ جو لوگ ایمان لائے اور اُنہون نے نیک عمل کیئے اُنکو خوشخبری سُنادو کہ اُنکے لئے باغ ہین جنکے تلے نہرین بہہ رہی ہین ۱۲ ۳؎ اور وہان اُنکے لئے بیبیان ہونگی پاک وصاف اور وہ اُن مین ہمیشہ رہینگے ۱۲

کتنی بڑی خوشخبری اور عیش دائمی کی سندین ہاتہہ آتی ہین۔

ان دینی و دُنیوی کامیابیون و نعمتون و عظمتون کے عیوض پانچ سو روپیہ کی کیا حقیقت و وقعت ہے۔ اگر اس قدر روپیہ لیجانے کی استطاعت نہین ہے اور گورنمنٹ کی صلاح و ہدایت پر کاربند ہونے مین قاصر ہین تو دوسرے ملک مین مُفلس ہو جانے اور عالمِ مُفلسی مین جو تکالیف پیش آتی ہین اونکے برداشت کرنیکے لئے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے۔ اب یہ کہنا کہ پہلے حج تین سو روپیہ مین ہوا کرتا تہا یہہ بالکل سچ ہے مگر یہہ جواب دینا ہوگا کہ جہازون مین پہلے فی حاجی کتنی جگہہ ملتی تہی اور کس کشمکش سے حاجی سوار کرائے جاتے تہے۔ اس کے جواب مین تامل ہوگا۔ ہم سے سُنئے کہ جبتک قانونِ حجاج نافذ نہین ہوا تہا کوئی جگہہ کی قید نہ تہی اب سولہ فٹ جگہہ ہر حاجی کو ملنا لازمی ہے۔ جہازون کی پیمائش ہو کر ہر جہاز کے لئے ایک تعداد قرار دیدی جاتی ہے اُس معینہ تعداد سے اگر کچہہ آدمی زیادہ بٹہا لئے جاوین تو فی کس پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا قانوناً مقرر ہے۔ اسکے علاوہ سارا قصور ترقی اسبابِ آرام و عیش کا ہے۔ ان بیان لوگون کے لئے سامانِ آرام ترقی کر رہے ہین پہلے جہان ایک پیسہ مین آدمی گذر کرتا تہا اب ایک روپیہ مین شکایت باقی رہجاتی ہے پس حج کی فرضیت من استطاع الیہ سبیلا کی صورت مین ہے۔ جان رکہنا ہرحال مین فرض ہے۔ پہر بہی اگر شوقِ بیت اللہ و بیت الرسول لیجاتا ہے تو ایذاؤن پر صبر کرنا۔ تسلیم و رضا سے کام لینا اقتضائے محبت ہے ... ست کی طلب اور دیار محبوب کے اشتیاق مین جو تکلیف پہونچے اوسکو راحت سے تعبیر کرنا چاہیے۔ شکوہ و شکایت قانونِ محبت مین شدید جرائم ہین۔

ہم والیانِ ملک و امراء کے لئے بغرض آسانی سفرِ حجاز ایک یادداشت یہان درج کرتے ہین اگر کماحقہ اس کی پابندی کی گئی تو غالباً سفرِ حجاز مین شکایتین پیدا ہونے کا موقع ہی نہ پیش آوے گا۔ یہ یادداشت عام حجاج کو بہی مُفید ہوگی۔

۱۔ قبل از روانگی برٹش کونسلیٹ جدّہ سے خط و کتابت ہونا چاہیئے اگر وقت اتنا ہو کہ جواب جدّہ سے مل سکے تاہم روانگی کی اطلاع اور تخمینی تعداد ہمراہیون کی مع اونکے رتبے و حالت کے لکہہ بہیجنا چاہئے۔

۲۔ چلنے سے پہلے ایک بجٹ طیار کیا جاوے جسمین ہر ایک قسم کے اخراجات تخمینی مدِ نظر رکہکر صرف کا

اندازہ تجویز وطے ہونا چاہئیے ایسے بجٹ کی تیاری اوس شخص کے سپرد کی جاوے جو سفر کا تجربہ رکھتا ہو روشن خیال و مہمان نواز ہو ۔ مطلب یہہ ہے کہ جُزرس و بخیل نہو ۔ اگر اوسنے ہندوستان مین شملہ و نینی تال وغیرہ پہاڑون کا سفر کیا ہے تو وہ اوس شخص سے بھی جو سفر عرب کر چکا ہے زیادہ موزون و مناسب ہوگا ۔

۴ ۔ ایک مکمل فہرست ہمراہیون کی حسب ذیل تیار کر لی لازمی ہے ۔

(الف) خواص ۔ مثلاً رئیس کی خاتونین و اعزا وغیرہ ۔

(ب) مصاحبین اعلیٰ ۔ جنمین مرد و عورات کی تعداد جُدا جُدا ۔

(ج) ملازمان و خدام ۔ جنمین مرد و عورات کی تعداد جُدا جُدا ۔

باستثنائے خواص کے دس دس اشخاص کی ایک پارٹی (جماعت) نمبروار فہرست مین درج کرنی چاہئیے ۔

۴ تقسیم درجات ریل و جہاز ۔

تعداد درجہ اوّل ۔ تعداد درجہ دوم ۔ تعداد میانہ درجہ ۔ تعداد درجہ سویم ۔

۵ ۔ حوائج ضروری ۔

روساء و امراء تو اپنی ضرورتون اور آسائیشون کو مدنظر رکھکر سامان ہمراہی کے لئے مزاج شناس خدام کو حکم دین ۔ لہذا اُنکے لئے زیادہ لکھنے کی یہان ضرورت نہین ہے ۔ مگر اتنا خیال رہے کہ صندوق و بکس جہان تک ممکن ہو ایک پیمانہ کے ہونے چاہئین ۔ یہ بات سفر خشکی مین راحت رسان ہوگی اونٹون پر بار کرنے مین دقت نہ پیش آئے گی ۔

۶ ۔ عام ہمراہیون کے لئے ایک ہی وضع کے ڈہائی فیٹ لمبے اور دو فیٹ چوڑے صندوق ہون فی کس ایک صندوق ہونا چاہئیے ہر صندوق پر مالک یا قابض کا نام فہرست کا نمبر لکھا ہو ۔ صندوقون مین ہینڈل یعنے کڑے گرفت کے لئے ہونے چاہئین ۔ اور ہر جماعت کے ساتھ ایک ایسی لمبی رسّی جو دس صندوقون کو حلقہ کر سکے رہنی چاہئیے ۔

۷ ۔ بستروں کے لئے گدّے چھ فٹ یعنی دو گز لمبے ۔ ڈہائی فٹ یعنے ۱۳ گرہ چوڑے خاکی زین یا کسی اور اسی قسم کے مضبوط کپڑے کے ۔ ایک ایک کمبل ۔ ایک ایک تکیہ خاکی زین کا ۔ یہ چیزین ریل مین ۔ جہاز مین اور

تمام سفرِ حجاز میں ہر جگہہ کام دینگی - فی کس ایک لنگی - ایک چادر بھی ہو تو بہتر ہے -

۸ - جامۂ احرام کے لئے فی مرد - دو جوڑے تولیہ کے چھہ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے - ایک ایک پیٹی جس مین جیب لگی ہو تاکہ اوس مین روپیہ پیسہ رکہا جا سکے اور حالتِ احرام مین بھی کمر سے بندہی رہے -

۹ - پارچہ پوشیدنی عام ملازمون کے لئے فی کس دس جوڑے سارے سفر کے واسطے کافی ہو سکتے ہین - موسم سرما و گرما مثل ہندوستان کے خیال کرنا چاہئے زیادہ سردی نہین ہوتی -

۱۰ - ہر شخص کے ساتھہ ایک گلاس ایک پیالہ کلان - ایک رکابی - تام چینی بھی ایسی ہونی چاہئے جو صندوق مین آسکے -

۱۱ - ملازمان مین دس دس اشخاص کی جماعت مطابق فہرست قرار دی جاوے جس مین سے ایک شخص ہر جماعت کا منتظم ہو اور اوس منتظم کے حکم کی تعمیل اوس جماعت پر واجب ہو -
اور ایسی دس جماعتون پر ایک افسر اعلیٰ متعین ہو - جماعتین نمبروار ہر جگہہ رہنی چاہئین - ریل مین جہاز مین سفرِ خشکی مین تاکہ ان کی نگرانی مین افسرون کو کسی قسم کی دقت نہ پیش آئے -

۱۲ - خیمہ جات و چھولداریان معہ پاخانون و چوکیون کے سب ہندوستان سے ساتھہ جانی چاہئین - سوائے اون خیمہ جات و شامیانون کے جو مخصوص رئیس و میر قافلہ کے لئے ہون - عام ہمراہیون کے لئے ایسی چھولداریان ہونی چاہئین جن مین دس دس آدمی گزر کر سکین - ایک قنات دس دس چھولداریون کے واسطے ایسی ہمراہ ہونی چاہئین جنہین متعدد پاخانے بن سکین -

۱۳ - بڑی مشکین کرمچ کی (دس آدمیون کے لئے ایک مشک کافی ہے) ساتھہ ہونی چاہئے جسمین احتیاطاً کیفیض سے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا معہ رسیون کے لگا ہو - تاکہ اونٹون پر لٹکانے مین انکے پھٹنے کا اندیشہ نہ رہے - کرمچ کے ہی ڈول بقدر ضرورت ساتھہ ہونے چاہئین -

۱۴ - مستورات کی ہر ایک جماعت کے ساتھہ اونکے محرمون کی جماعت ہمراہ رہے تاکہ ہر طرح عورات کی نگرانی و خدمت مین آسانی ہو -

۱۵ - سفرِ حجاز مین باورچی خانون کے لئے کرمچ کا پانی کا مخزن جسکو عرب مین زیر کہتے ہین خاص نمونہ کا

یعنی ایک گز اونچا دو گز دور یا کچھ کم و بیش۔ ہمراہیوں کی تعداد ملحوظ رکھکر جسقدر مناسب معلوم ہوں تیار کرائے جائیں۔ یہ مخزن کریچ کے چوبی پیپوں اور چرمی مشکوں سے زیادہ کار آمد ہونگے۔ دیگیں اور پتیلیاں و دیگر ظروف ضروری بلحاظ تعداد ہمراہ ہونے چاہئیں۔

۱۶۔ پانی صاف کرنیکے لئے بک فیلڈ فلٹر جو عمل کے ذریعہ سے پانی صاف کرتا ہے اپنی ضرورتوں کا خیال کرکے جس قدر مناسب ہو ساتھ ہونے چاہئیں۔ پانی سرد کرنے کی غرض سے چند ریلنگ مشین خاص اور علیحدہ صندوقوں میں ساتھ ہوں۔ اور صندوقوں پر برف کی مشین لکھا ہو۔

۱۷۔ بید کی شغدفوں اور معمولی شغدفوں وغیرہ شبریوں کے لئے غلاف و پردے کریچ یا ٹاٹ یا دری وغیرہ کے خواہ ہندوستان سے بنوائے جائیں یا جدہ میں تیار کرائے جائیں۔ ان کی تعداد بھی ہمراہیان مرد و عورات کا لحاظ کرکے تجویز ہونی چاہئے۔

۱۸۔ غلہ وغیرہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ سفر بحری کیواسطے جسقدر ضرورت ہو اوس سے قریب دوچند کے لیا جاوے۔ باقی ہر قسم کی اشیاء جدہ و مکہ و مدینہ میں بافراط میسر آتی ہیں۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہاں گراں ملیگی یہ اُن کی غلطی ہے بلکہ لیجانے میں جو کرایہ و باربرداری دینی پڑتی ہے وہ ملاکر ایک ہی قیمت پڑجاتی ہے۔ البتہ روغن زرد و چاول عمدہ وہاں نہیں میسر آتے ہیں۔ اسلئے یہ دونوں چیزیں ہندوستان سے لے لینے میں مضائقہ نہیں۔ باقی اشیاء کا عرب میں ہی خریدنا مناسب ہے جو کچھ نفع ہو وہ حجاز کے دوکانداروں کو ہی ہو تو بہتر یہ ایک قسم کی خیر ہے۔

۱۹۔ روپیہ بشکل کرنسی نوٹ یا پونڈ کے ہمراہ ہونا چاہئے۔ جو اشخاص ہندوستان میں کسی تاجر کے پاس روپیہ جمع کرکے حوالہ جدہ یا مکہ کے لئے لیتے ہیں وہ نقصان اوٹھاتے ہیں۔ ظاہراً تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فیس منی آرڈر اور کچھ کمیشن نہیں دینی پڑتی مگر حقیقت میں ان دوکانداروں کو بہت ہی بڑا فائدہ ہے اوّل تو اونکو یہ سہولت ہے کہ جو روپیہ ہندوستان بھیجنا پڑتا اور اوس کی بابت فیس وغیرہ دینی پڑتی وہ بچی اور روپیہ بھیجنے کی دردسری نہ اوٹھانی پڑی۔

مگر حقیقت میں اصلی نفع یہ ہے کہ وہاں کے لوگ جنکے نام حوالہ ہوتا ہے وہ ایسے سکّہ دیتے ہیں

جن میں روپیہ کے بارہ آنہ ورنہ چودہ آنہ تو ضرور ملتے ہیں۔ ہندی حاجی ہر چند خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں انگریزی سکّہ دو تاکہ ہمارے واپسی میں بھی کام آئے لیکن کیا مجال جو حجاج کی یہ فریاد سنی جائے۔ زیادہ حجّت کیجئے تو کہہ دیتے ہیں کہ مت لو۔ ہندوستان میں اپنا روپیہ واپس لے لینا۔ اپنا حوالہ لیتے جاؤ۔ جانتے ہیں کہ چاروناچار جھک مار کر جو دینگے وہ لینا پڑے گا۔ یہ شکایتیں ہم نے کونسلیٹ میں پہونچتے ہوئے تک دیکھیں۔ لہذا وہ لوگ جو ہندوستان میں روپیہ جمع کر جاتے ہیں سخت غلطی میں ہیں سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ کرنسی نوٹ یا پونڈ ساتھ رکھنے چاہئیں۔ وہاں حسب ذیل سکّے رائج ہیں گنی افرنجی (پونڈ) ١٢٠ قرش صاغ جی عثملی ١٠٠ قرش۔ نپتو نپولین ٩٦ قرش۔ ریال مُرم ١٢ قرش۔ ریال فرانسہ ١٢ قرش۔ ریال سنکو ٢٤ قرش۔ مجیدی ٢٠ قرش کثیر زاید سے زیادہ خرید و فروخت میں قرش پر حساب لگایا جاتا ہے

٢٠ بعد تیاری بجٹ و درستگی سامان۔ جہاز کا انتخاب کیا جاوے۔ بعد تجویز و طے ہو جانے جہاز کے مینجنگ ایجنٹ یا مالکِ جہاز کو (جیسی صورت ہو) ہدایت نسبت تیاری غسلخانوں و پاخانوں کے دیجاوے کیونکہ حجاج کے جہازات میں ہمیشہ زاید پاخانے و غسلخانے تیار ہوتے ہیں۔
اسکے لئے ایک واقف و تجربہ کار باشرع شخص انتخاب کیا جاوے تاکہ وہ ہوا جہاز کے موقع کے لحاظ سے ضروری جگہوں کو تجویز کرائے یا اپنے روبرو تیار کرائے (جیسی صورت ہو)
ان ضروری امور کے لئے بمبئی میں۔ بمبئی اینڈ پرشیا نیویگیشن آشم کمپنی لمیٹڈ کے منیجنگ ایجنٹ یہ مغل کمپنی کے نام سے مشہور ہے۔ یا عیسی جی تاج بھائی۔ یا حاجی قاسم وغیرہ سے خط و کتابت کرنے سے سارے مرحلے طے ہو سکتے ہیں مغل کمپنی کے لئے بمبئی میں ایک اور آسانی کی صورت ہے کہ حاجی زنیل علی رضا صاحب جو جدہ میں ایجنٹ اس کمپنی کے ہیں۔ اُنکی عزیز و ملازم خلیفہ اسٹریٹ نمبر ٢٢ متصل کرافورڈ مارکیٹ رہتے ہیں اور وہ سب کے سب نہایت خوش اخلاق و باثروت اصحاب ہیں خصوصاً حاجی محمد علی صاحب حاجی زنیل علی رضا صاحب نونکیوں اور خوبیوں میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں۔ انکے ذریعہ سے تمام امور بآسانی رفع ہو سکتی ہیں۔

٢١ نسبت حصولِ پاسپورٹ وغیرہ کے مولوی عبدالحسین صاحب انسپکٹر حجاج

یا براہِ راست کمشنر پولیس سے تحریک کیجاوے۔ مولوی عبدالحسین صاحب بھی بہت خوبیون کے شخص ہین۔

۴۲۔ یہ امر بھی ضروری ہے کہ چند خوش اخلاق ملازم پہلے سے جدہ روانہ کردینے چاہئین۔ جنکا کام بلحاظ مندرجہ مراتب فہرست مجوزہ کے ہر مرتبہ والیکیلئے معقول انتظام کرنا ہوگا۔ اسکے لئے ضروری بات ہی کہ جدہ پہونچکر اپنی گورنمنٹ کی کونسلیٹ مین جائین اور اپنی تمام غرضون کو بیان کرین۔ اور جو کچھہ خط وکتابت پہلے ہوئی ہو (اگر کچھہ ہو) اوسکو یاد دلائین۔ اور مناسب ضروری امداد چاہین۔ سفرِ خشکی کی ضروریات کو بہم پہنچائین۔

۴۳۔ سامان سواری سفر حجاز خشکی۔

(الف) تعداد تختِ روان یا پالکی۔ یہ آسائیش طلب مستورات ونیز ضعیف العمر اشخاص کیواسطے موزون ومناسب ہے۔ (ب) تعداد شُغدف بید (عرب مین اسکو خزران کہتے ہین۔ یہ بھی آسائیش کی چیز ہے اور تختِ روان سے کم نہین (ج) تعداد معمولی شغدف۔ یہ عام لوگونکے لئے آسائیش کی چیز ہے۔ (د) تعداد شبری۔ خدام وملازم اکثر اسی پر سوار ہوتے ہین۔ اور جس اونٹ پر شبری ہوتی ہے اُسپر پہلے بوریان غلہ وغیرہ کی لاد لیتے ہین۔ (ہ) تعداد خچر یا اونٹون کی واسطے تختِ روان کے۔ (و) تعداد شتر۔ واسطے بڑے شغدفون کے جسکو خزران کہتے ہین (ز) تعداد شتر واسطے معمولی شغدفون کے۔ (ح) تعداد شتر واسطے شبریون کے (ط) تعداد شتر واسطے اسباب وپانی وغیرہ کے۔ پانی کے چھوٹے چھوٹے مشکیزہ ہر اونٹ پر بھی لادے جاتے ہین مگر اُمراء کے لئے چند اونٹ ایسے بھی ہونے چاہئین جو باورچی خانے وغیرہ کی غرض سے صرف پانی ہی اونپر لدا ہو۔ یہ حقیقت مین معلمون کا کام ہے۔ جدہ مین یہ خدمات شیخ عبدالرزاق ابوالخیر شیخ المعلمین کے سپرد کیجاوین اُنکا فرض منصبی ہے کہ وہ خود ونیز اپنے ماتحت معلمون سے ان تمام خدمات کو انجام کرائین۔ عبدالرزاق ابوالخیر نہایت نیک مزاج بااخلاق وصاحبِ مروت متواضع اور خدمتی شخص ہین۔ اُنکو جسقدر حجاج کی آسائش وراحت مدنظر رہتی ہے اوسقدر اپنے نفع کا خیال نہین ہمنے خود تجربہ کیا کہ اکثر حجاج نے اونکو نفع کے عیوض نقصان دیا اور اُن بیچارے نے شکایت کے بجائے صبر کیا۔ امین بنگالی وعبدالوہاب وغیرہ معلمان بھی مسکین طبیعت اور بہت خدمتگذار اشخاص ہین ان لوگونکو حق خدمت دیگر طبیعت کو ناگوار نہین گزرتا بلکہ ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے۔

جیسے جدہ شریف مین یہ خدمات معلّمون کے متعلق ہین اوسیطرح مکہ معظمہ مین مطوفون سے۔ اور مدینۂ طیبہ مین مزورون سے۔ مکہ مین شیخ احمد فقیہہ آفندی۔ شیخ یوسف قطان۔ شیخ امین عاصم وغیرہ بہت با اثر اور خوش اخلاق بزرگوار ہین خصوصًا شیخ احمد فقیہہ تو ایک فاضل اجل و عالم متبحر ہین اور مصلّے حنبلی کے امام۔ اور شریف مکہ بہی امام ہین۔ انکی خوبیان خارج از بیان ہین۔ جو شخص ان سے ایک دفعہ مل لیتا ہے ممکن نہین کہ وہ تمام عمر انکو نیکی و محبت سے یاد نہ کرے۔ تمام خدمات بالا کا انصرام بزرگان موصوف الصدر سے بآسانی ہوسکتا ہے۔

شیخ محمود نائب الحرم مکہ بہی بہت خوش مذاق وظریف وملنسار ہین۔ مولوی محمد سعید جو مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کی یادگار اور مدرسہ صولتیہ کے مہتمم ہین قابل قدر بزرگوار ہین۔ آپ سے ملک بہت سے ضروری حالات پر آگاہی ہوتی ہے۔ ان کی واقفیت بڑے پایہ کی ہے۔

مدینہ منورہ مین عثمان پاشا شیخ الحرم ہین۔ اور ان کو سلطان المعظم سے قرابت بہی ہے ترکون کے اخلاق ومدارات کا بیان بیکار ہے یہہ مسلمہ امر ہے کہ انمین جسقدر بڑے رتبہ کا شخص ہوگا اوتنا ہی وہ زیادہ با اخلاق ہوگا۔ مزورون مین شیخ صالح شبری۔ علی حماد وغیرہ بہت معقول و خوش خلق اصحاب ہین حقیقتًا مدینۂ منورہ کا تو ہر فرد بشر اخلاق مجسم ہے۔

سب سے ضروری ولابدی امر یہہ ہے کہ تمام زمانۂ سفر عرب مین ایک رفیق قبائل بدوی مین سے بنا لیا جاوے اور اوس رفیق سے ایک اقرارنامہ لکھا لیا جاوے اور جس قدر شرائط ایسے سفر مین درکار ہین وہ تحریر کرالی جاوین۔ اوس اقرارنامہ کی ایک نقل حاجی کے پاس رہیگی۔ ایک نقل رفیق کے پاس۔ اور ایک نقل حکومت مین داخل کی جاوے گی۔ اقرار وعہد کی پابندی بدوی قبائل پوری کرتے ہین۔ اسکے علاوہ یہہ بات بہی لازمی ہے کہ ہمراہیون مین بدو ہون یا عرب کے خدّام۔ مطوّف ہون یا مزوّر سبکے ساتہہ خندہ جبینی اور خوش خلقی و تواضع سے پیش آنا چاہئے اور کہانے کہلانے مین سیر چشمی مدّنظر رہے۔ بڑے بڑے لوگون کو کچھ تحائف نذر لیتے بہی دیتے جائین۔ اگر ان باتون پر عمل کیا جاوے گا تو ہم یقین دلاتے ہین کہ انشاء اللہ تعالی نہ کسی قسم کی دقّت پیش آئیگی نہ کوئی ایذا اوٹہانی پڑے گی۔

نفس مطلب و غرض بیان ہمارا یہ ہے کہ پابندی احکام شریعت کے ساتھ جسوقت حج فرض ہو جائے اوسمین اگر تاخیر نہو صاحب استطاعت۔ جوان العمر۔ جو حقیقت مین معمولی تکالیف پر جنکا پیش آنا بلحاظ ملک عرب و سفر بحری و بری کے لئے ایک ضروری بات ہے۔ قادر و صابر ہون۔ ضعیف وکمزور حجاج کی ہمراہی مین مستعد خادم موجود ہون۔ اسکے ساتھ ہی اپنے فرائض۔ رفیقون کے حقوق۔ غربا کے ساتھ سلوک کرنے کے آداب۔ بندگان خدا کے ساتھ احسان کرنیکے فضائل ملحوظ رکھے جائین۔ اتفاق حسن اعتقاد حسن معاملہ ایفائے عہد مین نقص نہ واقع ہو جبکہ عقلی و اخلاقی قوتون سے کام لیا جائے تو اب حجاز جو ایک حیرت و وحشت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے وہ ایسی عمدہ سیرگاہ بن جائیگا جس سے تمام دینی و دنیوی برکتین و فضیلتین حاصل ہونگی *

یہ مختصر رسالہ یہانپر ختم کیا جاتا ہے اور بواسطہ رسول کریمؐ اظہار تمنا کیا جاتا ہے ؎

کروں کیوں نہ عرض اپنی کل احتیاج	گدا کو نہیں کچھ گدائی سے لاج	میں اس در کا سائل ہوں جسکی ہو آج
الٰہا رفیع نعمت واہب تخت و تاج	خداوند بخشندہ و دستگیر	کریم عطا بخش و پوزش پذیر
ہوا [illegible] سے دل [illegible]	[illegible] باقی ہیں گروہ بھی یا [illegible] عطا	کریم [illegible] سب کچھ دیا
اب [illegible] ہی اور ہے التجا	خدایا بحق بنی فاطمہ	کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

شرمسار

نادر علی وکیل میرٹھ

۱۰۔ دسمبر ۱۹۰۴ع مطابق ۲۔ شوال سنہ ۱۳۲۲ ہجری